یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

عبد الهادي
السيد محمد تقي الحكيم

جدید فقہی مسائل

ترجمہ: الفقہ للمغتربین

فتاوی

سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ السید علی الحسینی السیستانی
دام ظلہ الوارف

مترجم
محمد شفا نجفی

بنیاد مؤسسۃ الامام علیؑ

پوسٹ بکس نمبر 2405 ۔ اسلام آباد ۔ پاکستان

جدید فقہی مسائل

توثیق

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی خیر خلقه محمد وآله الطیبین الطاهرین وبعد: یجوز العمل برسالة (الفقه للمغتربین) والعامل بها مأجور إن شاء الله تعالی.

٥ رمضان المبارك

١٤١٨

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین ۔ والصلوٰة

والالسلام علیٰ خیر خلقه محمد و آله

الطیبین الطاهرین ۔

امابعد: رسالہ " الفقه للمغتربین "(جس کا ترجمہ زیر نظر ہے) پر عمل کرنا جائز ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے والے مؤمنین عند اللہ ماجور ہوں گے۔

دستخط و مہر آیۃ العظمیٰ السیستانی دام ظلہ

عبد الهادی
السید محمد تقی الحکیم

جدید فقہی مسائل

ترجمہ : الفقه للمغتربين

فتاوی

سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ السید علی الحسینی السیستانی
دام ظلہ الوارف

مترجم
محمد شفا نجفی

مؤسسۃ الامام علیؑ

پوسٹ بکس نمبر 2405 ۔ اسلام آباد ۔ پاکستان

نام کتاب : جدید فقہی مسائل

ترتیب : عبدالہادی السید محمد تقی الحکیم

مترجم : محمد شفا نجفی

کمپوزر : حسن علی بلتستانی

تاریخ طباعت : شوال ۱۴۲۰ھ / جنوری ۲۰۰۰ء

طبع دوم : جمادی الاولی ۱۴۲۱ھ / اگست ۲۰۰۰ء

مطبع : اسد محمود پرنٹنگ پریس۔ گوالمنڈی۔ راولپنڈی ۔ پاکستان

قیمت : [redacted] ۱۰۰

ناشر : مؤسسة امام علی (ع) ۔ پاکستان

نوٹ : اس کتاب میں قرآن کریم کا ترجمہ مولانا فرمان علیؒ اور نہج البلاغہ کے اقتباسات کا ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ کے تراجم سے نقل کیا گیا ہے۔

تمهید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١٤١٦ھ کے ماہ رجب کی صبح کو اور موسم سرما کی دھوپ میں ہمارا جہاز برطانیہ کے دارالحکومت لندن کی طرف روانہ ہوا۔

جہاز نے زمین کے مشرق سے اس کے مغرب کی طرف پرواز کی اور بادلوں سے خالی سرزمین سے بادلوں اور کہر کی سرزمین کا رخ کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہمارا جہاز فضا کی بلندیوں کو چھونے لگا اور اس طرح انتہائی آرام دہ اور پرسکون انداز میں اڑان شروع کی جیسے وہ زمین کے کسی مرکز پر کھڑا ہو۔ میں نے سوچا کہ اس فرصت کو غنیمت سمجھوں اور اس چھوٹے سائز کے قرآن مجید سے چند سوروں کی تلاوت کا شرف حاصل کروں جس کی میں نے بچپن سے عادت بنا رکھی تھی۔ اس لئے کہ میں نے نجف اشرف میں اپنے جد کے گھر میں آنکھ کھولی تھی جو ہر روز صبح، ظہر کے بعد، شام کو اور سفر میں اور دیگر اوقات میں کلام مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ میں نے اپنے والد گرامی کو بھی ہمیشہ گھر میں اور سفر میں بھی اپنی جیب میں ایک قرآن رکھتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں نے قرآن مجید کو کھولا اور دھیمی آواز میں آیات قرآنی کی تلاوت شروع کر دی تاکہ اس طرح اپنی روح اور باطن کی تطہیر کر سکوں اور اپنے ذہن کو مادہ اور اس کی آلودگیوں سے پاک کر کے معطر کر سکوں اور اللہ تعالی سے یہ دعا کروں کہ وہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق اس لوہے کے ڈھانچے کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

دن ڈھلنے لگا اور نماز ظہر کا وقت قریب ہوا۔ میں اپنی سیٹ سے اٹھا اور باتھ روم کی

طرف بڑھا اور تجدید وضو کی اور وضو کے بعد اپنی جیب سے کنگھی نکال کر اپنے بال سنوارے۔ اس کے بعد اپنی جیب سے عطر کی وہ چھوٹی شیشی نکالی جسے میں عادت کے مطابق خوشبو کے لئے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ چونکہ میں نے یہ پڑھا تھا کہ خوشبو لگانا مستحب ہے اور یہ کہ پیغمبر اکرم (ص) اسے پسند فرماتے تھے اور عطر لگانے کے بعد پڑھی گئی نماز کا ثواب ستر نمازوں کے ثواب کے برابر ہوتا ہے۔

وضو، کنگھی کرنے اور خوشبو لگانے سے فارغ ہونے کے بعد میں باتھ روم سے نکلا اور واپس اپنی سیٹ پر آگیا۔ سیٹ پر بیٹھتے ہی میں نے ان آیات کی تلاوت شروع کی جنہیں میں نے بچپن سے یاد کر رکھا تھا اور پھر سوچنے لگا کہ اب نماز کہاں پڑھوں؟ قبلہ کی سمت کیسے معلوم کروں؟ میرا فرض کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ہے یا بیٹھ کر؟

اس فکر کے دامن گیر ہوتے ہی میں نے اپنا ذہن اپنی سابقہ شرعی معلومات کے مطابق دوڑانا شروع کر دیا۔ جس کے بعد مجھے فقہاء کا یہ قول یاد آیا کہ جب تک مجھ میں قدرت و طاقت موجود ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہوں تو بیٹھ کر پڑھنا ہو گی اور یوں قیام کی کیفیت نماز گزار کی قدرت و طاقت کے مطابق اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ نماز کسی صورت میں بھی مکمل طور پر ساقط نہیں ہوتی۔

جب میں سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچا تو میں نے جہاز کے اندر ایسی جگہ کی تلاش میں نظریں دوڑانا شروع کر دیں جہاں میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکوں۔ میری نظر جہاز کے ایک کونے میں ایسی چھوٹی جگہ پر پڑی جو نماز کی ادائیگی کے لئے کافی تھی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: نماز کی جگہ تو بن گئی۔ اب جبکہ جہاز اس طرح قرار سے محو سفر ہے جیسے وہ ساکن ہے اور یہ جاننا باقی ہے کہ قبلہ کس سمت میں ہے؟ میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اس سلسلے میں مجھے جہاز کے پائلٹ سے مدد لینی چاہئے تاکہ اس سے قبلہ کی سمت معلوم کر سکوں۔ فضائی میزبان سیٹ کے سامنے کھلی ہوئی چھوٹی میز پر سے چائے کے برتن اٹھائے ہوئے

میرے پاس سے گزرا۔ میں نے فرصت سے فائدہ اٹھایا اور ٹوٹی پھوٹی انگلش میں اس سے پوچھا:

میں آپ سے کچھ معلومات لے سکتا ہوں؟

جی فرمایئے۔

سمت قبلہ کے سلسلے میں آپ میری مدد کر سکتے ہیں؟

مجھے افسوس ہے میں آپ کا مقصد نہیں سمجھا۔

قبلہ یعنی مکہ مکرمہ کی سمت جاننا چاہتا ہوں

آپ مسلمان ہیں؟

جی ہاں، میں ظہر کی نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔

آپ اجازت دیں تو ابھی ابھی کاک پٹ میں جا کر پوچھ کر آتا ہوں۔

فضائی میزبان سمت قبلہ دریافت کرنے کاک پٹ کی طرف چلا گیا۔ مجھے یکایک خیال آیا کہ مجھے جہاز کے فرش پر نماز پڑھنے کے لئے بھی کسی چیز (مصلی وغیرہ) کے بارے میں پوچھنا چاہئے تھا۔

جب فضائی میزبان سمت قبلہ کے بارے میں میرے سوال کا جواب لے کر آیا تو میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ مجھے نماز کے لئے کوئی کپڑا وغیرہ لا کر دے۔ چنانچہ اس نے ایک بڑا رومال لا کر دیا جس پر میں نے رخ بہ قبلہ دو رکعت ظہر کی نماز اور اس کے بعد عصر کی نماز دو رکعت اس کے بعد ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پر مشتمل تسبیح حضرت زہراء (س) پڑھی۔ تسبیح حضرت زہراء (س) کے بعد میں نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور واپس جا کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ اس وقت مجھے عجیب سکون اور اطمینان محسوس ہو رہا تھا۔ پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ لوگوں کے سامنے جہاز میں نماز پڑھنا ایک پریشان کن اور تکلیف دہ عمل ہوگا لیکن (معلوم ہوا) میرا یہ خیال درست نہیں تھا۔ میں نے یہ اندازہ لگایا کہ نماز کی وجہ سے مجھے خاص احترام کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے اور

جہاز میں سوار غیر مسلموں سمیت تمام مسافروں پر میری ایک خاص قسم کی محبت آمیز ہیبت اور رعب طاری ہوا ہے، جو پائلٹ اور دیگر مسافروں کی نگاہوں میں محسوس ہو رہا تھا۔

اس دوران جب میں اپنی افکار میں ڈوبا ہوا تھا تو یکایک کھانا پیش کئے جانے کے اعلان نے میری افکار کا تسلسل توڑ دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک ائیر ہوسٹس اپنے ہاتھوں میں کھانوں کی فہرست لئے ہوئے آئی اور مسافروں کی فرمائش معلوم کی اور مجھ سے پوچھا آپ مرغ پسند کریں گے یا مچھلی؟

جب مجھے پتہ چلا کہ مچھلی چھلکے والی ہے تو میں نے اس کو ترجیح دی۔ یہ بھی اس لئے نہیں کہ مجھے مرغ سے مچھلی زیادہ پسند تھی بلکہ صرف اس لئے مچھلی کو ترجیح دی کہ میرے پاس مرغ کھانے کا جواز نہ تھا کیونکہ یہ مرغ مجھے غیر مسلموں کے ہاتھ سے مل رہا تھا اور مجھے یقین نہیں تھا کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے اور یہ ایسی مشکل تھی جو اکثر و بیشتر مغربی ممالک میں پیش آسکتی ہے۔

میری پیدائش ایک اسلامی مملکت میں ہوئی ہے اور اسی میں میری نشو و نما اور پرورش ہوئی ہے۔ جب مجھے مسلمانوں کے شہر اور ان کے بازار میں کبھی شک ہوتا ہے کہ گائے، بکری یا مرغی وغیرہ صحیح طریقے سے ذبح ہوئی ہے یا نہیں یا وہ مچھلی حلال ہوگی جسے میں مسلمانوں کے بازار سے خرید کر لایا ہوں تو بغیر کسی تأمل اور جھجک کے فارغ البال ہو کر ان کا گوشت کھا لیتا ہوں۔ لیکن مغربی ممالک کی صورت حال اور اُن کا حکم ان سے مختلف ہے۔ کیونکہ کسی بھی غیر مسلم سے گوشت خرید کر کھانا اس وقت تک جائز نہیں ہوتا جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے اور یہ بذات خود کوئی معمولی مشکل نہیں۔

اسی دوران ائیر ہوسٹس نے دوپہر کا کھانا لا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ جس میں ایک پلیٹ مچھلی جو سورج مکھی (Sun flower) کے تیل میں تلی گئی تھی اور سرخ ٹماٹروں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ تھوڑے سے چاول، سلاد، سبزی، زیتون کے دو ہرے دانے، انگور کے چند دانے، ایک عدد سیاہ انجیر، چند عدد مٹھائی، سر بمہر گلاس میں

پانی، نمک اور کالی مرچ کی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں، روٹی کے دو ٹکڑے ایک عدد کانٹا، دو چمچے، ایک عدد چھری اور ایک ٹشو پیپر رکھے گئے تھے۔

مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں نے سب سے پہلے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد کانٹے کو مچھلی کے ٹکڑے میں گاڑ دیا تاکہ اسے روک سکوں۔ اس کے بعد اس کے درمیانہ سائز کے ٹکڑے بنا دیئے جو آسانی سے کھائے جا سکیں۔ جب میں مچھلی کو کاٹ چکا تو اچانک مجھے یہ خیال آیا کہ اگر مچھلی چھلکے والی ہے اور اسے زندہ نکالا گیا ہے یا شکار کے بعد جال میں مری ہے تو میں اسے کھا سکتا ہوں، چاہے اس کا شکار کرنے والا مسلمان ہو یا کافر۔ چاہے شکار کرنے والے نے اللہ کا نام لیا ہو یا نہ لیا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اس تیل کی مشکل باقی رہ جاتی ہے جس میں اسے تلا گیا ہے۔

کیا یہ تیل پاک تھا؟

کیا اس کا تلنے والا مسلمان تھا؟

میرے ذہن میں یہ سوال ابھرے جنہوں نے مجھے اس لذیذ اور گرم گرم مچھلی کے ٹکڑوں کو کھانے سے روک دیا جبکہ مجھے بھوک بھی لگی ہوئی تھی۔

میں نے اس کانٹے کو پلیٹ کے کونے میں رکھ دیا جس سے مچھلی کا ٹکڑا اٹھایا تھا اور ان معلومات کی طرف رجوع کرنے کی کوشش کی جو میں سفر کے لئے تیاری کے دوران اس مسئلے کے بارے میں مرجع کے رسالہ عملیہ (توضیح المسائل) میں پڑھ کر آیا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے پوچھا: کیا سن فلاور کا تیل پاک ہے؟

جواب ملا: جی ہاں پاک ہے۔ کیونکہ اولاً حکم شرعی یہ ہے:

کل شی طاہر حتی تعلم انہ نجس

"ہر چیز اس وقت تک پاک ہو گی جب تک اس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو"

چونکہ مجھے اس تیل کے نجس ہونے کا یقین نہیں اس لئے وہ پاک شمار ہو گا۔

ثانیاً: چونکہ تیل پاک تھا اور اس میں پاک مچھلی کو تلا گیا ہے۔ اس طرح ساری کی ساری تلی ہوئی مچھلی پاک ہو گی اور مجھے کھانے کا حق حاصل ہو گا۔

باقی رہی یہ بات کہ جس نے پاک مچھلی کو پاک تیل میں پکایا ہے وہ مسلمان ہے یا اہل کتاب ہے تا کہ وہ مچھلی پاک شمار ہو یا مسلمان بھی نہیں اور اہل کتاب بھی نہیں؟

اس سوال کی کوئی اہمیت نہیں، جب تک مجھے اس بات کا یقین نہ ہو کہ اس نے مچھلی کو ہاتھ لگایا ہے۔

گزشتہ حکم شرعی (ہر چیز اس وقت تک پاک شمار ہو گی جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو) سے واضح طور پر یہ نتیجہ نکلا کہ میرے سامنے موجود مچھلی پاک ہے اور اسے کھا سکتا ہوں اور جیسے ہی میں اس نتیجے تک پہنچا میں نے اطمینان کا سانس لیا اور مجھے سکون مل گیا اور کانٹے میں اٹھائی گئی مچھلی کو کھانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد میں نے اس ٹماٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا جو تیل میں تلا گیا تھا جس کی نجاست کا مجھے علم نہیں تھا۔ لہذا اسے بھی پاک سمجھا اور کھا لیا۔ یہی حکم میں نے پھل، روٹی، سلاد اور مٹھائیوں میں بھی جاری کیا اور سب کو کھایا چونکہ یہ سب چیزیں پاک تھیں۔ اس کے بعد میں نے پانی اور چائے کا پیالہ بھی پی لیا کیونکہ یہ دونوں بھی پاک تھے اور حکم شرعی کا یہی تقاضا تھا۔ اس کے بعد میں نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

دوپہر کے کھانے اور چائے کے بعد میں نے (چند منٹ) آرام کرنے کے لئے اپنی آنکھیں بند کیں۔ اس کے بعد میں نے آنکھیں کھول کر جہاز کی کھڑکی کی طرف دیکھا۔ اوپر کی طرف نگاہ کی جہاں صاف و شفاف اور نیلا آسمان نظر آیا۔ زمین کی طرف دیکھا جہاں لامتناہی اور نیلا سمندر نظر آیا۔ گویا میں ہر طرف سے نیلے رنگوں میں گھرا ہوا تھا۔ ہمیں درپیش سفر میں ہمارے اور ہیتھرو (Heathrow) لندن کے بین الاقوامی ہوائی اڈے کے درمیان ڈھائی گھنٹے کا فاصلہ رہ گیا تھا اور اس وقت ہم تیس ہزار فٹ کی بلندی پر تھے۔

میں نے جہاز کے اندر اپنی نظریں گھما کر دیکھا۔ جہاز کے بعض مسافر صبح کے

اخبارات پڑھ رہے تھے جو ان کے سامنے ائیر ہوسٹسوں نے لاکر رکھ دیئے تھے تاکہ یوں ان کا باقی ماندہ سفر گزر سکے اور بعض مسافر بڑی گہری نیند سو رہے تھے۔ میں نے بھی ہاتھ اٹھا کر صبح کا اخبار اٹھایا اور سرسری نگاہ سے اخبار کی شہ سرخیوں کو دیکھا جو قارئین کی توجہ کے لئے سرخ اور سیاہ رنگ میں دی گئی تھیں۔

اسی دوران میرا ذہن اس سوال کی طرف گھوم گیا جو کچھ دنوں سے ہمہ وقت دل و دماغ پر سوار رہتا تھا:

دیار غیر میں، میں کس طرح اپنی دینی ثقافت اور اس کی حقیقت کو باقی اور قائم رکھ سکوں گا؟

میں نے جب سے یورپ کے سفر کا ارادہ کیا تھا تب سے رہ رہ کر یہ سوال مجھے کھٹکتا رہتا تھا اور یہ فکر بڑھتی گئی اور جس دن میں نے سفر یورپ کا ارادہ کیا تھا اس دن تو اس فکر نے میرے دل میں گھر ہی کر لیا تھا اور مجھے مشغول کر رکھا تھا۔ کبھی تو میں خود اس فکر کو دعوت دیتا اور کبھی خود بخود مجھے دامن گیر ہوتی۔ سوتے وقت، تکیے پر اونگھتے بھی، صبح اٹھتے وقت بھی یہ فکر میرے ساتھ رہتی۔

اسی دباؤ میں، میں نے ایک دوست کی طرف رجوع کیا تھا جو ایک دفعہ لندن سے ہو کر آیا تھا، جس نے چند قیمتی مشورے اور تجاویز دی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک لائبریری کی بھی راہنمائی کی تھی جس میں ایسی کتاب نظر سے گزری جو اس عام ماحول میں میرے شرعی فریضے کی تعیین میں مدد کر سکتی تھی۔

میرے دوست اور اس کتاب دونوں کی تاکید یہی تھی کہ اس غیر معمولی مسئلے کو ہر وقت ذہن میں رکھوں۔ اسلامی ممالک سے ہجرت کر کے مغرب اور یورپی ممالک میں جانے کے نقصانات میں صرف یہی نہیں ہے کہ شرعی احکام اور واجبات کے ترک ہونے اور دین سے ناآشنا رہنے کا امکان ہوتا ہے بلکہ اس سفر کا نتیجہ اس سے بھی بدتر ہو سکتا ہے کہ اس ہجرت کے دوران ایک مسلمان کی تربیت، عادات و خصائل اور فکری، اخلاقی اور اجتماعی طرز

زندگی پر خطرناک اثرات اور نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔

(دلیل المسلم فی البلاد الغربیۃ ص ۲۷)

سابق الذکر کتاب کے مؤلف نے مزید لکھا ہے کہ جو مسلمان ان غیر مسلم ممالک کی طرف ہجرت پر مجبور ہوتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے گردو پیش ایسا دینی ماحول پیدا کرے جو ان ممالک میں نہیں ہوتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایک آدمی کسی ملک کا پورا اور عمومی ماحول تبدیل نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک خاص اور محدود ماحول ضرور پیدا کر سکتا ہے جس میں وہ زندگی گزار سکے۔ اسلامی تشخصات پر مشتمل ماحول فراہم کرنا ایک ایسی بیماری کی روک تھام کے لئے حفاظتی ٹیکوں کی مانند ہے جس سے کوئی راہ فرار نہیں اور اس بیماری کے خلاف کوئی مؤثر اقدام کر کے اپنا تحفظ کیا جائے۔

ہم یہ دعوی نہیں کرتے کہ یہ کوئی آسان کام ہے۔ لیکن ایک مؤمن کے لئے دینی احکام کی پابندی، جو اس کی شخصیت کی اساس ہے، اس میں کوتاہی کرنا کوئی معمولی امر نہیں۔ اس لئے مؤمنین کو چاہئے کہ وہ ان احکام کی پاسداری کریں۔ اگرچہ اس کی خاطر زندگی میں کسی نہ کسی پہلو سے نقصان ہی اٹھانا پڑے۔

ہم جہاں اس ہجرت کے اثرات اور نتائج کو شدید خطرہ تصور کرتے ہیں وہاں ان اثرات سے مؤمنین کو بچانے اور ان سے انہیں نکالنے کی اہمیت کو بھی کم نہیں سمجھتے۔ جو مؤمنین علمی یا اقتصادی حوالے سے اپنے دنیوی مستقبل کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے ان ممالک کی طرف ہجرت پر مجبور ہوئے ہیں۔ ان کے لئے کسی صورت میں بھی یہ جائز نہیں کہ وہ دنیا کی خاطر اپنے اخروی مستقبل کو نقصان پہنچائیں۔ ورنہ یہ کام ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی تاجر مٹھی بھر یا وافر مال و دولت کی خاطر اپنی عزت و شرف اور زندگی کو داؤ پر لگائے۔ ظاہر ہے عزت و حیات کے مقابلے میں مال دنیا کی کوئی حیثیت نہیں اور یہی حال اس بیمار کا ہے جو ایک جان لیوا بیماری سے بچنے کی خاطر دوائی کی تلخی اور داغنے کی حرارت کو برداشت کرے۔ اس طرح جو مؤمنین بھی اس وبائی ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ

کو ان در پیش خطرات سے بچائے رکھیں اور ایسا دینی ماحول بنائیں جو ان کے لئے سازگار ہو اور اس ماحول کا نعم البدل ثابت ہو جو انہیں، ان کے بال بچوں کو بلکہ ان کے برادران دینی کو اپنے ملک میں میسر تھا اور آج وہ اس سے دور ہیں۔ اس طرح اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل ہو سکے:

یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقودھا الناس و الحجارة علیھا ملائکة غلاظ شداد لا یعصون ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون۔

(تحریم: ۶)

"اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو اس آتش جہنم سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور ان پر وہ تند خو سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں کہ خدا جس بات کا حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں"

نیز اللہ تعالی کے اس فرمان کی بھی پابندی ہو سکے:

المؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض یأمرون بالمعروف و ینھون عن المنکر۔

(توبہ: ۷۱)

"ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ان میں سے بعض بعض کے رفیق ہیں لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں"

اور رسول اسلام (ص) کے اس فرمان کی بھی تعمیل ہو جائے:

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته۔

(مستدرک الوسائل للنوری ج ۱۴ ص ۲۴۸)

"تم میں سے ہر ایک ذمہ دار اور نگران ہے اور اس سے اس کے زیر اثر افراد کے بارے میں سوال کیا جائے گا"

اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے احکامات کی بھی تطبیق ہو جائے۔

یہ تحفظات درج ذیل امور کے ذریعے ممکن ہیں :

ا۔ ہر روز جتنا ممکن ہو قرآن مجید کے چند سوروں اور آیتوں کی پابندی سے تلاوت کریں یا کسی قاری کی تلاوت کو خشوع و خضوع اور غور و فکر کے ساتھ سنیں کیونکہ اسی تلاوت اور اسی سماعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

بصائرمن ربکم و هدی و رحمة لقوم یؤمنون و اذا قری القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترحمون-

(الاعراف :۲۰۳_۲۰۴)

"یہ (قرآن) تمہارے پروردگار کی طرف سے (حقیقت کی) دلیلیں ہیں اور ایماندار لوگوں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور چپ چاپ رہو تاکہ (اسی بہانے) تم پر رحم کیا جائے"

اور اس کی وجہ یہ ہے :

ماجالس هذا القرآن أحد إلاقام عنه بزيادة أو نقصان: زيادة فی هدی أو نقصان من عمی، واعلموا أنه ليس على أحد بعد القرآن من فاقة، ولا لأحد بعد القرآن من غنی، فا ستشفوه من ادوائكم ، واستعينوا به على لأوائكم فإن فيه

شفاء من أكبر الداء وهو الكفر و النفاق والغى و الضلال فا سألوا اللّٰه به و توجهوا اليه بحبه ولا تسألوا به خلقه إنه ما توجه العباد الى اللّٰه بمثله، و اعلموا أنه شافع مشفع وقائل مصدق وأنه من شفع له القرآن يوم القيامه شفع فيه۔

(نہج البلاغہ صبحی صالح :۲۵۲)

"جو بھی اس قرآن کا ہم نشین ہوا وہ ہدایت کو بڑھا کر اور گمراہی و ضلالت کو گھٹا کر اس سے الگ ہوا اور جان لو کہ کسی کو قرآن (کی تعلیمات) کے بعد کسی اور لائحہ عمل کی احتیاج نہیں رہتی اور نہ کوئی قرآن سے (کچھ سیکھنے سے) پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ اس سے اپنی بیماریوں کی شفاء چاہو اور اپنی مصیبتوں میں اس سے مدد مانگو۔ اس میں کفر و نفاق اور ہلاکت و گمراہی جیسے بڑے بڑے امراض کی شفا پائی جاتی ہے۔ اس کے وسیلے سے اللہ سے مدد مانگو اور اس کی دوستی کو لئے ہوئے اللہ کا رخ کرو اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ یقیناً بندوں کے لئے اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا اس جیسا کوئی ذریعہ نہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول اور ایسا کلام کرنے والا ہے جس کی ہر بات تصدیق شدہ ہے۔ قیامت کے دن جس کی یہ شفاعت کرے گا وہ اس کے حق میں مانی جائے گی۔"

اور یہ کہ

من قرأ القرآن وهو شاب مؤمن اختلط القرآن بلحمه و دمه و جعله الله عزو حل مع السفرة الكرام البررة وكان القرآن حجيزا عنه يوم القيامة۔

(اصول کافی ج ۲ص ۶۰۳)

"جو جوان مؤمن قرآن مجید کی تلاوت کرے قرآن اس کے گوشت اور خون میں شامل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالی اسے سفراء کرام (انبیاء) کے ساتھ محشور فرمائے گا اور روز قیامت قران اس کا دفاع کرے گا"

محمد اللہ کتب خانوں میں ایسے قرآنی نسخے موجود ہیں جو مختصر تفسیر پر بھی مشتمل ہیں۔ جن کو سفر میں اپنے ساتھ رکھنا آسان اور دوران سفر (پردیس میں) بہت فائدہ مند ہیں۔

۲۔ واجب نمازوں کو ان کے مقررہ اوقات میں بجا لانے کی پابندی کرنا بلکہ جہاں تک ہو سکے غیر واجب (مستحب) نمازوں کو بھی اپنے مقررہ اوقات میں بجالاناچاہیے۔ چنانچہ رسول اسلام (ص) سے مروی ہے کہ آپ (ص) نے عبداللہ بن رواحہ سے جب وہ جنگ موتہ میں جا رہے تھے، وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

انك قادم بلدا السجود فيه قليل فأكثروا السجود

"تم ایسے شہر میں جا رہے ہو جہاں اللہ تعالی کو کم سجدہ کیا جاتا ہے (مگر) تم کثرت سے اللہ تعالی کو سجدہ کیا کرو"

زید شحام نے امام جعفر صادق (ع) سے روایت کی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا:

احب الاعمال الى الله عزوجل الصلوة وهى آخر وصايا الأنبياء۔

(تفصیل وسائل الشیعہ للحر العاملی ج ۴ ص ۳۸)

"اللہ تعالی کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل نماز ہے اور نماز انبیاء کرام (ع) کی آخری وصیت رہی ہے"

امیر المؤمنین (ع) نے یوں وصیت فرمائی ہے:

تعاهدوا امر الصلاة وحافظوا عليها و استكثروا منها و تقربوا بها فانها " كانت على المؤمنين كتاباً موقوتا " ألا تسمعون إلى جواب اهل النار حين سئلوا "ما سلككم فى سقر قالوا لم نك من المصلين" و انها لتحت الذنوب حت الورق و تطلقها اطلاق الربق، و شبهها رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) بالحمة تكون على باب الرجل فهو يغتسل منها فى اليوم والليلة خمس مرات فما عسى أن يبقى عليه من الدرن۔

(نہج البلاغة صبحی صالح ص ۳۱۱)

"نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو اور اسے زیادہ سے زیادہ بجا لاؤ اور اس کے ذریعے اللہ کا قرب چاہو، کیونکہ نماز وقت کی پابندی کے ساتھ مسلمانوں پر واجب کی گئی ہے۔ کیا قرآن میں دوزخیوں کے جواب کو تم نے نہیں سنا کہ جب ان سے پوچھا جائے گا، کونسی چیز تمہیں دوزخ کی طرف کھینچ لائی ہے؟ وہ کہیں گے: ہم نمازی نہیں تھے۔ بلاشبہ نماز گناہوں کو جھاڑ کر اس طرح الگ کر دیتی ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور انہیں اس طرح الگ کر دیتی ہے

جیسے چوپایوں کی گردنوں سے پھندے کھول کر انہیں رہا
کیا جاتا ہے۔ رسول خدا(ص) نے نماز کو اس گرم چشمے سے
تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے گھر کے دروازے پر ہو اور
اس میں دن رات پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا امید کی جا سکتی
ہے کہ اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گا؟

۳۔ جتنا ممکن ہو دعائیں، مناجات پڑھی جائیں اور ذکر بجا لایا جائے اس لئے کہ ان سے انسان کو اپنے کئے ہوئے گناہ یاد آجاتے ہیں۔ توبہ، گناہوں سے بچنے اور نیکیاں بجا لانے کی تشویق اور ترغیب ہوتی ہے۔ جیسے امام زین العابدین (ع) کا صحیفہ سجادیہ، دعائے کمیل، ماہ رمضان کی دعائیں، دعائے ابو حمزہ ثمالی، سحر کی دعائیں ایام ہفتہ کی دعائیں وغیرہ۔

اس قسم کے تزکیہ کی ہر مسلمان کو ضرورت ہے۔ خصوصاً جب وہ کسی غیر مسلم ملک میں رہ رہا ہو۔

۴۔ ماہ رمضان، محرم الحرام، صفر المظفر اور دوسرے مہینوں اور ایام میں اسلامی مراکز میں منعقد ہونے والے جشن کی تقریبوں، مجالس عزا، وعظ موعظہ کی محافل اور دیگر دینی مناسبتوں میں پابندی اور کثرت سے شرکت کرتے رہیں۔ اس کے علاوہ ان ممالک کے اندر جہاں دینی مراکز اور با مقصد فاونڈیشنز کی ضرورت ہے، اپنے گھروں کے اندر بھی اس قسم کی مناسبتوں کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔

۵۔ اسلامی کانفرنسوں، سیمیناروں میں پابندی سے شرکت کی جائے جو ان ممالک میں منعقد کی جاتی ہوں۔

۶۔ دینی کتابوں، رسالوں اور مجلوں کا مطالعہ کر کے ان سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔ اس سے اور دیگر فوائد کے علاوہ نفس کو سکون بھی ملے گا۔

۷۔ ایسی اسلامی تقریروں اور لکچروں پر مشتمل کیسٹیں سنی جائیں جو مفید ہوں جن کی تیاری میں بڑے بڑے خطباء اور فاضل اور باصلاحیت اساتذہ کرام کو راتیں بیدار

گزارنی پڑی ہیں۔ کیونکہ ان کیسٹوں میں وعظ و نصیحت اور مسائل واحکام کی یاد آوری ہے۔

۸۔ لہو ولعب اور فحاشی کے مقامات پر جانے سے اجتناب کریں۔ جن میں ٹیلیویژن کے برے اور گمراہ کن پروگرام اور ایسے چینل شامل ہیں جو ہمارے عقیدے، دین، اسلامی اقدار، رسومات، روایات اور اسلامی فکری و تہذیبی میراث سے سازگار نہیں۔

۹۔ نیک اور فی سبیل اللہ دوستوں کا انتخاب کریں جن کی آپ راہنمائی کریں اور وہ آپ کی راہنمائی کریں۔ آپ ان کی اصلاح کریں اور وہ آپ کی اصلاح کریں۔ آپ فارغ وقت ان کے ساتھ مفید باتوں اور گفتگو میں گزاریں اور ان کی بدولت برے دوستوں کی صحبت اور گوشہ نشینی اور اس کے نقصانات سے بچے رہیں۔

امام جعفر صادق (ع) اپنے آباء واجداد علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں :

قال رسول الله (صلی الله علیه و آله وسلم) فی حدیث ما استفاد امرؤ مسلم فائدة بعد الاسلام مثل اخ یستفیده فی الله۔

(وسائل الشیعه للحر العاملی ج۱۲ص ۲۳۳)

"رسول اکرم (ص) نے فرمایا : ایک مسلمان کے لئے اسلام کے بعد اس دوست سے زیادہ مفید اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی جس سے فی سبیل اللہ استفادہ کیا جائے۔"

میسرہ کہتے ہیں امام محمد باقر (ع) نے مجھ سے فرمایا :

أتخلون و تتحدثون و تقولون ما شئتم ؟ فقلت : ای والله انا لنخلو و نتحدث، و نقول ما شئنا فقال :أما والله لوددت أنی معکم فی بعض تلك المواطن اما والله انی لأحب ریحکم و أرواحکم و

أنكم على دين الله و دين ملائكته فأعينوا بورع واجتهاد۔ (۱)

"(یہ بتاؤ) تم خلوت میں رہ کر باہم تبادلہ خیال اور جس موضوع پر چاہو گفتگو کرتے رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی مولا۔ خدا ہم خلوت میں ایک دوسرے سے تبادلہ خیال اور گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ آپ (ع) نے فرمایا: خدا کی قسم میری بھی یہی آرزو ہے کہ ان محفلوں اور نشستوں میں تمہارے ساتھ رہوں، خدا کی قسم مجھے تمہاری خوشبو سے بھی محبت ہے اور تمہاری ارواح سے بھی محبت ہے۔ تم دین خدا پر قائم ہو اور اس دین پر قائم ہو جس پر اس کے فرشتے قائم ہیں۔ اپنے تقوی و پرہیزگاری اور جدوجہد کے ذریعے (ہماری) مدد کرو۔"

۱۰۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ ہر روز یا ہر ہفتے اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ کیا کرتا رہا ہے۔ اگر کار خیر کرتا رہا ہے تو خدا کا شکر ادا کرے اور مزید کار خیر کی توفیق کی دعا کرے اور اگر برے اعمال کا مرتکب رہا ہو تو اللہ سے مغفرت طلب کرے اور توبہ کرے اور آئندہ اور بار بار گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم کرلے۔

رسول خدا (ص) نے بھی حضرت ابوذرؓ کو اس بات کی وصیت فرمائی ہے:

يا أباذر حاسب نفسك قبل ان تحاسب فإنه اهون لحسابك غداً وزن نفسك قبل ان توزن

---

(۱) اصول کافی للکلینی ج ۲ ص ۱۸۷ اور ملاحظہ فرمائیں باب زیارۃ الأخوان ج ۲ ص ۱۷۵ اور باب تذاکر الأخوان ج ۲ ص ۱۸۶

وتجهز للعرض الاكبر يوم تعرض لا تخفى على الله خافيه۔ یا أباذر لایکون الرجل من المتقين حتى يحاسب نفسه اشد من محاسبة الشريك شريكه فيعلم من اين مشربه و ملبسه أمن حلال او من حرام۔

(امالی الشیخ الطوسی :ج۲باب۱۹)

"اے ابوذر! تو اپنے نفس کا محاسبہ اور مواخذہ کر قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ اس لئے کہ اس سے تمہارے کل (روز قیامت) کا محاسبہ آسان ہو جائے گا اور نفس کا موازنہ کر قبل اس کے کہ تمہارا موازنہ کیا جائے۔ بارگاہِ الٰہی میں پیشی کے لئے تیار اور آمادہ رہو۔ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اے ابوذر کوئی بھی شخص اس وقت تک متقین میں شامل نہیں ہو سکتا جب تک اپنے نفس کا اس سے سخت محاسبہ نہ کرے جتنا محاسبہ ایک شریک دوسرے شریک کا کرتا ہے۔ انسان کو معلوم ہونا چاہئے کہ میرے کھانے پینے کی اشیاء اور میرا لباس کہاں سے آیا ہے؟ حلال کی کمائی سے یا حرام کی کمائی سے؟

امام موسیٰ الکاظم (ع) نے فرمایا:

ليس منا من لم يحاسب نفسه فی کل يوم، فان عمل حسنة استزاد الله تعالى و ان عمل سيئة استغفرالله منها وتاب اليه۔

(جامع السعادات للنراقی : ج۲ص۹۴)

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو روزانہ اپنا محاسبہ نہ کرے۔
اگر نیکی انجام دیتا رہا ہو تو اللہ تعالی سے مزید توفیق کی دعا
کرے اور اگر برائیوں کا مرتکب رہا ہو تو توبہ کرے اور اللہ
تعالی سے طلب مغفرت کرے"

۱۱۔ عربی زبان، جو قرآن اور دوسرے بہت سارے احکام اور آداب شریعت اسلام کی زبان ہے، کو زیادہ سے زیادہ اہمیت دے اس لئے کہ اس کے علاوہ یہ ان مسلمانوں کے آبا و اجداد کی بھی زبان ہے جن کی مادری زبان عربی ہے۔

جہاں ان ممالک میں زیر تعلیم طالب علم دنیا کی متعدد (مادری زبان کے علاوہ) دوسری زبانوں کو سیکھتے ہیں وہاں اس زبان کا (جو قرآن کی زبان ہے) زیادہ حق بنتا ہے کہ اسے سیکھا جائے تا کہ اس کے ذریعے اپنے دین، اپنی اسلامی میراث، اسلامی اقدار، اسلامی تاریخ اور اسلامی تہذیب سے وابستہ رہ سکیں۔

۱۲۔ نئی نسل کو غیر معمولی اہمیت دے اور اپنے بچوں اور بچیوں کی اس بنیاد پر تربیت کرے کہ وہ کتاب خدا اور اس کی تلاوت سے محبت رکھیں اور ان کے لئے دلچسپ قسم کے مقابلے (کوئیز پروگرام) منعقد کئے جائیں۔ بچوں کو عبادات بجالانے، سچ بولنے، شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کرنے، وعدہ وفا کرنے، دوسروں سے محبت کرنے اور اس قسم کے دیگر مکارم اخلاق کا عادی بنائیں۔ اس کے علاوہ بچوں کو اسلامی مراکز اور اداروں میں اپنے ساتھ لے جائیں تا کہ ان انہیں مقامات میں آمد و رفت کی عادت پڑ جائے۔

ان بچوں کو دشمنان اسلام سے بھی متعارف کرائیں اور ان میں اسلامی اخوت اور بھائی چارے کی روح پھونکی جائے۔ اسلامی اعیاد (خوشی کے مواقع) میں شرکت کے لئے اپنے ساتھ لے کر جائیں۔ انہیں کام اور محنت سے محبت کے جذبے سے سرشار کیا جائے۔ یہ وہ امور ہیں جو اس زندگی میں اسلامی اقدار اور اس کے بنیادی اصولوں کے مطابق اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں مدد ومعاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

اس نکتے تک پہنچنے کے بعد میں نے اپنے تفکرات کی روانی روک دی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ جہاں دھنی ہوئی روئی کی مانند بادلوں کے غول کے غول ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے، انہیں دیکھ کر میں دہشت زدہ ہو گیا اور اسی دوران ایک مرتبہ پھر سابق الذکر خیالات نے مجھے گھیر لیا۔ میں نے اپنے آپ سے پوچھا:

مجھے دیار غیر میں کس قسم کا طرز زندگی اپنانا چاہیے، جس سے میں اپنی ذاتی (فطری) خصوصیات کا تحفظ کر سکوں اور دوسروں کی ثقافت اور تہذیب میں غرق نہ ہو جاؤں یا گھل مل نہ جاؤں اور ایسا بھی نہ ہو کہ لوگوں سے مکمل طور پر کٹ جاؤں اور گوشہ نشینی اختیار کر لوں؟

پھر میں نے اپنے آپ سے پوچھا: جن لوگوں میں زندگی گزاروں گا وہ میرے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟

میرے شہر نے جو سال بھر زائرین اور سیاحوں سے بھرا رہتا ہے، مجھے یہی سکھایا ہے کہ میں کسی بھی قوم کے افراد اور ان کے طرز عمل کو دیکھ کر پوری قوم کے بارے میں اور کسی بھی دین کے پیروکاروں کو دیکھ کر پورے دین کے بارے میں کوئی رائے قائم کروں۔ کسی ملک کا زائر یا سیاح، حسن سلوک کا مظاہرہ کرے تو یہی کہتا ہوں کہ اس ملک کے باشندے بہت اچھے لوگ ہیں اور اگر اس سیاح کا طرز عمل اچھا نہ ہو تو میں کہہ دیتا ہوں کہ اس ملک کے باشندے اچھے نہیں ہوتے۔

قدرتی بات ہے کہ جس دیار غیر میں میں رہوں گا اس کے باشندے میرے طرز عمل اور کردار کو دیکھ کر ہی اسلام کے بارے میں کوئی فیصلہ کریں گے اور تمام مسلمانوں کے بارے میں بھی یہی رائے قائم کریں گے۔

اگر میں اپنے قول و فعل میں سچا ہوں گا، وعدہ وفا کروں گا، امانت میں خیانت نہ کروں گا، حسن خلق کا مظاہرہ کروں گا، نظام اسلام کے قوانین پر عمل کروں گا، محتاجوں اور ناداروں کی مدد کروں گا، اپنے پڑوس سے اچھا برتاؤ رکھوں گا، رسول اسلام (ص) کے نقش

قدم پر چلوں گا اور ان کی تعلیمات پر پورا پورا عمل پیرا ہوں گا، جس کا فرمان ہے: "الدین المعاملة" "دین معاملہ اور باہمی برتاؤ کا نام ہے" جن غیر مسلموں کے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا ہے وہ میرے اس طرز عمل کو دیکھ کر بے ساختہ بول اٹھیں گے کہ اسلام مکارم اخلاق کا دین ہے۔

اگر میں جھوٹ بولوں، وعدہ خلافی کروں، میرے اخلاق سے میرے گرد و پیش کے لوگ تنگ ہوں، نظام اسلام میں خلل ڈال دوں، ہمسایوں سے برا سلوک کروں، لین دین میں ملاوٹ سے کام لوں اور امانت میں خیانت کروں تو میرے ساتھ لین دین رکھنے والے یہی کہیں گے کہ دین اسلام نے اپنے پیروکاروں کو مکارم اخلاق کی تعلیم نہیں دی۔

اسی دوران جہاز کے کپتان نے میرے افکار کے تسلسل کو توڑا اور مائک پر یہ اعلان کیا: ہم اس وقت لندن کی سمت جرمنی کی سرزمین پر سے گزر رہے ہیں۔ میں نے اپنا ہاتھ اپنے بیگ کی طرف بڑھایا اور اس میں سے وہ کتاب نکالی جسے میں دوران سفر استفادہ کے لئے اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس میں مذکور امام جعفر صادق (ع) کی پانچ عدد روایات کو پڑھ کر چونک گیا۔

پہلی روایت میں امام علیہ السلام اپنے شیعوں اور پیروکاروں سے خطاب کر کے فرماتے ہیں:

کونوا لنا زیناً ولا تکونوا علینا شینا۔ حببونا الی الناس ولا تبغضونا الیهم۔

"ہمارے لئے باعث زینت بنو باعث ننگ و عار نہ بنو۔ ہمیں لوگوں کا ہر دلعزیز بناؤ لوگوں کو ہم سے متنفر نہ کرو"۔

دوسری روایت میں امام علیہ السلام اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں:

کونوا من سابقین باالخیرات وکونوا ورقا لا شوك فيه، فإن من کان قبلکم کانوا ورقا لا

شوك فيه و قد خفت أن تكونوا شوكا لا ورق فيه، وكونوا دعاة الى ربكم و ادخلوا الناس فى الاسلام ولا تخرجوهم منه وكذلك من كان قبلكم يدخلونهم فى الاسلام ولا يخرجونهم منه۔

"(اے ہمارے شیعو!) کار خیر میں سب سے پیش پیش رہو اور ایسے پتے بن جاؤ جن میں کانٹے نہ ہوں، بتحقیق تم سے پہلے کے لوگ ایسے پتے تھے جن میں کانٹے نہ تھے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ تم کہیں ایسے کانٹے نہ بنو جن میں پتے نہ ہوں۔ لوگوں کو اپنے رب کی طرف دعوت دو، لوگوں کو اسلام میں داخل کرو اور انہیں اسلام سے خارج نہ کرو۔ چنانچہ تم سے پہلے کے لوگ اسی طرح تھے کہ لوگوں کو اسلام میں داخل کرتے اور انہیں اسلام سے خارج نہیں کرتے تھے۔"

تیسری روایت میں اپنے نقش قدم پر چلنے والے شیعوں کو سلام کے بعد فرماتے ہیں:

اوصيكم بتقوى الله عزوجل، و الورع فى دينكم، والاجتهاد لله، و صدق الحديث، و أداء الأمانة و طول السجود، و حسن الجوار فبهذا جاء محمد (صلى الله عليه و آله وسلم) أدوا الأمانة الى من ائتمنكم عليها برا او فاجرا فان رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) كان يأمرو بأداء الخيط والمخيط ، صلوا عشائركم، و اشهدوا جنائزكم وعودوا مرضاكم و ادوا حقوقهم فإن الرجل منكم إذا ورع فى دينه، و صدق فى

الحديث و أدى الامانة و حسن خلقه مع الناس، قيل هذا جعفرى فيسرنى ذلك و يدخل على منه السرور، وقيل هذا أدب جعفر، و اذا كان على غير ذلك دخل على بلاؤه و عاره و قيل هذا أدب جعفر، و الله لقد حدثنى ابى عليه السلام، ان الرجل كان يكون فى القبيلة من شيعة على(ع) فيكون زينها :أأداهم للامانة، اقضاء هم للحقوق، و اصدقهم للحديث، اليه وصاياهم، و ودائعهم تسأل العشيره عنه، فتقول من مثل فلان انه أأدانا للامانة و أصدقنا للحديث۔

"میں تمہیں تقوی الٰہی، اپنے دین میں پرہیزگاری، اللہ کے لئے جدوجہد، سچ بولنے، امانت کی ادائیگی، سجدے کو طول دینے اور پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہی حکم لے کر آئے ہیں، جو شخص تمہیں کوئی امانت سونپے چاہے وہ کوئی نیک آدمی ہو یا فاسق و فاجر، اس کی امانت اس کے سپرد کرو۔ اس لئے کہ رسول خدا (ص) اس سوئی اور دھاگے کو بھی اس کے مالک کے سپرد کرنے کا حکم دیتے تھے۔ جسے کسی نے امانتاً رکھا ہو۔ اپنے خاندانوں سے وابستہ رہو، اپنے جنازوں (کی تشیع) میں ضرور شریک ہو، بیماروں کی عیادت کرو، لوگوں کے حقوق ادا کرو۔ اس لئے کہ تم میں سے جو شخص اپنے دینی معاملات میں پرہیزگار ہوگا، سچ بولتا ہوگا، لوگوں

کی امانتیں ادا کرے گا اور لوگوں سے اخلاق سے پیش آئے گا تو لوگ بول اٹھیں گے : یہ جعفری ہے۔ اس سے میں خوشحال ہو جاتا ہوں۔ اس سے میرے اندر خوشی کی لہر دوڑنے لگتی ہے اور کہا جائے گا : یہ ہیں جعفر (ع) کے آداب اور اگر اس شخص کا کردار ایسا نہیں ہوگا تو میں اس کی آزمائش سے دوچار ہوں گا اور اس کا ننگ و عار میری طرف منسوب ہو گا اور یہ کہا جائے گا : یہ ہیں جعفر (ع) کے آداب۔ بخدا میرے والد گرامی نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ کسی بھی قبیلہ میں علی (ع) کا شیعہ اس قبیلے کے لئے باعث زینت ہوا کرتا تھا۔ لوگوں میں سب سے زیادہ امانتوں اور حقوق کو ادا کرنے والا، سب سے زیادہ سچ بولنے والا ہوا کرتا تھا، لوگ اسی کو اپنی وصیتیں کرتے اور امانتیں سونپتے تھے۔ اگر آپ اہل قبیلہ سے اس (شیعہ) کے بارے میں پوچھیں تو وہ جواب دیں گے : اس جیسا کون ہو سکتا ہے (یہ تو وہ ہے) جو ہم میں سے سب سے زیادہ امانتوں کو ادا کرنے والا اور سب سے زیادہ سچ بولنے والا ہے۔،،

چوتھی روایت میں امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں :

علیکم بالصلاة فی المساجد و حسن الجوار للناس، و إقامة الشهادة ، وحضور الجنائز، و إنه لا بدلكم من الناس، إن احدا لا يستغنى عن الناس حياته و الناس لا بد لبعضهم من بعض۔

”تمہارے اوپر لازم ہے کہ اپنی نمازوں کو مساجد میں ادا کرو،

☆ غیر مسلم ممالک کی طرف ہجرت اور ان میں داخل ہونا۔

☆ تقلید۔

☆ طہارت اور نجاست۔

☆ نماز۔

☆ روزہ۔

☆ حج۔

☆ میت سے متعلق امور۔

ہر فصل میں اس فصل سے متعلق ایک مقدمہ، اس فصل کے بارے میں بعض احکام، جن سے اکثر و بیشتر دیارِ غیر میں واسطہ پڑتا ہے اور اس فصل سے مخصوص استفتاءات کو شامل کیا گیا ہے۔

باب دوم: فقہ معاملات گیارہ فصلوں پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں:

☆ ماکولات اور مشروبات (کھانے پینے کی چیزیں)۔

☆ لباس۔

☆ جس ملک کی طرف ہجرت کی گئی ہو، اس کے قوانین سے تعاون۔

☆ عمل اور راس المال کی حرکت۔

☆ اجتماعی تعلقات۔

☆ طبی معاملات۔

☆ عورتوں کے معاملات۔

☆ جوانوں کے مسائل۔

☆ موسیقی کے مسائل۔

☆ غنا اور رقص۔

☆ متفرق مسائل۔

ہر فصل ایک مقدمہ، فصل سے مخصوص احکام اور استفتاءات پر مشتمل ہے نیز اس کتاب میں تین ضمیمہ جات بھی ہیں۔ پہلے ضمیمہ میں ایک جدول دیا گیا ہے جس میں کھانے پینے کی اشیاء میں موجود ایسے اجزاء کا ذکر ہے جو آج کل کھانے کے بند پیکٹوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ دوسرا ضمیمہ ایسے غذائی اجزاء اور خصوصی مواد کی وضاحت پر مشتمل ہے جو غذائی مصنوعات میں شامل کئے جاتے ہیں اور تیسرے ضمیمے میں بعض چھلکے والی مچھلیوں کی تصاویر دی گئی ہیں جن کا کھانا مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔

☆☆☆☆☆

باب اول

عبادات

پہلی فصل

☆ غیر مسلم ملک کی طرف ہجرت

☆ ہجرت کے بعض احکام

☆ اس سے مخصوص استفتاءات

دوسری فصل

☆ تقلید

☆ ان کے بعض احکام

☆ اس سے مخصوص استفتاءات

تیسری فصل

☆ طہارت ونجاست

☆ اس کے بعض احکام

☆ اس سے مخصوص استفتاءات

چوتھی فصل

☆ نماز

☆ اس کے بعض احکام

☆ اس سے مخصوص استفتاءات

پانچویں فصل

☆ روزہ

☆ اس کے بعض احکام

☆ اس سے مخصوص استفتاءات

چھٹی فصل

☆ حج

☆ اس کے بعض احکام

☆ اس سے مخصوص استفتاءات

ساتویں فصل

☆ میت کے معاملات

☆ اس کے بعض احکام

☆ اس سے مخصوص استفتاءات

پہلی فصل

غیر مسلم ممالک کی طرف ہجرت

اور

ان میں داخل ہونا

☆ مقدمہ
☆ مسلم معاشرے سے غیر مسلم معاشرے میں جانے کے بارے میں اسلام کا موٴقف
☆ اس سے متعلق بعض احکام
☆ اس سے مخصوص استفتاءات

عام طور پر مسلمان اپنے وطن اور اسلامی مملکت میں جنم لیتا ہے اور وہیں نشو ونما پاتا ہے اور شعوری اور غیر شعوری طور پر اسلامی احکام، اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیمات سے آشنا ہو جاتا ہے اور اسلامی آداب سے آراستہ ہو کر جوانی کے سن میں قدم رکھتا، اسلامی راہ وروش کو اپناتا اور اسلامی ہدایت پاتا ہے۔

اور اگر بالفرض مسلمان کی پیدائش کسی غیر مسلم مملکت میں ہو اور وہیں اس کی نشو ونما ہو تو لا محالہ وہاں کا ماحول اس کے افکار، نظریات، طرز و آداب زندگی اور اقدار پر اثر انداز ہوتا ہے، ماسوائے ان افراد کے جنہیں اللہ تعالی نے آلودگیوں سے محفوظ رکھا ہو۔ غیر اسلامی ماحول کا اثر دوسری نسل (اولاد) میں نمایاں طور پر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلاد کفر سے ہجرت کے بعد پلٹ کر اسی جگہ جانے کے سلسلے میں اسلام کا اپنا خاص موقف ہے۔ متعدد روایات میں اسے گناہان کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے اور بعض نے تو اسے ان آٹھ گناہان کبائر میں سے قرار دیا ہے جو عام کبیرہ سے زیادہ کبیرہ شمار ہوتے ہیں۔

ابو بصیر کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق (ع) کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

الكبائر سبعة: منها قتل النفس متعمدا والشرك بالله العظيم، وقذف المحصنة، و اكل الربا بعد البينة، والفرار من الزحف ، والتعرب بعد الهجرة، و عقوق الوالدين، و اكل مال اليتيم ظلماً، قال: و التعرب و الشرك واحد.

(اصول كافی محمد بن يعقوب كلينی ج۲ ص۲۸۱)

"گناہان کبیرہ سات ہیں۔ ان میں کسی کو (ناحق) جان بوجھ کر قتل کرنا، کسی کو خدا کا شریک قرار دینا، پاکدامن خاتون پر زنا کی تہمت لگانا، گواہی (ثبوت) کے بعد (باوجود) سود کھانا، میدان جہاد سے فرار ہونا، اسلامی تہذیب کو اپنانے کے بعد غیر مہذب معاشرے میں جانا، والدین کا عاق ہونا، ناجائز طریقے سے یتیم کا مال کھانا۔ اس کے بعد آپ (ع) نے فرمایا: غیر مہذب معاشرے میں جانا اور شرک کرنا ایک چیز ہے۔"

ابن محبوب روایت کرتے ہیں: بعض اصحاب نے میرے ہمراہ ایک مکتوب امام حسن (ع) کو بھیجا۔ جس میں گناہان کبیرہ کے بارے میں سوال کیا گیا تھا کہ وہ کتنے اور کون سے ہیں۔ آپ (ع) نے تحریر فرمایا:

الكبائر: من اجتنب ما وعد الله عليه النار كفر عن سيئاته اذا كان مؤمنا، و السبع الموجبات: قتل النفس الحرام ، و عقوق الوالدين ، و أكل الربا، و التعرب بعد الهجرة، وقذف المحصنات، وأكل مال اليتيم، و الفرار من الزحف۔

(اصول کافی: ج۲ص۲۷۷)

"جو شخص مومن ہو اور وہ ان گناہوں سے احتراز کرے جن کی سزا خدا نے جہنم قرار دی ہے تو اس کے دوسرے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور آتش جہنم کا باعث گناہ سات ہیں: نفس محترمہ کا قتل، عاقِ والدین ہونا، سود خوری، اسلامی تہذیب کو اپنانے کے بعد غیر مہذب معاشرے میں جانا،

پاکدامن عورت پر تہمت باندھنا، یتیم کا مال کھانا اور میدان جہاد سے فرار کرنا۔"

محمد بن مسلم نے امام جعفر صادق (ع) سے نقل کیا ہے:

الكبائرسبع: قتل المؤمن متعمدا، قذف المحصنة، والفرار من الزحف، والتعرب بعد الهجرة، و اكل مال اليتيم ظلما و أكل الربا، بعد البينة، وكل ما أوجب الله عليه النار۔

(اصول کافی :ج۲ص۲۷۷)

"گناہان کبیرہ سات ہیں۔ جان بوجھ کر مؤمن کو قتل کرنا، پاک دامن خاتون پر تہمت لگانا، میدان جنگ سے فرار کرنا، اسلامی تہذیب کو اپنانے کے بعد غیر مہذب معاشرے میں جانا، ناجائز طریقے سے یتیم کا مال کھانا، ثبوت کے بعد سود خوری اور ہر وہ گناہ جس کی سزا جہنم ہو۔"

عبید بن زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) سے پوچھا گناہان کبیرہ کون کون سے ہیں؟ آپ (ع) نے فرمایا:

هن فی كتاب علی سبع: الكفر با الله ، وقتل النفس، وعقوق الوالدين ، وأكل الربا، بعد البينة واكل مال اليتيم ظلما، والفرار من الزحف، والتعرب بعد الهجرة قال فقلت فهذا اكبر المعاصی؟ قال نعم ۔

(حوالہ سابق ص۲۷۸)

کتاب علی علیہ السلام میں گناہان کبیرہ سات ہیں: اللہ کا انکار

کرنا، نفس محترمہ کا قتل، عاقِ والدین ہونا، ثبوت کے سود خوری، ناجائز طریقے سے یتیم کا مال کھانا، میدان جہاد سے فرار کرنا، اسلامی تہذیب کو اپنانے کے بعد غیر مہذب معاشرے میں جانا۔ عرض کی یہ سب سے بڑی معصیت ہے؟ آپ(ع) نے فرمایا: ہاں۔

امام رضا(ع) نے اس گناہ کے سب سے بڑی معصیت ہونے کی وجہ بیان کی ہے:

لانه لا يؤمن أن يقع منه (المهاجر) ترك العلم والدخول مع أهل الجهل والتمادی فی ذالك۔

(وسائل الشیعه للحر العاملی ج۱۵ص۱۷۰)

"یہ شخص ترک علم اور جاہلوں کی ہم نشینی اور اسے جاری رکھنے سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔"

ان روایات کا مطلب یہ نہیں کہ غیر مسلم ممالک میں داخل ہونا ہمیشہ حرام ہو۔ بعض روایات نے تو ان ممالک میں داخل ہونے کو کارِ ثواب قرار دیا ہے جس کا ہر مسلمان آرزومند ہوتا ہے۔ چنانچہ حماد سندی کہتے ہیں:

قلت لأبی عبدالله جعفر بن محمد(ع) انی أدخل بلاد الشرك، و أن من عندنا ليقولون إن مت ثم (هناك) حشرت معهم، قال لی يا حماد اذا كنت ثم تذكر امرنا و تدعو اليه؟ قال: قلت: نعم، قال: فإذا كنت فی هذه المدن مدن الإسلام تذكر أمرنا و تدعوا أليه ؟ قلت لا۔ فقال (عليه السلام) لی : انك ان مت ثم (هناك) تحشر أمة وحدك و يسعی نورك بين يديك۔

(حوالہ سابق ج ١٦ ص ١٨٨)

"میں نے امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا: میں (کبھی) مشرکین کے ملک میں داخل ہوتا ہوں اور ہمارے یہاں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر تو اس شہر میں مر گیا تو انہیں کے ساتھ محشور ہوں گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا یہ اس صورت کی بات کرتے ہیں جب تم اس غیر مسلم ملک میں جاکر ہمارے مکتب کی بات کرو اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دو؟ میں نے کہا جی ہاں! امام (ع) نے فرمایا: کیا تم اسلامی مملکت میں رہ کر بھی ہمارے مکتب کی بات کرو گے اور اس کی طرف دعوت دو گے۔ میں نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: پھر تو ایسی صورت میں اگر تم اس غیر مسلم ملک میں مرو گے تو تم اکیلے ایک پوری امت کی شکل میں محشور ہو گے اور تیرا نور تیرے آگے آگے چل رہا ہو گا۔"

یہ روایت، اس قسم کی دوسری روایات اور دیگر شرعی دلائل کی روشنی میں ہمارے فقہاء کرام نے درج ذیل فتاوی دیئے ہیں:

م۔١ دین اور احکام دین کی تبلیغ اور نشر واشاعت کی غرض سے غیر مسلم ممالک کی طرف سفر کرنا ایک مستحسن امر ہے۔ بشرطیکہ سفر پر جانے والے شخص اور اس کے چھوٹے بچوں کے دین کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہ ہو۔ رسول اسلام (ص) نے امیر المؤمنین (ع) کو مخاطب کرکے فرمایا:

لئن یھدی الله بك عبدا من عباده خیر لك مما طلعت علیه الشمس من مشارقها الی مغاربها۔

(حوالہ سابق)

"اے علی(ع)! خدا تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کی بھی ہدایت فرمائے تو یہ تیرے لئے دنیاومافیھا سے بہتر ہے۔

نیز ایک شخص نے رسول اسلام(ص) سے درخواست کی: یارسول اللہ! مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ آپ(ص) نے فرمایا:

اوصيك أن لا تشرك با الله شيئا وادع الناس الى الاسلام و اعلم ان لك بكل من أجابك عتق رقبة من ولد يعقوب۔

"میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ، لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تجھے ہر اس شخص کے بدلے جو تیری دعوت پر لبیک کہے، اولاد یعقوب(ع) میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر و ثواب ملے گا"

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲: مؤمن کے لئے غیر مسلم ممالک کی طرف سفر کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سفر کا، اس کے اور اس سے متعلق دیگر افراد خانہ کے دین پر منفی اثر نہ پڑنے کا یقین ہو۔

م۔۳: مسلمان کے لئے غیر مسلم ممالک میں قیام کرنا جائز ہے بشرطیکہ فی الحال اور مستقبل میں اس کے اور اس کے اہل خانہ کے شرعی فرائض کی انجام دہی میں کوئی رکاوٹ نہ بنے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۴: اگر غیر مسلم ممالک کی طرف سفر سے مسلمان کے دین کو نقصان پہنچتا ہو تو

یہ سفر حرام ہو گا، چاہے یہ سفر مشرق کا ہو یا مغرب کا۔ سفر کا مقصد سیاحت ہو، تجارت ہو یا حصول علم نیز ان ممالک میں قیام عارضی ہو یا دائمی (سب کا ایک ہی حکم ہے)۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۵ : اگر بیوی کو یقین ہو کہ شوہر کے ساتھ سفر پر جانے سے اس کے دین کو نقصان پہنچے گا تو اس کے لئے شوہر کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے۔

م۔٦ : اگر بالغ اولاد (چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں) کو اس بات کا یقین ہو کہ باپ، ماں یا دیگر دوستوں کے ساتھ سفر کرنے سے انہیں دینی لحاظ سے نقصان پہنچے گا تو ان کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے۔

م۔۷ : دینی لحاظ سے نقصان سے فقہاء کی مراد یہ ہے کہ انسان فعل حرام، گناہ صغیرہ و کبیرہ کا مرتکب ہو جیسے شراب خوری، زنا، مردار کا گوشت کھانا، نجس مشروب پینا یا اس قسم کے دیگر حرام کام یا واجب ترک ہو جائے جیسے نماز، روزہ، حج یا دیگر واجبات ہیں۔

م۔۸ : اگر کسی مسلمان کے لئے غیر مسلم ممالک کی طرف سفر ناگزیر ہو جائے، مثال کے طور پر یقینی موت سے بچنے کے لئے بیرون ملک سفر کرنا پڑے اور اسے یہ بھی یقین ہو کہ اس سفر سے مجھے کوئی دینی نقصان پہنچے گا ایسی صورت میں اتنا سفر جائز ہے جس سے ضرورت پوری ہو مثلاً علاج مکمل ہو جائے۔

م۔۹ : جس مسلمان نے اپنے وطن کو ترک کر کے غیر مسلم ممالک میں رہائش یا شہریت اختیار کی ہے، اگر اسے یقین ہو کہ اس ملک میں مزید قیام سے اس کا یا اس کے بچوں کا دینی نقصان ہو گا تو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ اپنے وطن واپس آجائے بشرطیکہ اس سے موت کا خطرہ نہ ہو یا اتنی مشقت نہ اٹھانی پڑے جس سے مکلف نہ رہے۔ جیسے وہ اضطراری حالت ہے جس میں جان کے خوف سے مردار کا

گوشت کھانا پڑے۔ دینی نقصان تب متحقق ہوگا جب بیرون ملک قیام سے واجب ترک یا حرام کا ارتکاب ہو جائے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۰: جب مسلمان پر (کسی وجہ سے) سفر حرام ہو جائے تو اس کا یہ سفر، سفر معصیت شمار ہوگا اور دوران سفر چار رکعتی نماز پوری پڑھنی پڑے گی اور روزہ رکھنا پڑے گا اور جب تک سفر، سفر معصیت ہوگا نماز کو قصر پڑھنے اور روزہ افطار کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

م۔۱۱: اگر والدین اپنے بیٹے کو سفر سے منع کریں اور اس کی وجہ بیٹے سے شفقت اور ہمدردی ہو یا بیٹے کے سفر اور اس کے فراق اور دوری سے والدین کو اذیت ہوتی ہو اور اس سفر کو ترک کرنے سے بیٹے کو کوئی نقصان بھی نہ پہنچتا ہو تو اس صورت میں بیٹے کا سفر جائز نہیں ہوگا۔

غیر مسلم ممالک کی طرف ہجرت سے متعلق استفتاءات اور آیۃ اللہ سیستانی (مدظلہ) کے جوابات:

م۔۱۲: تعرب بعد الھجرۃ جو من جملہ گناہان کبیرہ میں سے ہے، سے کیا مراد ہے؟

جواب: بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ آج کل کے دور میں ان ممالک میں قیام تعرب بعدالھجرۃ کہلائے گا جہاں دینی نقصان ہوتا ہو۔ غرض یہ کہ انسان ایسے ملک کو ترک کرے جہاں ان دینی معلومات اور شرعی احکام کو حاصل کر سکتا ہو جن کا حصول ضروری ہو اور شریعت مقدسہ کے واجبات کو انجام دے سکتا ہو، حرام کاموں کو ترک کر سکتا ہو اور اس ملک میں چلا جائے جہاں یہ سارے یا بعض فرائض انجام نہ دیئے جاسکیں۔

م۔۱۳: یورپ، امریکہ اور اس قسم کے دیگر غیر اسلامی ممالک میں رہائش پذیر مسلمان یہ

محسوس کرتا ہے کہ وہ (رفتہ رفتہ) اس دینی ماحول سے بیگانہ اور دور ہوتا جارہا ہے جس میں اس کی تربیت اور نشوونما ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر نہ اذان اور قرآن کی آواز سنتا ہے اور نہ مقامات مقدسہ کی زیارت اور اس کی روح پرور فضا اسے نصیب ہوتی ہے۔ کیا اس دینی ماحول کو ترک کر کے اس سے دور زندگی بسر کرنا دینی نقصان شمار ہوگا؟

جواب : یہ وہ دینی نقصان نہیں جس سے ان ممالک میں قیام حرام ہو جاتا ہو۔ البتہ (زیادہ دیر تک) دینی ماحول سے دور رہنے کے نتیجے میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان کا ایمانی پہلو (جذبہ دینی) کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی نظر میں بعض واجبات کا ترک کرنا یا بعض حرام کاموں کا ارتکاب معمولی بات لگتی ہے۔ اگر انسان کو خدشہ ہو کہ ان غیر اسلامی ممالک میں طویل قیام سے اس قسم کا دینی نقصان پہنچے گا تو اس صورت میں ان ممالک میں (مزید) قیام جائز نہ ہوگا۔

م۔۱۴ : بعض اوقات یورپ امریکہ اور اس قسم کے دیگر غیر اسلامی ممالک میں مقیم (مسلمان) سے ایسے ایسے حرام کام سرزد ہوتے ہیں کہ اگر یہ شخص اپنی اسلامی مملکت میں ہوتا تو یہ حرام کام اس سے صادر نہ ہوتے۔ ان ممالک کی معمول کی زندگی ایسے ایسے مناظر پیش کرتی ہے جو ہیجان آور ہوتے ہیں اور انسان حرام کی طرف راغب نہ بھی ہو پھر بھی معمول کے مطابق حرام سرزد ہو ہی جاتا ہے۔ کیا یہ دینی نقصان شمار ہوگا، جس کی وجہ سے ان ممالک میں قیام حرام ہو جاتا ہے؟

جواب : جی ہاں! یہ دینی نقصان ہے۔ البتہ اگر یہ فعل حرام گناہ صغیرہ ہو اور بار بار صادر نہ ہوتا ہو تو دینی نقصان شمار نہ ہوگا۔

م۔۱۵ : تعرب بعد الھجرہ کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ اپنے وطن سے ایسے ملک منتقل ہو جہاں مکلّف کی دینی معلومات میں کمی آتی ہو اور دین کے حوالے سے جہالت میں اضافہ ہوتا ہو۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے ممالک میں مکلف

پر فرض ہے کہ وہ معمول سے زیادہ اپنے نفس کی نگرانی کرتا رہے تاکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی جہالت میں اضافہ نہ ہو۔

جواب : اس صورت میں نگرانی ضروری ہوگی جب اس کو ترک کرنے سے مذکورہ بالا معنی میں دینی نقصان کا خطرہ ہو۔

م۔۱۶: اگر دین سے دور رکھنے والے ماحول اور معاشرے کی خصوصیات کی وجہ سے کسی مبلغ اسلام کے فعل حرام میں پڑنے کے مواقع بڑھ جائیں تو کیا ایسے عالم اور مبلغ اسلام کے لئے ان ممالک میں (مزید) قیام کرنا حرام اور تبلیغ کو ترک کر کے واپس وطن لوٹ آنا واجب ہوگا؟

جواب : اگر اتفاقی طور پر بعض گناہان صغیرہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اور وثوق ہو کہ معاملہ اس سے آگے نہیں بڑھے گا تو عالم دین کا مزید قیام حرام نہ ہوگا۔

م۔۱۷: اگر بلاد کفر کے مہاجر کو اپنی اولاد کے دینی نقصان کا خدشہ ہو تو کیا ان شہروں میں قیام حرام ہوگا؟

جواب : جی ہاں۔ یہی حکم خود اس مہاجر کے لئے بھی ہوگا۔

م۔۱۸: کیا یورپ اور امریکہ میں رہنے والے ذمہ دار افراد پر واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو عربی سکھانے کی طرف توجہ دیں۔ کیونکہ عربی زبان قرآن اور شریعت کی زبان ہے اور اس زبان سے جہالت کے نتیجے میں مستقبل میں شریعت کے بنیادی مدارک سے بھی جاہل رہے گا جو عربی زبان میں لکھی گئی ہیں اس طرح اس کی دینی معلومات کم ہوں گی اور اس کا دینی نقصان ہوگا۔

جواب: اپنے بچوں کو اس حد تک عربی زبان سکھانا لازم ہے جس کے بغیر ان واجبات کی ادائیگی نہ ہو سکے جن کا عربی زبان میں بجا لانا ضروری ہے۔ جیسے سورہ فاتحہ اور دوسرے سورے کی تلاوت اور نماز کے واجب ذکر ہیں۔ اس سے زیادہ عربی سیکھنا واجب نہیں بشرطیکہ کسی دوسری زبان میں دینی معلومات اور شرعی احکام کا

حصول ممکن ہو۔ البتہ قرآن مجید بلکہ مکمل طریقے سے عربی زبان سکھانا مستحب ہے تاکہ احکام اسلام کو عربی زبان میں ان کے بنیادی سرچشموں سے حاصل کیا جا سکے۔ جن میں سرفہرست قرآن مجید کے بعد سنت نبوی اور کلام اہل بیت اطہار علیہم السلام ہیں۔

م۔۱۹: اگر کسی مکلّف کو ایسا اسلامی ملک میسر آئے جہاں یعنی یورپی ممالک کی موجودہ حالت کے مقابلے میں بعض اقتصادی مشکلات کے ساتھ گزر اوقات کر سکتا ہے تو کیا ایسی صورت میں مغربی ملک کو ترک کر کے اس اسلامی ملک کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں مغربی ملک کو ترک کرنا واجب نہیں، مگر یہ کہ اس ملک میں مزید قیام سے گزشتہ معنی میں دینی نقصان کا خطرہ ہو۔

م۔۲۰: اگر کوئی مکلّف غیر اسلامی ممالک میں غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دعوت دے سکتا ہو یا مسلمانوں کو دینی تقویت پہنچا سکتا ہو اور اس سلسلے میں کسی دینی نقصان کا بھی خدشہ نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں غیر اسلامی ملک میں جا کر تبلیغ کرنا واجب ہو گا؟

جواب: جی ہاں! تبلیغ ہر اس مسلمان پر واجب کفائی (۱) ہے جو تبلیغ کی استطاعت رکھتا ہو۔

م۔۲۱: کیا کسی ایسے غیر اسلامی ملک میں قیام جائز ہے جہاں سڑکوں، اسکولوں، ٹیلیویژن اور دیگر مراکز میں مختلف منکرات اور برائیوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جبکہ اس ملک سے دوسرے اسلامی ملک کی طرف منتقل ہونا بھی ممکن ہے۔ لیکن اس ملک کو ترک کرنے کے نتیجے میں رہائشی مشکلات کے علاوہ اقتصادی نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور جائز نہ ہونے کی صورت میں کیا اسی ملک میں مسلمانوں میں تبلیغ دین اور

---

(۱) واجب کفائی وہ ہے جو ابتدائی طور پر تمام مسلمانوں پر واجب ہوتا ہے اور اگر چند مسلمان اس واجب کو انجام دے دیں تو باقی مسلمانوں پر واجب نہیں رہتا جیسے دفن میت ہے۔ مترجم

انھیں واجبات اور محرمات کی طرف متوجہ کرنا اس امر کا باعث بنے گا کہ وہاں اس کا قیام جائز ہو جائے؟

جواب: اگر کسی غیر اسلامی ملک میں قیام فی الحال یا مستقبل میں مسلمان اور اس کے اہل خانہ کے شرعی واجبات کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ بنے تو وہ حرام نہ ہوگا اور اگر رکاوٹ بنے تو جائز نہیں۔ اگرچہ بعض تبلیغی فرائض کو انجام دے سکتا ہو۔

واللہ العالم۔

☆☆☆☆☆

دوسری فصل

تقلید

- ☆ مقدمہ
- ☆ تقلید سے متعلق بعض شرعی احکام
- ☆ اس فصل سے مخصوص استفتاءات

تقلید: مجتہد جامع الشرائط کے فتوی کے مطابق عمل کا نام ہے، اگرچہ عین عمل کے موقع پر فتوی کا حوالہ نہ دیا جائے۔ اس طرح مجتہد کی رائے کے مطابق جس کام کو انجام دینا جائز ہو اس کو انجام دو اور جس کو ترک ہونا چاہیے اسے ترک کرو بغیر اس کے کہ اس مسئلے میں مزید کوئی جستجو اور تحقیق کرو۔ گویا آپ نے اپنے عمل کو ہار کی طرح مجتہد کے گردن میں ڈال دیا ہے اور خدا کے نزدیک اس مجتہد کو اپنے نامہ عمل کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

جس مجتہد کی تقلید کی جائے اس میں شرط ہے کہ وہ اپنے دور کے تمام علماء سے زیادہ علم رکھتا ہو اور شرعی احکام کو ان کے مقررہ مدارک و مأخذ سے حاصل کرنے کی زیادہ قدرت و صلاحیت رکھتا ہو۔ یہاں پر بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم درج ذیل شرعی احکام کی وضاحت کریں۔

م۔ ۲۲: جو مکلّف شرعی احکام کا ان کے مدارک سے استنباط کرنے کی استطاعت و قدرت نہ رکھتا ہو، اس پر واجب ہے کہ وہ ایسے اعلم مجتہد کی تقلید کرے جو استنباط کی قدرت رکھتا ہو۔ اس قسم کے مکلّف کا عمل جو تقلید کے مطابق ہو اور نہ احتیاط کے مطابق ہو باطل ہے۔

م۔ ۲۳: مجتہد اعلم وہ ہے جو تفصیلی دلائل کی روشنی میں احکام شرعیہ کے استنباط کی دوسروں سے زیادہ قدرت رکھتا ہو۔

م۔ ۲۴: مجتہد اعلم کی تعیین کے سلسلے میں اہل خبرہ (ماہرین فن) کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ مجتہد کی تعیین کے سلسلے میں اہل خبرہ کے علاوہ کسی اور کی طرف

رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

م۔۲۵: مکلف تین طریقوں سے اپنے مرجع تقلید کا فتوی حاصل کر سکتا ہے۔

الف: خود مجتہد سے در پیش مسئلے کا حکم سن لے۔

ب: دو عادل گواہ یا قابل وثوق آدمی جن کی بات پر اطمینان آتا ہو، مجتہد کا فتویٰ نقل کریں۔

ج: مکلّف خود اپنے مرجع تقلید کے رسالہ عملیہ (مسائل کا مجموعہ کتاب) کی طرف یا استفتاء وغیرہ کی طرف رجوع کرے، جس کے صحیح ہونے کا اسے اطمینان ہو۔

م۔۲۶: اگر کسی در پیش مسئلے میں مرجع تقلید کا کوئی فتوی نہ ہو یا مقلد بوقت ضرورت فتوی حاصل نہ کر سکے تو اس مجتہد کی طرف رجوع کرنا (اس کے فتوی پر عمل کرنا) جائز ہوگا جو باقی مجتہدوں میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہو۔

تقلید سے مخصوص بعض استفتاءات اور آیۃ اللہ سیستانی (مدظلہ) کے جوابات:

م۔۲۷: ہم فقہاء کرام کا یہ فرمان پڑھتے ہیں کہ تم پر مجتہد اعلم کی تقلید واجب ہے اور جب ہم اپنے قرب وجوار کے علماء دین سے یہ پوچھتے ہیں کہ مجتہد اعلم کون ہے؟ تو ہم کو کوئی واضح اور دوٹوک جواب نہیں ملتا تاکہ کسی مجتہد کی تقلید کریں اور سکون حاصل کریں اور ان سے اس کی وجہ دریافت کرتے ہیں (یعنی دوٹوک جواب کیوں نہیں دیتے) تو وہ فرماتے ہیں کہ ہم اہل خبرہ میں سے نہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ ہم نے بعض اہل خبرہ سے پوچھا، جس کا انہوں نے یہ جواب دیا کہ مجتہد اعلم کی تعیین کے لئے فقہاء و مجتہدین کی کتابوں کا درس وبحث ضروری ہے تاکہ ان میں سے مجتہد اعلم کی تعیین اور تشخیص ہو سکے اور یہ طولانی، پیچیدہ اور مشکل کام ہے

(بہتر ہے) کسی اور سے دریافت کرو۔

اگر دینی مراکز میں بھی مجتہد اعلم کی تعیین ایک مشکل کام ہے تو مغرب، امریکہ اور اس قسم کے دیگر شہروں اور ممالک میں یہ کام کتنا مشکل ہو گا جو ان دینی مراکز سے دور واقع ہیں۔

جب ہم بڑی مشکل اور محنت سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو واجبات پابندی سے بجا لانے اور حرام کاموں کو ترک کرنے کا قائل کر لیتے ہیں اور انہیں اس سوال تک لے آنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں کہ اب ہم کس کی تقلید کریں؟ وہ پوچھتے ہیں اور انہیں خاطر خواہ جواب نہیں ملتا۔ کیا اس مشکل کا کوئی حل موجود ہے؟

جواب: اگر کسی وجہ سے بعض ماہرین جو مجتہد اعلم سے باخبر ہیں اعلم کی تعیین سے انکار کرتے ہیں تو بعض اہل خبرہ اور ماہرین ایسے بھی ہیں جو اس سے انکار نہیں کرتے اور ان ماہرین کی پہچان، اہل علم اور دوسرے قابل وثوق افراد کے ذریعے ہو سکتی ہے جن کا حوزہ علمیہ اور دوسرے ممالک میں پھیلے ہوئے علماء سے رابطہ ہے۔

پس معلوم ہوا اگرچہ مجتہد اعلم کی تشخیص اور تعیین بعض مشکلات سے خالی نہیں مگر اسے ایک پیچیدہ اور مشکل کام شمار نہیں ہونا چاہیے۔

م۔ ۲۸: ہم اہل خبرہ کو کیسے پہچانیں؟ تاکہ ان سے مجتہد اعلم کے بارے میں سوال کر سکیں۔ ہماری ان تک رسائی کیسے ہو سکتی ہے تاکہ ان سے پوچھ سکیں، جب کہ ہم حوزہ ہائے علمیہ بلکہ پورے مشرق سے دور رہتے ہیں۔ کیا کوئی ایسا حل ہے جو ہماری مشکل کو آسان کرے اور جس کے ذریعے ہم اپنے مرجع تقلید کی تعیین کر سکیں۔

جواب: مجتہد اعلم کی خبر وہ علماء رکھ سکتے ہیں جو علمی لحاظ سے مجتہد یا قریب الاجتہاد ہوں اور جن محدود افراد میں مجتہد اعلم منحصر ہے۔ اجتہاد کے ضروری علوم میں ان کی

صلاحیت سے آگاہی رکھتے ہوں اور وہ ضروری علوم تین ہیں۔

اول: وہ علم جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں روایت معصوم سے صادر ہوئی ہے۔ اس علم میں، علم رجال، علم حدیث اور اس کے متعلق دیگر امور، جیسے کتابوں کی شناخت، من گھڑت اور جعلی روایات کی پہچان اور جعل سازی کے محرکات سے آگاہی، مختلف نسخوں کی معرفت، صحیح روایت کی معرفت اور متن حدیث اور مصنف کی عبارت میں التباس اور اس قسم کے دیگر امور دخالت رکھتے ہیں۔

دوم: محاورہ کے عمومی قوانین کی شناخت کے ذریعے روایت کے مطلب کو سمجھنا خصوصاً بیانِ احکام کے سلسلے میں ائمہ طاہرین کی خاص روش کو جاننا، اس علم میں، علم اصول، علم ادبیات (صرف و نحو وغیرہ) اور ائمہ طاہرین (ع) کے ہمعصر اہل سنت علماء کے اقوال سے آگاہی کو خاص اور مکمل دخل حاصل ہے۔

سوم: فروعی احکام کو، فقہی اور اصولی قواعد اور کلیات پر منطبق کرنے میں صائب النظر ہو اور اس سے آگاہی کا ذریعہ یہ ہے کہ ان فقہا سے بحث اور تبادلہ خیال کیا جائے یا ان کی تالیفات اور اصول و فقہ کے دروس کا مجموعہ کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ مجتہد اعلم کا متلاشی مکلف اگر خود اہل خبرہ سے آگاہ نہ ہو سکے تو عام طور پر ایسے علماء دین اور دیگر باوثوق افراد کے ذریعے بھی اہل خبرہ کی شناخت کی جا سکتی ہے جو اہل خبرہ کو سمجھتے ہیں۔ آج کے آسان اور تیز رفتار ذرائع مواصلات کے دور میں مکان کے فاصلے اہل خبرہ سے رابطہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔

م۔ ۲۹: اگر مجتہد اعلم کی تشخیص میں اہل خبرہ میں اختلاف پایا جائے، لیکن نفس اور ذہن کو کسی ایک مجتہد کی اعلمیت کا اطمینان حاصل ہو تو کیا تقلید کے لئے اتنا اطمینان کافی ہے؟

جواب : اگر اعلم کی تشخیص میں اہل خبرہ کا اختلاف ہو جائے تو اہل خبرہ میں سے اس عالم کے قول پر عمل کیا جائے جس کا علم و آگاہی زیادہ ہو اور یہی حکم اور کلیہ دیگر مواقع پر بھی جاری ہوتا ہے جہاں اہل خبرہ میں اختلاف پایا جائے۔

م۔۳۰ : اگر اہل خبرہ مجتہد اعلم کی تشخیص میں اختلاف کریں یا متعدد مجتہدین کی تقلید کو کافی اور جائز قرار دیں تو کیا ایسی صورت میں مکلف (بالغ و عاقل انسان) کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جب تک مجتہد اعلم واضح اور ثابت نہ ہو وہ ایک مسئلے میں کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اس کے فتوی پر عمل کرے اور دوسرے مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرے ؟

جواب : اس سوال کے تین فرض ہو سکتے ہیں :

فرض اول : بعض اہل خبرہ (نام کی تعیین کیے بغیر) کسی ایک یا مجتہدین کی ایک جماعت کی تقلید کو کافی قرار دیں۔ اس پر کسی قسم کا اثر شرعی مرتب نہ ہو گا۔

فرض دوم : اہل خبرہ، مجتہدین میں سے دو یا دو سے زیادہ کا علم اور تقوی میں مساوی ہونے کا اعلان کریں۔ یعنی احکام شرعی کے استنباط میں ان کی پختگی کا اعلان کریں ۔ایسی صورت میں مکلف کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اعمال کو ان مجتہدین میں سے کسی ایک کے فتوی کے مطابق انجام دے۔ لیکن بعض مسائل میں احتیاط واجب یہ ہے کہ امکانی صورت میں بیک وقت دونوں یا زیادہ مجتہدین کے فتوی پر عمل کرے۔ مثال کے طور پر اگر کسی مسافر کے بارے میں ایک مجتہد پوری اور دوسرا قصر نماز پڑھنے کا فتوی دے تو مکلّف (نماز گزار) چار رکعتی نماز کو ایک دفعہ قصر (دو رکعت) پڑھے اور دوسری دفعہ پوری (چار رکعت) پڑھے۔

فرض سوم : بعض اہل خبرہ ایک مجتہد کی اعلمیت کا اور بعض اہل خبرہ دوسرے مجتھد کی اعلمیت کا اعلان کریں۔ اس فرض کی پھر دو صورتیں ہو سکتی ہیں : پہلی حالت یہ ہے کہ مکلّف کو اجمالاً یہ معلوم ہو کہ دو مجتہدین میں ایک ضرور اعلم ہے

لیکن اس ایک کا تعین نہ ہو۔ یہ ایک شاذ و نادر صورت ہے اس صورت کا تفصیلی حکم کتاب "منهاج الصالحين" کے مسئلہ نمبر ۹ میں بیان کیا گیا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مکلّف کو کسی ایک کی اعلمیت کا علم نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علم میں دونوں کے مساوی ہونے کا احتمال رہے۔ اس صورت میں سابق الذکر دوسرے فرض کا حکم جاری ہوگا۔

م۔۳۱ : اگر مکلّف کو ایک نیا مسئلہ پیش آئے جس کے بارے میں اپنے مرجع تقلید کی رائے معلوم نہ ہو (ایسی صورت میں) کیا مکلّف پر واجب ہے کہ وہ تحقیق کرے اور وکلاء سے پوچھ کر اپنے مرجع تقلید کی رائے معلوم کرے جس کے لئے ٹیلیفونی رابطے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے جو خاصا مہنگا پڑتا ہے یا جب تک اپنے مرجع تقلید کا فتویٰ حاصل نہ کر سکے، کسی دوسرے مجتہد کی رائے پر عمل کر سکتا ہے جس کا فتویٰ آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے؟ اور ان گزشتہ اعمال کا کیا حکم ہوگا جو مرجع تقلید کے فتوی کے خلاف انجام دیئے گئے ہوں؟

جواب : ہر مکلّف پر واجب ہے کہ وہ اپنے مرجع تقلید کا فتویٰ معلوم کرے اگرچہ اس کے لئے اسے ٹیلیفون پر رابطہ کرنا پڑے۔ بشرطیکہ یہ ذریعہ اس کے لئے نقصان دہ اور مضر نہ ہو اور اگر مرجع تقلید کا فتویٰ معلوم کرنا ممکن نہ ہو تو درپیش مسئلے کے لئے مرجع تقلید کے علاوہ کسی اور مجتہد کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رکھے کہ جس کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے وہ مرجع تقلید کے بعد دوسروں سے اعلم ہو اور اگر اس کا فتویٰ بھی نہ مل سکے تو جو تیسرے درجے کا مجتہد ہوگا اس کے فتوی پہ عمل کرے اور اس ترتیب کا خیال رکھے اور دوسرے مجتہد کی رائے کے مطابق انجام دیا گیا عمل صحیح ہوگا اگرچہ درواقع اس کا فتوی مرجع تقلید کے فتوی کے خلاف ہو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تیسری فصل

طہارت اور نجاست

- ☆ مقدمہ
- ☆ طہارت و نجاست کے بعض احکام
- ☆ طہارت و نجاست سے مخصوص استفتاءات

ہر مسلمان کی یہ خواہش اور آرزو ہوتی ہے کہ اس کا بدن، لباس اور روزہ مرہ کی ضرورت کی چیزیں نجاسات سے پاک ہوں، جن سے بدن وغیرہ نجس ہوتا ہے اور ان نجاسات کے ازالے کے بغیر بدن اور لباس پاک نہیں ہو سکتے۔ لیکن غیر اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی زندگی مشکلات سے دوچار ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس ماحول میں نجاسات سے پرہیز بہت مشکل کام ہے کیونکہ ہوٹلوں اور ریسٹورانوں میں، نائی کی دوکان پر، کپڑے دھونے کے مقامات، گیلے راستوں، غسل خانوں اور عمومی گزرگاہوں میں غیر مسلم رہائشگاہوں سے واسطہ پڑتا ہے (جن سے بچنا نہایت مشکل ہے) اس لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ذیل میں قارئین کرام کی خدمت میں طہارت و نجاست سے مخصوص بعض شرعی احکام بیان کئے جائیں۔

م۔۳۲ : سابق الذکر شرعی حکم "کل شیء طاهر حتی تعلم انه نجس،، "ہر چیز اس وقت تک پاک سمجھی جائے گی جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو" اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ سب چیزیں اس وقت تک پاک سمجھی جائیں گی جب تک آپ کو یقین حاصل نہ ہو کہ وہ اب نجس ہو گئی ہیں اور جب تک آپ کو یقین حاصل نہ ہو کہ کوئی بھی چیز اب نجس ہو گئی ہے اسے پاک قرار دیں اور بغیر کسی تردد اور تامل کے اس پر طہارت کے تمام آثار مرتب کر سکتے ہیں۔

م۔۳۳ : اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اور مجوس پاک ہیں جب تک کسی عارضی نجاست کی وجہ سے ان کے نجس ہو جانے کا یقین حاصل نہ ہو۔ اہل کتاب کے ساتھ اٹھتے

بیٹھتے وقت اور ان سے مس ہوتے وقت بھی اس کلیہ پر عمل کر سکتے ہیں۔

م۔ ۳۴ : ایک چیز کی نجاست دوسری چیز کی طرف اس صورت میں منتقل ہوتی ہے جب دونوں میں سے ایک تر ہو اور نجاست، نجس چیز سے پاک چیز تک سرایت کر جائے اور اگر دونوں چیزیں خشک ہوں اور نجاست سرایت نہ کرے، تو نجاست منتقل نہیں ہو گی۔ بنا برایں اگر آپ اپنا خشک ہاتھ کسی خشک نجس چیز پر رکھیں تو آپ کا ہاتھ نجس نہ ہوگا۔

م۔ ۳۵ : آپ ہر اس شخص پر طہارت کے احکام جاری کر کے اس سے ملاقات اور مصافحہ کر سکتے ہیں جب تک اس کے عقائد اور دین سے آگاہی نہ ہو اور اس کے مسلمان یا اہل کتاب ہونے کا احتمال ہو، اگرچہ ہاتھ پر تری موجود ہو۔ یہ بھی واجب نہیں کہ آپ ملنے والے شخص سے دریافت کر کے اس کے عقائد اور دین معلوم کریں۔ اگرچہ اس سوال سے آپ اور آپ سے ملنے والے کو کوئی مشکل بھی پیش نہ آتی ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۳۶ : جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جسم اور لباس پر گرنے والے پانی اور دیگر مائعات کے قطرے پاک سمجھے جائیں گے۔

م۔ ۳۷ : الکحل کی تمام انواع، چاہے انہیں لکڑی سے بنایا گیا ہو یا کسی اور چیز سے، پاک ہیں۔ بنابرایں وہ تمام دوائیاں، عطر اور ماکولات جن میں الکحل شامل ہے، پاک ہیں اور اور ان کی نجاست کے حوالے سے کسی تامل کے بغیر آپ ان کو استعمال کر سکتے ہیں اور اگر ان میں الکحل کی مقدار بہت کم مثلاً ۲ فیصد ہو تو انہیں کھایا بھی جا سکتا ہے۔

م۔ ۳۸ : گھر کا ضروری اور استعمال شدہ سامان چاہے وہ جیسے بھی استعمال ہوا ہو، جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو پاک ہے اور اسے پاک کیے بغیر دوبارہ استعمال کر سکتے ہیں۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۹ : گھر کا فرش اور کارپٹ وغیرہ اگر نجاست کے گرنے سے نجس ہو جائے اور نجاست کا کوئی مادہ فرش وغیرہ پر باقی نہ رہے تو اسے پاک کیا جاسکتا ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی لوٹے یا پیالہ وغیرہ کے ذریعے اس پر آب قلیل ڈالا جائے جب پاک پانی پوری نجس جگہ کو گھیرنے تو اس سے پانی کو نکالا جائے۔ جس کے لئے کپڑے کو نچوڑا جائے یا دبایا جائے یا برقی مشین کے ذریعے نکالا جائے یا اسے رگڑا جائے یا کپڑے کے کسی ٹکڑے کے ذریعے نکالا جائے۔ اس سے فرش اور کارپٹ وغیرہ پاک ہو جائیں گے اور احتیاط واجب کے مطابق اس نجس فرش سے نکلا ہوا پانی (دھوون) نجس شمار ہوگا۔ اگر پیشاب کے علاوہ کسی اور نجاست کے ذریعے کپڑا نجس ہو جائے تو اس کو بھی پاک کرنے کا یہی طریقہ ہے لیکن اگر پیشاب کی وجہ سے نجس ہوگا تو اس کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا۔ جس طرح شیر خوار بچہ اور بچی کا حکم بھی مخصوص ہے۔ اس کا ذکر بھی بعد میں ہوگا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۰ : اگر گزشتہ نجس چیزوں کو نلکے کے پانی سے پاک کرنا چاہیں جو کُر پانی سے ملا ہوا ہو تو نچوڑنے، دبانے یا برقی مشین کے ذریعے پانی کو خارج کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ جیسے ہی کُر کا پانی نجس فرش تک پہنچے وہ پاک ہو جائے گا۔

م۔۴۱ : اگر کپڑا، فرش اور کارپٹ وغیرہ ایسی نجاست کی وجہ سے نجس ہو جائیں جو ٹھوس مادہ رکھتی ہو اور کپڑے وغیرہ پر اس کا اثر باقی رہ جائے جس طرح خون اور منی ہے تو اسے بھی (مسئلہ نمبر ۳۷ ۔ ۳۸ میں) بیان شدہ طریقے سے پاک کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ نجاست کا مادہ اور اثر زائل ہو جائے۔ یہ اثر دھونے سے زائل ہو جائے یا کسی اور چیز کے ذریعے سے برطرف کیا جائے۔

البتہ اس مسئلہ اور گذشتہ مسئلہ میں (جہاں عین نجاست کا اثر باقی نہ تھا) یہ فرق ضرور ہے کہ اس مسئلے میں جس پانی کے ذریعے عین نجاست برطرف کی جائے وہ

احتیاط واجب کے طور پر نہیں بلکہ اس کی نجاست کا فتوی دیا جاتا ہے۔

م۔ ۴۲ : اگر فرش لباس اور کارپٹ وغیرہ اس شیر خوار بچی اور بچے کے پیشاب کی وجہ سے نجس ہو جائیں جو دودھ کے علاوہ شاذ و نادر ہی کوئی دوسری غذا کھاتا ہو تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر ایک ہی دفعہ اتنا آب قلیل ڈالا جائے (آب کثیر ڈالا جائے تو بطریق اولی پاک ہو گا) جو پیشاب والی جگہ کو گھیر لے اس کی طہارت کے بعد، طہارت میں استعمال شدہ پانی نچوڑنے اور دبانے کے ذریعے نکالنا ضروری نہیں۔

م۔ ۴۳ : پیشاب کی وجہ سے نجس کپڑا پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ لوٹے یا پیالے کے ذریعہ قلیل پانی نجس کپڑے پر ڈالا جائے اور جب پانی نجس جگہ کو گھیر لے تو کپڑے کو نچوڑ کر اس کا پانی نکالا جائے اور پھر دوسری دفعہ بھی اسی عمل کو دہرایا جائے اس سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ بشر طیکہ کپڑے پر عین پیشاب موجود نہ ہو ۔کپڑے کو دھوتے وقت دونوں دفعہ جو پانی نکالا جائے گا وہ احتیاط واجب کے طور پر نجس شمار ہو گا اور اگر عین پیشاب موجود ہو تو پہلی دفعہ نکلنے والے پانی کی نجاست کا فتوی دیا جاتا ہے۔

م۔ ۴۴ : اگر کر سے متصل، نلکے کے پانی سے پیشاب کی وجہ سے نجس کپڑے کو پاک کرنا چاہیں تو اسے بھی دو ہی مرتبہ دھونا پڑے گا لیکن کپڑے کو نچوڑ کر استعمال شدہ پانی کو نکالنا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر بدن بھی پیشاب کی وجہ سے نجس ہو جائے تو اسے بھی دو ہی دفعہ دھونا پڑے گا اگرچہ کر سے متصل پانی کے ذریعے دھویا جائے۔

م۔ ۴۵ : شراب کی وجہ سے نجس ہاتھ اور کپڑے، ایک دفعہ پانی سے دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر کپڑے کو آب قلیل سے دھویا جائے تو اسے نچوڑنے کی ضرورت ہو گی۔

م۔۴۶ : شراب وغیرہ کی وجہ سے نجس برتن اور پیالے آب قلیل سے تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائیں گے اور اگر کر سے متصل نلکے کے پانی سے دھویا جائے تو پھر احتیاط واجب کے طور پر تین ہی دفعہ دھویا جائے گا۔

م۔۴۷ : کتے کے چاٹنے یا منہ لگانے سے نجس ہاتھ اور کپڑے ایک دفعہ پانی سے دھونے سے پاک ہو جائیں گے اور اگر اسی کپڑے کو آب قلیل سے دھو جائے تو اسے نچوڑنے کی ضرورت ہو گی۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۸ : اگر کتے کے چاٹنے اور اس کے پانی پینے سے برتن نجس ہو جائے تو برتن تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا البتہ پہلی دفعہ مٹی سے مانجھا جائے گا اور باقی دفعہ پانی سے دھویا جائے گا۔

طہارت و نجاست سے مخصوص استفتاءات اور آیۃ اللہ سیستانی (مدظلہ) کے جوابات :

م۔۴۹ : زمین جو مطہرات میں سے ہے کیا جوتے کی طرح گاڑی کے گھومنے والے پہیوں کو بھی پاک کر سکتی ہے ؟

جواب : زمین گاڑی کے پہیوں کو پاک نہیں کر سکتی۔

م۔۵۰ : متنجس (جسے نجاست لگ جائے) اگر کوئی بہنے والی چیز نہ ہو تو اس کا سلسلہ کہاں جا کر رکتا ہے ؟

جواب : متنجس کو جو چیز لگے گی وہ بھی متنجس ہو جائے گی۔ اسی طرح دوسری متنجس چیز کو بھی جو چیز لگے گی وہ بھی متنجس ہو جائے گی۔ لیکن تیسرے متنجس چاہے وہ کوئی بہنے والی چیز ہو یا کوئی اور، کو جو چیز لگے گی وہ نجس نہ ہو گی۔

م۔۵۱ : اگر کتا میرا جسم یا کپڑا چاٹے یا منہ لگائے تو اسے کیسے پاک کروں ؟

جواب : ایسے بدن اور لباس کی طہارت کے لئے ایک دفعہ پانی سے دھونا کافی ہے۔ البتہ اگر قلیل پانی سے اس نجس چیز کو دھونا چاہیں تو اس میں سے پانی نکالنا ضروری ہے اس لیے کپڑا وغیرہ کو دھوتے وقت نچوڑنا واجب ہے۔

م۔۵۲ : کیا یہود و نصاریٰ کی طرح سکھ بھی گزشتہ آسمانی ادیان کے پیروکار شمار ہوتے ہیں؟

جواب : سکھ اہل کتاب میں شامل نہیں ہوتے۔

م۔۵۳ : کیا بدھ مت بھی اہل کتاب میں شمار ہوتے ہیں؟

جواب : بدھ مت اہل کتاب میں شمار نہیں ہوتے۔

م۔۵۴ : مغربی ممالک میں مسلمان، فرش اور دیگر سامان سمیت مکان کرایہ پر لیتے ہیں تو کیا جب تک نجاست کے آثار نظر نہ آئیں گھر کی ہر چیز پاک سمجھی جائے گی؟ اگر چہ اس گھر میں پہلے رہنے والے اہل کتاب مسیحی یا یہودی ہوں۔ نیز اگر اس گھر میں پہلے سے رہنے والے بدھ مت یا منکر خدا و رسول ہوں تو کیا حکم ہوگا؟

جواب : جب تک گھر میں موجود چیزوں کی نجاست کا یقین یا اطمینان نہ ہو وہ پاک سمجھی جائیں گی اور صرف نجاست کے گمان کی کوئی حیثیت نہیں۔

م۔۵۵ : مغربی ممالک میں کرایہ پر دیئے جانے والے گھروں میں پہلے سے کارپٹ یا دری وغیرہ بچھے ہوئے ہوتے ہیں، جو زمین سے چپکا دئے جاتے ہیں اور انہیں اٹھا کر ان کے نیچے برتن رکھنا مشکل ہوتا ہے اگر ایسے کارپٹ پیشاب یا خون کی وجہ سے نجس ہو جائیں اور ان کی طہارت میں قلیل پانی استعمال ہو تو انہیں پاک کرنے کے لئے کونسا طریقہ اپنایا جائے؟

جواب : اگر کسی کپڑے یا دوسرے اوزار کی مدد سے بھی طہارت میں استعمال شدہ پانی نکالنا ممکن ہو تو آب قلیل سے دھونا ممکن ہوگا جس میں دھوون کو نکالنا ضروری ہوتا ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو آب کثیر سے ہی دھونا متعین ہوگا۔

م۔۵۶ : مغربی ممالک میں ایسی واشنگ مشینیں عام ہیں جن میں مسلمان اور غیر مسلم اپنے

پاک اور نجس کپڑے دھلاتے ہیں۔ کیا ہم ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں جو ان مشینوں میں دھوئے گئے ہوں، جبکہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ طہارت کے بعض مراحل میں کرتے متصل استعمال ہونے والا پانی صفائی کے دوران کپڑوں کو پاک کرتا ہے کہ نہیں۔

جواب جو کپڑے اس پانی میں دھوئے جانے سے پہلے پاک تھے جب تک ان کی نجاست کا یقین نہ ہو ان میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ان نجس کپڑوں میں بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے جن سے عین نجاست (اگر تھی) کے زائل ہونے اور پیشاب کی وجہ سے نجس ہونے کی صورت میں تمام نجس جگہوں تک احتیاط واجب کے طور پر دو دفعہ پاک پانی کے پہنچنے کا اطمینان ہو، اگرچہ کر پانی سے دھویا جائے اور اگر پیشاب کے علاوہ کسی نجس کی وجہ سے نجس ہو جائیں اور آب قلیل کے ذریعے دھوئے جائیں تو ایک دفعہ نجاست تک پاک پانی کے پہنچنے اور پھر کپڑے سے جدا ہونے کا اطمینان حاصل ہو۔ لیکن اگر شرعی طور پر لازمی طہارت کا حصول مشکوک ہو تو ان کپڑوں پر نجس کا حکم جاری ہوگا اور ان میں نماز صحیح نہ ہوگی۔

م۔۵۷ : کیا وہ کپڑے پاک سمجھے جائیں گے جو ایسی جگہ کپڑے صاف کرنے والے مائعات کے ذریعے دھوئے جائیں جن کے مالک غیر مسلم ہوں اور وہاں مسلمان اور غیر مسلمان دونوں اپنے کپڑے دھوتے ہیں؟

جواب : اگر نجاست سے مل جانے کی وجہ سے لباس کے نجس ہو جانے کا یقین نہ ہو تو اس پر طہارت کا حکم جاری ہوگا۔

م۔۵۸ : صابن کی بعض اقسام پر یہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ خنزیر یا ایسے حیوانات کے گوشت سے لی گئی چربی پر مشتمل ہے جس کا شرعی طریقے سے ذبح نہیں ہوا اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ آیا اس چربی کی حقیقت کسی اور چیز کی حقیت میں تبدیل ہوئی ہے جسے فقہ میں "استحالہ،، کہتے ہیں جو منجملہ مطہرات میں سے ہے۔ ایسی

صورت میں یہ صابن پاک سمجھا جائے گا؟

جواب: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ صابن اس چربی سے بنا ہوا ہے تو ایسے صابن کی تمام اقسام نجس ہیں مگر یہ کہ اس چربی کا استحالہ محقق اور ثابت ہو۔ لیکن صابن بناتے وقت چربی کا استحالہ ثابت نہیں ہے۔

م۔ ۵۹: ☆☆☆

م۔ ۶۰: اگر انڈے کی زردی اور سفیدی میں خون ہو تو اس سے انڈا نجس ہو جائے گا اور اس کا کھانا حرام ہو گا یا اس کا کوئی حل موجود ہے؟

جواب: انڈے میں بنا ہوا خون پاک ہے۔ لیکن (اس کا کھانا) حرام ہے۔ اگر یہ خون زیادہ ہو جو پورے انڈے میں گھل مل نہ گیا ہو تو اسے نکال کر باقی انڈا کھایا جا سکتا ہے اور اگر کم ہو اور گھل مل گیا ہو تو نکالنا واجب نہیں ہے۔

م۔ ۶۱: کیا شراب اور بیئر (جو کی شراب) پاک ہیں؟

جواب: شراب کے نجس ہونے میں کوئی شک نہیں البتہ جو کی شراب احتیاط کے طور پر نجس ہے اگر چہ اس کا پینا بلا اشکال حرام ہے۔

م۔ ۶۲: یورپ جہاں مختلف ادیان کے پیروکار اور مختلف رنگ و نسل کے افراد ساتھ رہتے ہیں اور ہر قسم کی اجناس پائی جاتی ہیں اگر ہم کسی ایک دوکان دار سے کوئی چیز خریدیں جو تر کھانے بیچتا ہے اور انہیں ہاتھ بھی لگاتا ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ یہ کس دین کا پیروکار ہے کیا ہم اس کھانے کو پاک سمجھیں؟

جواب: اگر اس بات کا یقین نہ ہو کہ ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نجس ہے تو اس کھانے پر طہارت کا حکم جاری ہو گا یعنی پاک سمجھا جائے گا۔

م۔ ۶۳: بعض یورپی ممالک میں چمڑا بنایا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ معلوم نہیں کہ اسے کہاں سے درآمد کیا گیا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ بعض یورپی ممالک اسلامی ممالک سے سستا چمڑا درآمد کر کے اس سے چیزیں بناتے ہیں۔ کیا ہم ان چمڑوں

کو پاک قرار دے سکتے ہیں اور ان پر نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اس قسم کے ضعیف احتمال کی کوئی اہمیت ہے ؟

جواب : اگر زیادہ احتمال یہ ہو کہ ان چیزوں کا ذبح شرعی نہیں ہوا صرف ہلکا سا احتمال مثلاً ۲ فیصد دیا جائے کہ ان کا ذبح شرعی ہوا ہے تو اس پر نجاست کے احکام جاری ہوں گے اور ان میں نماز صحیح نہیں ہوگی اور اگر اس بات کا احتمال قوی ہو کہ ان کا ذبح شرعی ہوا ہوگا تو انہیں پاک سمجھا جائے گا اور ان میں نماز بھی پڑھی جا سکے گی۔

☆☆☆☆☆

چوتھی فصل

نماز

- ☆ مقدمہ
- ☆ نماز سے متعلق بعض احکام
- ☆ نماز سے مخصوص استفتاءات

حدیث میں ہے :

الصلاۃ عمود الدین۔

(وسائل الشیعہ للحر العاملی ج۴ص۳۵)

"نماز دین کے ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔"

ابن ملجم لعنۃ اللہ علیہ کی ضربت کے بعد امیر المؤمنین (ع) نے امام حسن اور امام حسین (علیہما السلام) کو اپنی وصیت میں فرمایا:

اللہ اللہ فی الصلاۃ فإنہا عمود دینکم، واللہ اللہ فی بیت ربکم لا تخلوہ مابقیتم۔

(نہج البلاغۃ صبحی الصالح ص۴۲۲)

"نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں ڈرنا اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا۔"

سکونی نے امام جعفر صادق (ع) سے روایت کی ہے:

قال رسول اللہ (ص) لا یزال الشیطان ذعراً من المؤمن ما حافَظَ علی الصلات الخمس لوقتہن، فاذا ضیعہن تجرأ علیہ فأ دخلہ فی العظائم۔

(وسائل الشیعة للحر العاملی ج ۴ ص ۲۸)

" رسول اللہ (ص) نے فرمایا : جب تک مؤمن پانچ وقت کی نمازوں کو پابندی وقت کے ساتھ پڑھتا ہے، شیطان اس سے خوفزدہ رہتا ہے اور اگر وہ نمازوں کو ضائع کرے یعنی انہیں بروقت نہ پڑھے تو اس کی جرأت بڑھتی ہے اور اسے بڑے بڑے گناہوں میں دھکیل دیتا ہے ،،

یزید بن خلیفہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا :

اذا قام المصلی الی الصلاة نزلت علیه الرحمة من أعنان السماء الی الارض و حفت به الملائكة وناداه ملك، لو یعلم هذا المصلی ما فی الصلاة ما انفتل۔

(وسائل الشیعة للحر العاملی ج ۴ ص ۳۲)

"جب نماز گزار نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس پر آسمان سے رحمت نازل ہوتی ہے اور فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور ایک فرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے : اگر اس نماز گزار کو نماز کی فضیلت معلوم ہوتی تو کبھی بھی اس سے جدا نہ ہوتا ،،

ان روایات سے اسلام میں نماز کی واضح اور غیر معمولی اہمیت سامنے آتی ہے۔ چونکہ نماز بارگاہ الٰہی میں حضوریابی ہے اور حدیث کی رو سے نماز گزار اپنے رب کے حضور کھڑا ہوتا ہے اس لئے نماز گزار کو چاہئے کہ دوران نماز ہمہ تن اور دل وجان سے خدا کی طرف متوجہ رہے اور دنیا اور اس کے فانی امور نماز گزار کو اپنی طرف متوجہ نہ کرنے پائیں۔

اللہ تعالٰی اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے :

قد افلح المؤمنون الذين هم فی صلاتهم
خاشعون۔

(مؤمنون :۱)

"روز قیامت وہی مؤمنین فلاح پائیں گے جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع کا مظاہرہ کریں،،

امام زین العابدین (ع) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے :

کانه ساق شجرة لایتحرك منه شیء الا ماحرکته الریح منه۔

(منہاج الصالحین السید سیستانی)

"گویا درخت کا تنا ہے جس کا وہی حصہ ہلتا ہے جسے ہوا حرکت دے"

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق (علیہما السلام) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ کبھی آپ کا رنگ سرخ ہوتا اور کبھی زرد۔ گویا آپ کسی ذات سے محو گفتگو ہیں جسے آپ دیکھ رہے ہیں۔

نماز کے متعدد احکام ہیں جن میں سے بعض کو درج ذیل مسائل میں بیان کرتے ہیں۔

م۔۶۴ : فقہاء فرماتے ہیں کہ نماز کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتی اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ سفر میں ساقط ہوتی ہے اور نہ غیر سفر میں اگر نماز کا وقت تنگ ہو (اور منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے قضا ہونے کا خدشہ ہو) تو مسافر پر واجب ہے کہ وہ چاہے جہاز میں ہو، کشتی میں ہو، ریل گاڑی میں ہو، رکا ہوا ہو یا حالت حرکت میں ہو، انتظار گاہ میں ہو یا عام باغیچہ میں، راستے میں یا اپنے کام اور ڈیوٹی کی جگہ، غرض جہاں بھی ہو واجب ہے نماز کو بروقت بجالائے۔

م۔ ۶۵ : اگر مسافر ہوائی جہاز، کار یا ریل گاڑی میں کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اگر قبلہ رخ ہونا ممکن نہ ہو تو جس طرف سمت قبلہ ہونے کا گمان ہو اس طرف رخ کر کے نماز پڑھے اور اگر کسی ایک سمت کو ترجیح نہ دے سکے تو جس طرف چاہے رخ کر کے نماز پڑھے اور اگر صرف تکبیرۃ الاحرام کے دوران رخ بقبلہ ہونا ممکن ہو تو اسی پر اکتفا کرے۔

(اس فصل کے استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۶۶ : سمت قبلہ کی تعیین کے لئے فضائی میزبان سے پوچھا جاسکتا ہے جو پائلٹ سے پوچھ کر مسافر کو بتائے اور اگر اس کے بتانے پر اطمینان حاصل ہو تو اس پر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ بتانے والا کافر ہی کیوں نہ ہو۔ نیز سمت قبلہ کے تعین کے لئے آلات واوزار پر بھی اعتماد کیا جاسکتا ہے جیسے قبلہ نما ہے، بشرطیکہ مسلمان کو ان کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو۔

م۔ ۶۷ : اگر مسلمان نماز کے لئے (کسی وجہ سے) وضو نہ کر سکے تو وضو کے بدلے تیمم کر لے۔

م۔ ۶۸ : بعض شہروں کے دن اور رات بعض دوسرے شہروں کے شب و روز سے طولانی ہوتے ہیں اگر سورج کے طلوع و غروب کے ذریعے شب و روز واضح ہوں تو ہر مسلمان اپنی نماز روزہ اور دیگر عبادات کے اوقات کی حد بندی کے لئے ان شب و روز پر اعتماد کر سکتا ہے اگرچہ دنوں کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے نمازیں ایک دوسرے کے قریب ہوں یا راتوں کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے افطار کا دورانیہ کم ہو۔

م۔ ۶۹: بعض مخصوص شہروں کے مخصوص موسموں میں کئی کئی دن یا کئی کئی مہینے سورج غروب نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں بطور احتیاط مسلمان کو چاہیے کہ اپنے شہر کے اس نزدیک ترین شہر پر اعتماد کرے جہاں چوبیس گھنٹوں میں دن اور رات

ہیں۔ یعنی اس شہر کے شب و روز کو اپنے شہر کے شب و روز سمجھے اور اپنے پانچ وقت کی نمازوں کو ہمسایہ شہر کے اوقات کے مطابق قربت مطلقہ کی نیت سے پڑھے۔

م۔ ۷۰ : اگر مسلمان خود اپنی نماز روزے کے لئے فجر، زوال (ظہر) اور مغرب کی تعیین نہ کر سکے اور رصد گاہ کی تعیین پر اس کا اعتماد ہو تو وہ اپنے روزوں اور نمازوں کے لئے رصد گاہ کے معین کردہ اوقاتِ نماز پر بھروسہ کر سکتا ہے، اگرچہ رصد گاہ میں کام کرنے والے مسلمان نہ ہوں بشرطیکہ رصد گاہ کی تعیینِ اوقات پر وثوق ہو۔

م۔ ۷۱ : اگر کوئی مسافر اپنی رہائش گاہ سے ۴۴ کلومیٹر یا اس سے زیادہ سفر کرے تو اس کی نماز ظہر، عصر اور عشاء قصر (دو رکعت) پڑھی جائے گی۔ مسافت کا آغاز اکثر اوقات شہر کے آخری گھروں سے کیا جائے گا۔

دوران سفر نماز کے قصر اور پوری پڑھے جانے کے مخصوص اور مفصل احکام ہیں جو رسالہ عملیہ (توضیح المسائل وغیرہ) میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔ ان میں سے بعض اس فصل سے متعلق استفتاءات میں پڑھے جا سکتے ہیں۔

م۔ ۷۲ : اگر نماز جمعہ میں ضروری شرائط پوری ہوں تو وہ نماز ظہر سے افضل ہے اور ظہر کی جگہ لے سکتی ہے۔ اگر کوئی مکلّف نماز جمعہ پڑھ لے تو ظہر کے بدلے اسی پر اکتفا کر سکتا ہے۔

م۔ ۷۳ : باجماعت نماز فرادیٰ (اکیلے نماز پڑھنے) سے افضل ہے۔ نمازِ صبح، نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء کو باجماعت پڑھنے کا استحباب زیادہ مؤکد ہے۔ حدیث میں ہے :

الصلاة خلف العالم بألف ركعة و خلف القرشي

---

(۱) البتہ بڑے شہروں کا حکم اس سے مختلف ہے جہاں ایک محلے سے دوسرے محلے کی طرف منتقل ہونا سفر شمار ہوتا ہے۔۔

بمأئة۔

"عالم کی اقتداء میں نماز ہزار رکعت کے برابر اور (غیر عالم) سید کی اقتداء میں سو رکعت کے برابر ہے۔ نمازیوں کی تعداد جتنی بڑھے گی جماعت کا ثواب بھی بڑھتا جائے گا۔،،

نماز سے متعلق بعض استفتاء ات اور ان کے جوابات :

م۔ ۴۷ : بعض افراد ایک عرصے تک غلط وضو اور غسل کرتے ہیں اور کئی سال اس طرح نماز، روزے اور حج بجا لانے کے بعد جب انکشاف ہوتا ہے کہ وضو اور غسل باطل تھے اور جب ان عبادات کی شرعی حیثیت پوچھی جاتی ہے تو جواب دیا جاتا ہے کہ نماز اور حج دوبارہ بجا لائے جائیں۔ اتنی نمازوں اور حجوں کی قضا ایک مشکل اور گراں کام ہے۔ کیا اس شخص کے ساتھ کوئی رعایت برتی جاسکتی ہے جو اپنے وضو اور غسل کو صحیح سمجھتا تھا اور کیا ایسا حل موجود ہے جس سے اس کی نمازیں اور حج صحیح قرار پائیں اور دوبارہ نہ پڑھنی پڑیں جس سے عبادات شرعیہ کی بجا آوری میں مزید سستی آسکتی ہے۔ خصوصاً اس شخص کے بارے میں جس کی واجبات کے بارے میں بغاوت کا بھی خطرہ موجود ہو اور ایسے ملک میں رہتا ہے جہاں اس قسم کی سرکشی اور بغاوت پر برابر اکسایا بھی جاتا ہے۔

جواب : اگر نماز گزار جاہل قاصر (۱) ہو اور دوران غسل یا وضو ایسا خلل پڑ جائے جس سے جاہل قاصر کا وضو یا غسل باطل نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر غسل میں سر و گردن سے پہلے بدن کے حصوں کو دھولے، یا وضو میں (آب وضو کے علاوہ) نئے پانی سے مسح کرلے تو ایسے نماز گزار کا وضو اور غسل صحیح سمجھے جائیں گے اور لامحالہ

---

(۱) جاہل قاصر اس ناآشنا کو کہتے ہیں جس کی جہالت کا عذر قابل قبول ہو۔ مثال کے طور پر کسی با اعتماد عالم سے وہ مسئلہ دریافت کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس نے غلط بتایا تھا اور جاہل مقصر وہ ہے جس کی جہالت کا عذر قابل قبول نہ ہو۔

اس کی نمازیں اور حج صحیح قرار پائیں گے۔

اور اگر وہ احکام سیکھنے میں جاہل مقصر رہا ہو یا وضو اور غسل میں ایسا خلل پڑ جائے جس سے ہر حالت میں وضو یا غسل متاثر ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر وضو اور غسل کے دوران جن اعضاء کا دھونا واجب تھا انہیں نہ دھوئے تو ایسے شخص کی نماز اور حج کو صحیح قرار دینے کی کوئی راہ نہیں۔ لیکن اگر ایسے شخص کی بغاوت اور سرکشی کا خطرہ ہو تو ایسے شخص کو عبادات کی قضا بجالانے کا حکم دینا کوئی مستحسن عمل نہ ہو گا۔ شاید اللہ تعالی مستقبل میں راہ حل پیدا فرمائے۔

م۔۷۵ : کچھ لوگ کئی کئی برس نمازیں پڑھتے اور حج بجالاتے ہیں اور اس دوران وہ خمس ادا نہیں کرتے کیا ایسے افراد پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنی نماز اور حج کی قضا بجالائیں

جواب : اگر نماز، طواف اور نماز طواف کے دوران اس کے بدن کا لباس (جس سے واجب حصوں کو چھپایا جاتا ہے) ایسا تھا جس میں خمس واجب تھا تو ایسی صورت میں بطور احتیاط واجب نماز اور حج کی قضا بجالائے۔ لیکن اگر صرف نماز طواف میں پہنا ہوا لباس ایسا ہو جس میں خمس واجب تھا اور یہ شخص جاہل حکم (۱) یا جاہل موضوع (۲) تھا اگرچہ جاہل مقصر ہو ایسی صورت میں اس کا حج تو صحیح ہے لیکن اگر اس کی جہالت کا عذر قابل قبول نہ ہو تو نماز طواف کو دوبارہ بجالائے اور اگر زیادہ تکلیف اور مشقت نہ اٹھانی پڑے تو احتیاط واجب کے طور پر نماز مکہ جاکر پڑھے بصورت دیگر جس شہر میں بھی ہو وہیں نماز پڑھ لے۔ اسی طرح اگر قربانی کے جانور میں خمس واجب ہو مثلاً قربانی کا جانور عین اس رقم سے خریدا جائے جس میں خمس واجب تھا

---

(۱) جاہل حکم کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو کسی موضوع اور عمل کا حکم شرعی معلوم نہ ہو مثلاً یہ معلوم نہ ہو کہ میت کو دفن کرنا واجب ہے

(۲) جاہل موضوع کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو کسی خاص عمل کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ یہ حکم شرعی موضوع کا مصداق ہے۔ مثال کے طور پر انسان کو غنا کا مطلب معلوم نہ ہو یا کسی مایع اور مشروب کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ شراب ہے۔

تو حج کو دوبارہ بجالانا چاہئے۔ لیکن اگر ایسی رقم سے جانور خریدا جائے جس میں وہ رقم بھی تھی جس میں خمس واجب تھا۔ چنانچہ اکثر اوقات ایسا ہی ہوتا ہے تو اس حج میں کوئی اشکال نہیں۔ اگر چہ نتیجے کے طور پر جانور ایسی رقم سے خریدا گیا ہو جس میں خمس واجب تھا۔ یہ تمام احکام اس صورت کے ہیں جب یہ شخص وجوب خمس کا علم رکھتا ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ جس کا خمس ادا نہ کیا گیا ہو اس میں تصرف حرام ہے۔ یا جاہل تھا مگر جاہل مقصر۔ لیکن اگر یہ شخص جاہل قاصر تھا تو اس کی نماز اور حج دونوں صحیح ہوں گے۔

م۔۷۶ : اگر کوئی شخص اذان ظہر کے بعد فوراً نماز پڑھے بغیر اپنے گھر سے سفر پر نکلے اور مغرب کے بعد اپنی منزل مقصود پر پہنچے تو کیا یہ شخص گنہگار ہو گا ؟ اور کیا اس شخص پر نماز کی قضا واجب ہو گی ؟

جواب : جی ہاں یہ شخص گنہگار ہو گا اس لئے کہ اس نے فرض نماز کو بروقت ترک کیا ہے اور اس پر اس کی قضا بھی واجب ہے۔

م۔۷۷ : کیا (ہاتھ کو لگی ہوئی) خشک سیاہی وضو اور غسل میں رکاوٹ ہے (اور پانی کو جلد تک نہیں پہنچنے دیتی) یا اس سیاہی کے اوپر وضو کر سکتے ہیں ؟

جواب : اگر سیاہی ایسے جرم اور مادے پر مشتمل نہ ہو جو جلد اور پانی کے درمیان حائل ہو تو اس کے اوپر وضو اور غسل صحیح ہوں گے اور اگر حائل ہونا مشکوک ہو تو اس کو صاف اور بر طرف کرنا ضروری ہو گا۔

م۔۷۸ : بعض حضرات ٹی وی پر تفریحی فلمیں دیکھتے رہتے ہیں اور وقت نماز کے بعد بھی اسے جاری رکھتے ہیں اور فلم کے اختتام پر نماز کا مقررہ وقت ختم ہونے سے کچھ دیر پہلے نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ کیا مسلمان کا یہ عمل جائز ہے ؟

جواب : مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ بغیر کسی عذر اور مجبوری کے نماز کو فضیلت کے وقت سے مؤخر کرے اور تفریحی فلموں کا نظارہ کرنا عذر اور مجبوری

شمار نہیں ہوتا۔

م۔۷۹ : کیا کریم پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکتی ہے اور وضو اور غسل کے لئے اس کو صاف اور بر طرف کرنا ضروری ہے؟

جواب : ظاہر ہاتھ پر کریم کو ملنے اور رگڑنے کے بعد جو اثر باقی رہ جاتا ہے وہ صرف چکناہٹ ہوتی ہے جو (اگر معمولی ہو تو) پانی کو جلد تک پہنچنے سے نہیں روکتی۔

م۔۸۰ : بعض خواتین زیبائش کی خاطر اپنے ناخنوں پر معمول سے زیادہ نیل پالش لگا لیتی ہیں جس کی وجہ سے ان کے ناخن ٹوٹ جاتے ہیں اور ڈاکٹر علاج کی غرض سے ناخن پر لگانے کے لئے دوائی دیتے ہیں جو یقیناً پانی اور جلد کے درمیان حائل ہوتی ہے اور بسا اوقات ایک دن سے زیادہ مدت تک اس کو ناخن پر لگا کر رکھا جاتا ہے۔ کیا اس علاج کی غرض سے اس دوائی کا استعمال جائز ہوگا؟ اس کی موجودگی میں وضو اور غسل کیسے کئے جائیں گے؟

جواب : اگر یہ مادہ پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکے تو وضو اور غسل صحیح نہیں ہوں گے اور وضو و غسل کی خاطر اسے دور اور صاف کرنا ضروری ہے اور سابق الذکر مقصد اسے باقی رکھنے کا کوئی جواز نہیں بن سکتا۔

م۔۸۱ : ہم پوری نماز اور قصر نماز کب پڑھیں؟ کیا کسی شخص کا عرف کے نزدیک ایک شہر میں مقیم کہلانا اس بات کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنی نماز پوری پڑھے؟

جواب : رسالہ عملیہ (توضیح المسائل) میں قصر کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔

جب انسان کسی شہر کو ایک طولانی مدت کے لئے اپنی سکونت اور رہائش کی جگہ قرار دے جس میں اسے مسافر نہ کہا جائے۔ مثلاً کسی جگہ ڈیڑھ سال قیام کا ارادہ کرے تو ایک ماہ اس نیت کے ساتھ قیام کے بعد یہ شہر اس کا وطن کہلائے گا۔ لیکن اگر مدت کم ہو اور اس شخص کو مسافر کہا جائے تو اس کی نماز قصر ہوگی۔

م۔۸۲ : آدھی رات کس طرح معلوم ہوگی۔ کیا رات کے بارہ بجنا آدھی رات کی علامت

ہے؟ جیسا کہ آج کل لوگوں میں یہی مشہور ہے۔

جواب: آدھی رات، غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کی مدت کے نصف کو کہا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر شام کو سات بجے سورج ڈوب جائے اور صبح کے چار بجے طلوع فجر ہو تو اس کے رات ساڑھے گیارہ بجے آدھی رات ہو گی بنا بر ایں آدھی رات کے تعین کے لئے غروب آفتاب اور طلوع فجر کو دیکھا جاتا ہے، جو مختلف اوقات اور مقامات پر آگے پیچھے ہوتا رہتا ہے۔

م۔ ۸۳: جس شخص کو اس بات کا یقین ہو کہ اگر میں سو گیا تو نماز صبح کے لیے بیدار نہیں ہو سکوں گا، تو کیا ایسے شخص کو نماز صبح کی خاطر صبح تک جاگتے رہنا واجب ہو گا؟ اور اگر وہ سو جائے اور نماز صبح تک نہ جاگ سکے تو گنہگار ہو گا؟

جواب: ایسا شخص کسی کے ذمے لگا سکتا ہے کہ وہ نماز کے لیے جگائے یا ٹائم پیس سے استفادہ کر سکتا ہے جو اسے جگائے اور اگر یہ دونوں ممکن نہ ہوں تو سونے سے گنہگار نہ ہو گا مگر یہ کہ عرف کے نزدیک اس کو نماز کے سلسلے میں سستی اور تغافل سمجھا جائے۔

م۔ ۸۴: ہوائی جہاز جس میں سمت قبلہ کا علم نہ ہو اور کسی جہت کا اطمینان بھی نہ ہو اس میں نماز کس طرح پڑھی جائے؟

جواب: جہاز کے پائلٹ اور فضائی میزبان کے ذریعے قبلہ کا تعین کیا جا سکتا ہے اور عام حالات میں پائلٹ اور فضائی میزبان کے جواب اور راہنمائی سے اطمینان (۱) یا ظن حاصل ہو جاتا ہے اور جہاں تک دوران نماز استقرار (حرکت نہ ہونے) کا تعلق ہے، اگر اس کی پابندی ممکن نہ ہو تو یہ شرط ساقط ہو جاتی ہے (اور حرکت کے دوران نماز صحیح ہے) البتہ جہاں تک ہو سکے باقی شرائط کا خیال رکھا جانا چاہئے اور

---

(۱) اطمینان: کسی بات کا وہ احتمال قوی ہے جس کے خلاف کا احتمال اتنا ضعیف ہو جسے عقلا کوئی اہمیت نہ دیں مگر ظن میں قابل اہمیت، احتمالِ خلاف ہوتا ہے۔

کسی بھی حالت میں اپنے مقررہ وقت سے نماز کی تاخیر جائز نہیں۔

م۔۸۵ : ہوائی جہازوں اور گاڑیوں میں نماز کس طرح پڑھی جائے کیا کسی چیز پر سجدہ کرنا واجب ہے یا صرف جھکنا کافی ہے ؟

جواب : جہاں تک ممکن ہو ایسی نماز پڑھنا واجب ہے جو نماز اختیاری حالت میں پڑھی جاتی ہے۔ بنا برایں اگر ممکن ہو تو نماز کے تمام حالات میں قبلے کا خیال رکھنا واجب ہے اور اگر تمام حالات میں قبلے کا خیال رکھنا ممکن نہ ہو اور صرف تکبیرۃ الاحرام کے دوران رخ بہ قبلہ کھڑا ہونا ممکن ہو تو اس کا خیال رکھے اور اگر اس حالت میں بھی رخ بہ قبلہ کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو قبلہ کی شرط ساقط ہو جائے گی (اور قبلہ کے بغیر نماز صحیح ہو گی۔) نیز در صورت امکان سجدہ اور رکوع کو بھی اسی طرح بجا لانا واجب ہے جس طرح اختیاری حالت میں بجالانا متعین ہے۔ مثال کے طور پر ہوائی جہاز اور بس کی سیٹوں کے درمیانی راستے میں نماز پڑھی جا سکے اور اگر معمول کے مطابق سجدہ اور رکوع ممکن نہ ہو اور اتنا جھکنا ممکن ہو جسے رکوع اور سجود کہا جائے تو یہی کچھ واجب اور متعین ہو گا۔ (اس کے علاوہ) دوران سجدہ پیشانی کو سجدہ گاہ پر رکھنا ضروری ہے اگرچہ اس کے لئے سجدہ گاہ کو اوپر اٹھانا پڑے اور اگر مذکورہ مقدار میں جھکنا ممکن نہ ہو تو رکوع اور سجدے کے بدلے اشارہ ہی کافی ہو گا۔

م۔۸۶ : بعض اوقات نماز کا وقت اس دوران شروع ہوتا ہے جب طالب علم اپنی یونیورسٹی کے راستے میں ہوتا ہے اور یونیورسٹی پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت نکل جاتا ہے۔ کیا یہ شخص گاڑی کے اندر ہی نماز پڑھ سکتا ہے ؟ جبکہ (گاڑی سے اتر کر) کسی دوسری جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے، لیکن اس صورت سے کلاسوں کے ٹائم کالج نہیں پہنچ سکتا۔

جواب : جب تک گاڑی سے اتر کر تمام شرائط پر مشتمل مکمل نماز پڑھی جاسکتی ہو صرف

کلاسوں میں تاخیر کی بنا پر گاڑی کے اندر ایسی نماز پڑھنا جائز نہیں جس میں بعض شرائط مفقود ہوں۔ البتہ اگر اس حد تک کلاس میں تاخیر سے قابل ذکر نقصان اٹھانا پڑتا ہو اور عام حالات میں ناقابل برداشت مشکل سے دوچار ہوتا ہو تو ایسی صورت میں گاڑی کے اندر ایسی نماز پڑھنا جائز ہے جس کی بعض شرائط مفقود ہوں۔

م۔ ۸۷ : اگر نماز کا وقت اس دوران داخل ہو جب مسلمان ملازم (اپنے دفتر وغیرہ میں) ڈیوٹی دے رہا ہوتا ہے اور یہ اس کی پسندیدہ ملازمت ہوتی ہے اور نماز کی خاطر ڈیوٹی کو چھوڑنا خاصا مشکل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات نماز کی خاطر اس ملازمت سے برطرف بھی کیا جا سکتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں نماز، قضا پڑھی جا سکتی ہے یا یہ کہ اگر اس ملازمت کو چھوڑنا بھی پڑے جس کا وہ محتاج ہے، نماز کو بروقت اور ادا بجا لانا واجب ہے؟

جواب : اگر اس ملازمت کو جاری رکھنا اس مسلمان کی مجبوری ہے تو جیسے بھی ممکن ہو بروقت اور ادا نماز بجالائے اگرچہ رکوع اور سجود کے لئے اشارہ کرنا پڑے۔ لیکن یہ صرف ایک فرضی صورت ہے جو عام حالات میں پیش نہیں آتی۔ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ خدا سے ڈرے اور ایسی ملازمت اختیار نہ کرے جس کی خاطر شریعت کا وہ اہم فرض ترک کرنا پڑے جو دین کا ستون شمار ہوتا ہے اور اللہ کے اس فرمان مبارک کو ہمہ وقت اپنے پیش نظر رکھے :

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔

(طلاق : ۲)

"اور جو خدا سے ڈرے گا اس کے لئے نجات کی صورت نکال دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے وہم

بھی نہ ہو۔،،

م۔۸۸ : یورپی ممالک کی کمپنیوں اور فاؤنڈیشنوں میں لوگ ملازمت کرتے اور ان کے دفاتر میں کام کرتے ہیں اور ان مکانات اور عمارتوں کی ملکیت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے (کہ غصبی ہیں یا مباح) ایسے مکانات میں نماز پڑھنے اور ان کے پانی سے وضو کرنے کا کیا حکم ہے ؟ اگر ان مکانات میں نماز کسی وجہ سے نہ پڑھی جا سکے تو گزشتہ پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہو گا ؟

جواب : جب تک اس بات کا یقین نہ ہو کہ یہ کسی ایسے شخص سے غصب شدہ ہیں جس کا مال محترم ہے ان مکانات میں نماز پڑھنے اور ان کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نماز کے بعد معلوم ہو کہ مکان غصبی تھا تو اس میں پڑھی گئی نماز صحیح شمار ہو گی۔

م۔۸۹ : اگر ہم مردار کے چمڑے کے بنے ہوئے بیلٹ بٹوے کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز کے دوران یا نماز کے بعد اور قضا ہونے سے پہلے یا قضا ہونے کے بعد یاد آجائے تو ایسی صورت میں ہمارا شرعی فریضہ کیا ہو گا ؟

جواب : اگر بیلٹ یا بٹوے کا، مُذکّٰی (شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا جانور) کے چمڑے کے بنائے جانے کا احتمال ضعیف (اور ناقابل ذکر) نہ ہو جس کی عقلاء کوئی پرواہ نہیں کرتے تو ان کے ساتھ پڑھی گئی نماز صحیح ہو گی لیکن اگر یہ احتمال ضعیف ہو اور نماز گزار اس چیز کا جاہل تھا اور دوران نماز متوجہ ہو تو اسے فوراً اتار دے اور اس کی نماز صحیح ہو گی اور یہی حکم اس صورت کا بھی ہو گا جس میں نماز گزار صورت حال بھول گیا ہو اور نماز کے دوران یاد آجائے، بشرطیکہ یہ شخص لاپرواہی اور تغافل کی وجہ سے نہ بھولا ہو ورنہ (اگر لاپرواہی کی وجہ سے بھولا ہو) تو احتیاط واجب کے طور پر اگر نماز کا وقت باقی ہو تو ادا کی نیت سے ورنہ قضا کی نیت سے دوبارہ بجالائے۔

م۔۹۰ : آج کل جو پتلونیں عام ہیں۔ ان میں غیر اسلامی ممالک میں بنے ہوئے جینز کی

پتلون ہے۔ جس پر چمڑے کا ایک ٹکڑا لگا ہوتا ہے۔ اس پر کمپنی کا نام درج ہوتا ہے اور یہ معلوم نہیں کہ چمڑے کا یہ ٹکڑا مذکی حیوان کا ہے یا غیر مذکی کا، کیا اس پتلون میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب : اس پتلون میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

م۔۹۱ : کیا کلون لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے اور کیا کلون پاک ہے؟

جواب : جی ہاں! کلون پاک ہے۔

م۔۹۲ : کیا کنکریٹ کے بنے ہوئے بلاک اور ٹائل پر سجدہ کرنا جائز ہے؟

جواب : جی ہاں! صحیح ہے۔

م۔۹۳ : جائے نمازوں کی بعض قسمیں پیٹرولیم کی بنی ہوتی ہیں کیا ان پر سجدہ جائز ہے؟

جواب : اس پر سجدہ جائز نہیں ہے۔

م۔۹۴ : کیا خالی کاغذ اور ٹشو پیپر پر سجدہ جائز ہے جبکہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ کس چیز سے بنتے ہیں اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے بنیادی اجزاء پر سجدہ جائز ہے کہ نہیں؟

جواب : ٹشو پیپر پر سجدہ اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس بات کا یقین حاصل نہ ہو کہ اس کے بنیادی اجزاء پر سجدہ جائز ہے۔ البتہ کاغذ اگر کپاس، پٹ سن یا ایسی چیز سے بنا ہوا ہو جس پر سجدہ جائز ہے تو اس (کاغذ) پر سجدہ جائز ہوگا۔

م۔۹۵ : بعض اوقات کیسٹ کے ذریعے قاری سے سجدہ والی آیت سنی جاتی ہے۔ کیا اس صورت میں سجدہ قرآن واجب ہوگا؟

جواب : اس صورت میں سجدہ واجب نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆

پانچویں فصل

روزہ

☆ مقدمہ

☆ استقبال رمضان کا خطبہ رسول (ص)

☆ روزے کے بارے میں ائمہ طاہرین (ع) کی روایات

☆ روزے کے مخصوص احکام

☆ اس فصل سے متعلق استفتاءات

رسول اکرم (ص) نے استقبال رمضان کی مناسبت سے ایک مؤثر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

ایھاالناس انه قد اقبل علیکم شهر الله بالبرکة و الرحمة والمغفرة، شهر هو عند الله أفضل الشهور وأیامه افضل الایام ولیالیه افضل اللیالی و ساعاته أفضل الساعات هو شهر دعیتم فیه الی ضیافة الله وجعلتم فیه من أهل کرامة الله، انفاسکم فیه تسبیح، ونومکم فیه عبادة وعملکم فیه مقبول، ودعاؤکم فیه مستجاب فاسألوا الله ربکم بنیات صادقة وقلوب طاهرة ان یوفقکم صیامه و تلاوة کتابه، فان الشقی من حرم غفران الله فی هذا الشهر العظیم۔

ایها الناس ان ابواب الجنان فی هذا الشهر مفتحة فسلوا ربکم أن لا یغلقها علیکم و ابواب النیران مغلقه فاسئلوا الله ربکم ان لا یفتحها علیکم والشیاطین مغلولة فسئلوا ربکم ان لا یسلطها علیکم۔

یا ایها الناس من حسن منکم فی هذا الشهر خلقه

كان له جواز على الصراط يوم تزل فيه الاقدام ومن خفف من هذا الشهر عما ملكت يمينه، خفف الله عليه حسابه، ومن كف فيه شره، كف الله عنه غضبه يوم يلقاه ومن اكرم فيه يتيما، اكرمه الله يوم يلقاه و من وصل فيه رحمه وصله الله برحمته يوم يلقاه و من قطع فيه رحمه قطع الله عنه رحمته يوم يلقاه و من تلا فيه آية من القرآن كان له مثل اجر من ختم القرآن فی غیره من الشهور۔

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا یہ ماہ مبارک (رمضان) برکت، رحمت اور مغفرت لئے تمہاری طرف آرہا ہے یہ وہ مہینہ ہے جو خدا کے نزدیک سب مہینوں سے افضل ہے۔ اس کے دن سب دنوں سے بہتر، اس کی راتیں سب راتوں سے افضل اور اس کی گھڑیاں اور لحات تمام گھڑیوں سے افضل ہیں۔ تمہیں اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی ضیافت کی طرف بلایا گیا ہے۔ اس مہینے میں تمہیں اللہ کی تکریم سے نوازا گیا ہے۔ اس مہینے میں تمہاری سانس تسبیح الٰہی، تمہاری نیندیں عبادت، تمہارا عمل قبول اور تمہاری دعائیں مستجاب ہیں۔ پس اپنے رب سے خالص نیات اور پاک دلوں کے ساتھ سوال کرو کہ وہ تمہیں اس مہینے کے روزوں اور تلاوت قرآن مجید کی توفیق عنایت فرمائے۔ اس لئے کہ شقی اور بدبخت وہ شخص ہوگا جو اس بابرکت مہینے میں اللہ کی مغفرت

سے محروم رہے۔''

"اے لوگو! اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ دروازے تمہارے آگے بند نہ کئے جائیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اپنے رب سے سوال کرو کہ یہ دروازے تمہارے آگے نہ کھولے جائیں۔ اس مہینے میں شیطانوں کو طوق ڈال دیئے جاتے ہیں۔ تم اپنے رب سے یہ سوال کرو کہ شیاطین تم پر (دوبارہ) مسلط نہ ہوں''

"اے لوگو! جو شخص اس مہینے میں اپنے اخلاق کو حسن بنائے اسے اس دن کے لئے پل صراط کا پروانہ دیا جائے گا جب لوگوں کے قدم ڈگمگائیں اور لغزش کھائیں گے، جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام سے نرمی سے پیش آئے گا اللہ تعالی اس سے بہت ہلکا حساب لے گا۔ جس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں گے روز قیامت اللہ تعالی اس پر غضبناک نہ ہو گا۔ جو شخص اس مہینے میں کسی یتیم کی تکریم کرے گا خدا اس روز اس کی تکریم کرے گا، جس دن وہ خدا کی بارگاہ میں پیش ہو گا۔

جو شخص اس مہینے میں صلہ رحم کرے گا روز قیامت خدا کی رحمت اس کے شامل حال ہو گی اور جو شخص اس مہینے میں قطع رحم کرے گا وہ روز قیامت اللہ کی رحمت سے دور رہے گا اور جو شخص اس مہینے میں ایک قرآنی آیت کی تلاوت کرے گا اسے دوسرے مہینوں میں پورا قرآن ختم کرنے کا

اجر و ثواب دیا جائے گا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں :

كم من صائم ليس له من صيامه إلا الظمأ وكم من قائم ليس له من قيامه إلا العناء۔

"کتنے ہی ایسے روزے دار ہیں جنہیں پیاس کے علاوہ اور کچھ حاصل نہ ہوگا اور کتنے ہی ایسے نماز گزار ہیں جنہیں مشقت و تکلیف کے علاوہ اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا :

اذا اصبحت صائما فليصم سمعك وبصرك و شعرك و جلدك و جميع جوارحك

"جس دن تم روزہ رکھو اس دن تمہارے کان، آنکھیں، بال، جلد غرض تمام اعضاء بدن کو روزے سے ہونا چاہئے،،

نیز فرمایا :

ان الصيام ليس عن الطعام والشراب وحدهما فاذا صمتم فاحفظوا السنتكم عن الكذب، وغضوا أبصاركم عما حرم الله، ولا تنازعوا ولا تحاسدوا ولا تغتابوا ولا تشاتموا، ولا تظلموا و اجتنبوا قول الزور والكذب والخصومة وظن السوء والغيبة، والنميمة وكونوا مشرفين على الآخرة منتظرين لأيامكم، منتظرين لما وعدكم الله متزودين للقاء الله و عليكم السكينة، و الوقار والخضوع، والخنوع، وذل العبيد الخيف

من مولاها خائفین راجین۔

(یہ اور اس قسم کی دیگر روایات کے لئے کتب احادیث اور مفاتیح الجنان ص ۳۲۳ اور ۳۲۷ کی طرف رجوع فرمائیں)

"روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں۔ اس لئے جب تم روزہ رکھو تو اپنی زبانوں کو جھوٹ سے بچائے رکھو۔ اپنی نگاہوں کو ان چیزوں سے بند رکھو جنہیں اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے۔ ایک دوسرے سے جھگڑا نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، ایک دوسرے کو گالی نہ دو، دوسروں پر ظلم نہ کرو جھوٹ، لڑائی جھگڑا، بد گمانی، غیبت، چغل خوری سے اجتناب کرو۔ آخرت تمہارے سامنے ہونا چاہئے۔ اپنے آنے والے دنوں کے منتظر رہو ان (نعمتوں) کے منتظر رہو جن کا خدا نے تم سے وعدہ فرمایا ہے۔ لقاء الہی سے توسل حاصل کرو۔ تم عزت و وقار اور خشوع و خضوع کو اپنا شعار بناؤ اور ان غلاموں کی مانند انکسار کو اپناؤ جو اپنے آقا سے خوفزدہ بھی ہوں اور امیدوار بھی۔"

یہاں یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ روزے کے بعض احکام بیان کئے جائیں اور اس کے بعد اس اہم اسلامی شعار سے متعلق چند استفتاء اور ان کے جوابات قارئین کی خدمت میں پیش کریں۔

م۔۹۶ : منجملہ روزے کو توڑنے والی چیزوں میں جان بوجھ کر کھانا اور پینا ہے۔ بنابرایں اگر روزہ دار بھولے سے نہ کہ جان بوجھ کر کوئی چیز کھالے یا پی لے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا اور اس کے ذمے کوئی کفارہ وغیرہ نہیں۔

م۔۹۷ : روزے کو توڑنے والی چیزوں میں سے ایک، جنابت کی حالت میں، جان بوجھ کر طلوع فجر تک باقی رہنا ہے۔ پس اگر کوئی شخص، جس کے ذمے غسل جنابت ہے، جان بوجھ کر طلوعِ فجر تک غسل نہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ پورا دن کھانے اور پینے سے گریز کرے۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ روزہ یا رمضان کے احترام میں کھانے اور پینے سے پرہیز میں سے کسی ایک کے طور پر مافی الذمہ کی نیت کرے۔ اس کے علاوہ ایک اور روزہ بھی رکھے۔ جس میں بطور احتیاط قضا اور مجازات (سزا) میں سے جو بھی درواقع اس کے ذمے ہے، اس کی نیت کرے۔

اگر کوئی شخص بیمار ہو اور غسل نہ کر سکے تو وہ غسل کے بدلے تیمّم کرے اور طلوع فجر تک باطہارت رہے اور صبح کو روزہ رکھے۔

م۔۹۸ : منجملہ روزہ کو توڑنے والی چیزوں میں، خاتون کا حیض اور نفاس سے پاک ہونے کے بعد، غسل کی قدرت کے باوجود طلوع فجر تک حدث کی حالت میں رہنا ہے۔ پس اگر کوئی خاتون طلوع فجر تک بغیر غسل کے باقی رہے تو اس کا حکم بھی وہی ہو گا جو جنابت والے شخص کا تھا اور اگر غسل کی قدرت نہ ہو تو غسل کے بدلے تیمّم کرنا ہو گا۔

م۔۹۹ : روزہ دار کے لئے بہتر یہ ہے کہ اگر بلغم فضائے دہن تک پہنچا ہو تو اسے نہ نگلے اگرچہ اس کا نگلنا جائز ہے۔ اسی طرح منہ میں جمع شدہ لعاب دہن کا نگلنا بھی جائز ہے اگرچہ زیادہ مقدار میں ہو۔

م۔۱۰۰ : دن کے وقت احتلام سے روزہ باطل نہیں ہوتا جسے احتلام ہو اس کا فرض ہے کہ وہ نماز کے لئے غسل کرے۔ روزے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

م۔۱۰۱ : برش اور ٹوتھ پیسٹ کے ذریعے دانت صاف کرنا روزے کو باطل نہیں کرتا۔ جب تک دانتوں کی صفائی کے دوران لعاب دہن کے ساتھ ملی ہوئی کسی چیز (ٹوتھ پیسٹ وغیرہ) کو روزہ دار نگل نہ لے۔ البتہ لعاب دہن کے ساتھ گھل مل جانے

والی چیز سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

م۔۱۰۲: بالفرض اگر کوئی مسلمان ایسے ملک میں رہ رہا ہو جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہو تو اس پر ایسے ملک منتقل ہونا واجب ہے جہاں وہ روزہ رکھ سکے یا رمضان کے بعد منتقل ہو اور روزے کی قضا بجالائے۔ اگر دوسرے ملک منتقل نہ ہو سکے تو اسے چاہئے کہ وہ فی روزہ ایک مد یعنی ۷۵۰ گرام کھانا (کھجور گندم وغیرہ) فقیر کو دے دے۔

م۔۱۰۳: بالفرض اگر کوئی مسلمان ایسے ملک میں رہ رہا ہو جہاں دن تیئس گھنٹے اور رات ایک گھنٹے کی ہو یا اس کے برعکس ہو تو اس شخص پر واجب ہے کہ اگر قدرت رکھتا ہو تو رمضان کے روزے رکھے اور اگر قدرت نہ رکھتا ہو تو رمضان کا روزہ ساقط ہے اور اگر بعد میں قضا بجالانا ممکن ہو اگرچہ اس کے لئے دوسرے ملک جانا پڑے تو لازمی طور پر قضا بجالائے اور اگر قضا بجالانا ممکن نہ ہو تو فی روزہ فدیہ (مد) ادا کرے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

صوم سے مخصوص استفتاءات اور آیۃ اللہ العظمی آقای سیستانی (مدظلہ) کے جوابات:

م۔۱۰۴: بعض افراد اپنے شہر سے اعراض یعنی کنارہ کشی تو نہیں کرتے لیکن کسی خاص مقصد کے تحت کسی شہر میں کئی سال سکونت کا ارادہ کرتے ہیں اور جب ان کا مقصد پورا ہو جائے تو اس شہر سے نکل جاتے ہیں تاکہ جس شہر کو چاہیں اپنا وطن قرار دیں۔ ایسے افراد (اس دوسرے شہر میں) نماز کیسے پڑھیں گے؟ (قصر یا تمام) اور کیا روزہ رکھیں گے؟

جواب: ایسے افراد اپنے قیام کے ایک ماہ بعد اپنے اصلی وطن کی طرح نماز تمام پڑھیں گے

اور روزہ بھی رکھیں گے۔

م۔۱۰۵ : کیا یورپی ممالک میں رہنے والے مسلمان پورے سال کے دوران جس میں ماہ رمضان بھی شامل ہے طلوع فجر، طلوع آفتاب، ظہر اور مغرب کے یقین کے لئے ان ممالک کی رصد گاہوں پر اعتماد کر سکتے ہیں جبکہ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ یہ بڑے علمی اور دقیق مراکز ہیں جہاں سیکنڈ کے اجزاء بھی بڑی باریک بینی سے متعین ہوتے ہیں؟

جواب : اگر ان رصد گاہوں کی تعیین اوقات کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو تو اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ یہ نکتہ بھی پوشیدہ نہ رہے کہ طلوع فجر کی تعیین کے بارے میں ان ممالک میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ خصوصاً بعض یورپی ممالک میں۔ اس لئے آپ کو یقین حاصل ہونا چاہئے کہ یہ تعیین اوقات کسی صحیح رائے کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

م۔۱۰۶ : بعض ممالک میں کئی کئی دن تک سورج نہیں نکلتا یا کئی کئی دن تک سورج ڈوبتا نہیں۔ ایسے ممالک میں ہم روزہ اور نماز کس طرح بجالائیں؟

جواب : جہاں تک نماز کا تعلق ہے احتیاط واجب کے طور پر اس شہر کے نزدیک ترین دوسرے شہر کا لحاظ رکھیں جہاں چوبیس گھنٹے میں دن اور رات ہوتے ہیں اور پانچ وقت کی نمازوں کو قربت مطلقہ کی نیت سے اس شہر کے اوقات کے مطابق بجا لائیں اور جہاں تک روزے کا تعلق ہے تو آپ حضرات کا فرض ہے کہ وہاں سے کسی دوسرے شہر منتقل ہوں، جہاں آپ اس بافضیلت مہینے کا روزہ رکھ سکیں یا ماہ رمضان کے بعد دوسرے شہر منتقل ہوں اور وہاں روزے کی قضا بجالائیں۔

م۔۱۰۷ : کیا کسی غیر اسلامی ملک میں رہنے والا روزہ دار غیر مسلموں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟

جواب : بذات خود اس کام میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۱۰۸ : کیا وہ آلہ (INHALER) روزے کو باطل کرتا ہے (جسے دمے کا مریض

استعمال کرتا ہے)اور سانس لینے میں مدد دیتا ہے؟

جواب : اگر سپرے (Inhaler) سے نکلنے والا مواد (گیس) خوراک کی نالی میں داخل نہ ہوتا ہو بلکہ سانس کی نالی میں داخل ہوتا ہو تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

م۔۱۰۹: مریض کو مجبوری یا بغیر مجبوری کے، رگ کے ذریعے دی جانے والی غذا سے روزہ باطل ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب : اس سے دونوں صورتوں میں روزہ باطل نہیں ہوتا۔

م۔۱۱۰: کیا ماہ رمضان میں دن کے وقت مشت زنی سے چاہے اس سے منی خارج ہو یا نہ ہو روزہ باطل ہو جاتا ہے؟ نیز اس عمل کا کیا کفارہ ہے اور اگر عورت اس عمل کو انجام دے، تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب : اگر کوئی شخص منی خارج کرنے کے ارادے سے یہ عمل انجام دے اور منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل ہوگا اور اس کے ذمے روزہ کی قضا اور کفارہ، جو کہ دو مہینے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے، واجب ہوگا اور اگر انزال کی نیت سے یہ عمل انجام دے مگر منی خارج نہ ہو تو اسے چاہئے کہ قربت مطلقہ کی نیت سے اس دن کے روزے کو مکمل کرے اور بعد میں قضا بھی بجالائے اور اگر کوئی شخص یہ عمل انجام دے لیکن اس کا قصد انزال کرنا نہ ہو اور نہ اس کی یہ عادت تھی کہ فوراً منی خارج ہو لیکن صرف انزال کا احتمال دیتا تھا اور انزال ہو جائے تو اس شخص پر اس دن کے روزے کی قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر اسے مکمل وثوق تھا کہ منی خارج نہیں ہوگی لیکن اتفاقاً منی خارج ہو جائے تو اس صورت میں روزے کی قضا بھی واجب نہیں۔ اس مسئلے میں مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

م۔۱۱۱: اگر ایک مومن روزہ رکھے لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ جان بوجھ کر جنابت کا ارتکاب کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے تو اس پر کیا کچھ واجب ہوگا؟

جواب : اگر اس شخص کو وثوق تھا کہ جنابت سے روزہ باطل نہیں ہوتا یا سرے سے اس کی طرف متوجہ نہیں تھا تو ایسی صورت میں قضا تو واجب ہو گی ۔ کفارہ واجب نہیں ہو گا۔

م۔ ۱۱۲ : بعض علمائے کرام کے نزدیک حرام چیز سے افطار کرنے سے تین کفارے (۱۔ دو مہینے روزے رکھنا ۲۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ۳۔ ایک غلام آزاد کرنا) واجب ہو جاتے ہیں۔ آج کے دور میں جبکہ غلام آزاد کرنا ممکن نہیں، اس حکم پر کس طرح عمل کیا جائے گا؟

جواب : اگر ممکن نہ ہو تو غلام آزاد کرنے کا فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ پوشیدہ نہ رہے ہمارے نزدیک حرام چیز سے افطار کرنے کی وجہ سے تین کفارے واجب نہیں ہوتے۔ واللہ العالم۔

م۔ ۱۱۳ : اگر مشرق میں چاند نظر آجائے تو کیا ہمارے لئے بھی جو مغرب میں رہتے ہیں چاند ثابت ہو گا۔ اور اگر امریکہ میں چاند ثابت ہو جائے تو یورپ میں بھی چاند ثابت ہو جاتا ہے؟

جواب : جب مشرق میں چاند نظر آجائے تو اس سے مغرب میں بھی چاند ثابت ہو جاتا ہے بشرطیکہ دونوں کے عرض بلد ایک دوسرے سے زیادہ دور نہ ہوں۔ لیکن اگر مغرب میں چاند ثابت ہو جائے تو اس کا لازمہ یہ نہیں کہ مشرق میں بھی چاند ثابت ہو جائے مگر یہ کہ مغرب کا چاند (غروب آفتاب کے بعد) اس فاصلے سے زیادہ دیر تک افق پر باقی رہے جو فاصلہ مشرق و مغرب کے طلوع و غروب میں ہے۔

منہاج الصالحین کی عبارت کے مطابق چاند اس صورت میں ثابت ہوتا ہے جب انسان اپنی آنکھوں سے دیکھے یا تواتر یا کسی اور ذریعے سے یقین ہو یا شیاع (کافی سارے افراد کی شہادت) کے ذریعے اطمینان حاصل ہو اور مسئلہ نمبر ۱۰۴۴ میں

ہے کہ ایک شہر میں چاند ثابت ہو جائے تو دوسرے شہر جو اس شہر کے ساتھ افق میں متحد ہیں ان کے لئے بھی چاند ثابت ہو گا اور افق میں اتحاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر بادل پہاڑ یا اس قسم کی اور کوئی رکاوٹ نہ ہو تو پہلے شہر میں نظر آنے کے بعد دوسرے شہر میں بھی لازمی طور پر نظر آئے۔ یہاں چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ آپ سے استدعا ہے کہ ان کے جوابات مرحمت فرمائیں۔

م۔۱۱۴: کیا ایران، احساء، قطیف اور دیگر خلیجی ممالک عراق، سوریا اور لبنان جیسے مشرقی ممالک میں چاند کے نظر آنے کا لازمہ یہ ہے کہ اگر بادل اور دھند جیسی خارجی رکاوٹیں نہ ہوں تو برطانیہ، فرانس اور جرمنی جیسے مغربی ممالک میں بھی چاند نظر آجائے؟

جواب: جی ہاں! اگر ایک شہر میں چاند نظر آجائے تو اس کا لازمہ یہ ہے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو ان شہروں میں بھی چاند نظر آجائے جو پہلے شہر کے مغرب میں واقع ہیں۔ بشرطیکہ ان کے عرض بلد میں زیادہ اختلاف نہ ہو۔

م۔۱۱۵: بالفرض اگر یہ ملازمہ ثابت ہو جائے تو کیا مشرقی ممالک کے بعض علماء کے نزدیک چاند کا ثابت ہو جانا مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے حجت ہو گا جہاں موسم صاف نہ ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے؟

جواب: اس صورت میں مغرب میں رہنے والے اور دیگر مسلمانوں پر حجت نہیں ہوگا۔ البتہ اگر مغرب میں رہنے والے مسلمان کو اطمینان حاصل ہو جائے یا گواہی کے ذریعے، جس کے خلاف کوئی شواہد نہ ہوں، مطمئن ہو جائے تو یہ اپنے اطمینان پر عمل کر سکتا ہے۔

م۔۱۱۶: بعض مہینوں میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض مشرقی ممالک کے علماء کے نزدیک بعض مومنین کی شہادت کی بنا پر چاند ثابت ہو گیا ہے۔ لیکن اس صورت میں درج ذیل چیزیں بھی موجود ہوتی ہیں۔

الف۔ گواہان جن کی تعداد تیس ہے۔وہ مختلف شہروں میں رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اصفہان میں دو رہتے ہیں، قم میں تین، یزد میں دو کویت میں چار، بحرین میں پانچ، احساء میں چھ گواہ شہادت دیتے ہیں۔

ب۔ مغربی ممالک کا موسم مکمل طور پر صاف ہوتا ہے اور کسی رکاوٹ کے بغیر مومنین چاند دیکھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

ج۔ برطانیہ کی فلکیاتی رصد گاہ یہ اعلان کرتی ہے کہ جب تک ٹیلیسکوپ سے استفادہ نہ کیا جائے آج کی شب چاند کا نظر آنا ممکن نہیں اور صرف آنکھ سے آئندہ شب ہی چاند دیکھا جا سکے گا۔ اس صورت میں مومنین کا شرعی فریضہ کیا ہوگا؟ اس سلسلے میں ہمیں اپنے فتوی سے نوازیں۔ عند اللہ ماجور ہوں گے۔

جواب: چاند ثابت ہونے کا دارومدار انسان کے ذاتی اطمینان پر ہے۔ چاہے یہ اطمینان اپنی آنکھوں سے چاند دیکھنے سے حاصل ہو یا گواہی کے ذریعے جس کے خلاف کوئی اور شاہد نہ ہو۔ سابق الذکر اور اس قسم کی دیگر صورتوں میں عام طور پر اس بات کا اطمینان حاصل نہیں ہوتا کہ چاند اس انداز میں افق پر ظاہر ہو گیا ہو جو صرف آنکھ سے دیکھا جا سکے۔ بلکہ بعض اوقات چاند کے ثابت نہ ہونے کا اطمینان حاصل ہوتا ہے اور جو شہادتیں پیش کی گئی ہیں وہ وہم اور حس کی غلطی پر مبنی ہوتی ہیں۔ واللہ العالم

☆☆☆☆☆

چھٹی فصل

حج

☆ مقدمہ

☆ حج کے بعض احکام

☆ اس فصل سے متعلق استفتاءات

حج شریعت اسلامی کے مشہور اور معروف واجبات میں سے ہے اور قرآن و سنت نے اس کے واجب ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ
سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین۔
(آل عمران: ۹۷)

"لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لئے خانہ خدا کا حج
کریں، جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت (قدرت) ہو
اور جس نے باوجود قدرت کے حج سے انکار کیا تو (یاد رکھیں)
خدا سارے جہاں سے بے نیاز ہے،،

حج کی اہمیت اور اس کی تاکید کے پیش نظر اللہ تعالی نے ترک حج کو کفر کے ساتھ اور اسے کے سیاق میں ذکر کیا ہے۔ حج منجملہ ان پانچ ارکان میں سے ہے جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ چنانچہ امام محمد باقر (ع) کی حدیث میں وارد ہے:

بنی الاسلام علی خمسة اشیاء علی الصلاة
والزکاة والحج و الصوم والولایة۔
(وسائل الشیعة للحر العاملی ج۱ص۲۰)

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے جو کہ نماز، زکوۃ،
حج، روزہ اور ولایت ائمہ اطہار (ع) ہیں۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے حج کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

لا تترکوا حج بیت ربکم فتھلکوا۔

(وسائل الشیعۃ للحر العاملی ج۱۱ص۲۰)

”حج بیت اللہ کو ترک نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے،،

امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے فرمایا:

اما أن الناس لو ترکواحج ھذا البیت لنزل بھم العذاب و ما نوظروا۔

(وسائل الشیعۃ للحر العاملی ج۱۱ص۲۲)

”اگر لوگ حج بیت اللہ کو ترک کریں تو ان پر عذاب نازل ہو گا اور انہیں مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔،،

یہ سب اس لئے کہ وجوب حج کی شرائط اگر مکمل ہوں تو صرف سستی اور تغافل کی وجہ سے حج کو ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے:

اذا قدرالرجل علی الحج فلم یحج فقد ترک شریعۃ من شرائع الاسلام۔

(وسائل الشیعۃ للحر العاملی ج۱۱ص۲۸)

”جو شخص قدرت کے باوجود فریضہ حج بجانہ لائے تو اس نے اسلام کی شریعتوں میں سے ایک شریعت کو ترک کر دیا ہے،،

ایک اور حدیث میں وارد ہے:

من سوّف الحج حتی یموت بعثه الله یوم القیامة یھودیا اور نصرانیا

(من لا یحضرہ الفقیه محمد بن علی بن الحسین بن بابویه القمی ج۴ص۲۶۶)

”جو شخص حج کو مؤخر کرتا جائے، یہاں تک کہ وہ مر

جائے، اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت یہودی اور نصرانی کی شکل
میں محشور فرمائے گا۔،،
مستحسن معلوم ہوتا ہے کہ ہم حج کے درج ذیل احکام کی وضاحت پیش کریں

م۔۱۱۷: جب مسلمان حج کی استطاعت اور قدرت حاصل کر لے تو حج واجب ہو جاتا ہے۔
استطاعت سے درج ذیل چیزیں مراد لی جاتی ہے۔
الف: اتنا وقت میسر آئے کہ انسان مقامات مقدسہ پر جا کر وہاں کے واجب اعمال کو بجالا سکے۔
ب: اتنی جسمانی صحت اور طاقت رکھتا ہو کہ مقامات مقدسہ جا سکے اور اعمال کی تکمیل تک وہاں قیام کر سکے۔
ج: اعمال حج بجالانے کا راستہ کھلا اور محفوظ ہو، بایں معنی کہ حاجی کی جان، مال اور اس کی ناموس کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔
د: سفر خرچ یعنی مسلمان کے پاس کھانے پینے، لباس اور دیگر سفر کی ضروریات موجود ہوں اسی طرح حاجی کی مالی حیثیت کے مطابق نقل و انتقال کے ذرائع (ہوائی جہاز ٹرین وغیرہ) بھی میسر ہوں۔
ھ: مکلّف کی مالی حالت ایسی ہو کہ سفر حج اور حج سے متعلق دیگر اخراجات کے بعد مکلف اور اس کے بال بچوں کو فقر و ناداری سے دوچار ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

م۔۱۱۸: حج تمتع ہم جیسے مکہ مکرمہ سے دور رہنے والوں پر واجب ہوتا ہے۔ حج تمتع دو عبادتوں سے مرکب ہے۔ پہلی عبادت کو عمرہ اور دوسری کو حج کہا جاتا ہے۔

م۔۱۱۹: عمرہ تمتع میں پانچ اعمال واجب ہیں:
الف: کسی ایک میقات سے احرام باندھنا اور میقات ان مقامات کو کہا جاتا ہے جنہیں شریعت نے احرام باندھنے کے لئے مخصوص کیا ہے (مختلف ممالک کے میقات مختلف ہیں)۔

ب : خانہ کعبہ کے گرد سات چکر کی صورت میں طواف۔

ج : نماز طواف۔

د : صفا و مروہ کے درمیان سات چکر کی صورت میں سعی۔

ہ : تقصیر۔

م۔۱۲۰: حج میں واجب اعمال تیرہ ہیں جو ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں :

الف : مکہ مکرمہ سے احرام باندھنا۔

ب : ذی الحجہ کی ۹ تاریخ کو عرفات میں وقوف (ٹھہرنا)۔

ج : مقام مزدلفہ میں شب عید کا کچھ حصہ طلوع آفتاب تک وقوف اختیار کرنا۔

د : عید کے دن مقام منیٰ میں رمی جمرہ عقبہ۔

ہ : مقام منیٰ میں عید کے دن یا ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحج) میں اونٹ یا کسی اور جانور کا ذبح کرنا۔

و : مقام منیٰ میں سر منڈوانا یا کچھ بال کاٹنا، اس عمل کے بعد عورت، خوشبو لگانے اور احتیاط واجب کے طور پر شکار کے علاوہ باقی تمام کام حلال ہو جائیں گے جو احرام کی وجہ سے حرام قرار دیئے گئے تھے۔

ز : واپس مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرنا۔

ح : نماز طواف۔

ط : صفا اور مروہ کے درمیان سعی، اس عمل کے بعد خوشبو لگانا بھی حلال ہو جاتا ہے

ی : طواف النساء۔

ک : نماز طواف النساء۔ اس عمل کے بعد عورت بھی حلال ہو جائے گی۔

ل : ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ تاریخ میں رات منیٰ میں گزارنا۔

م : ۱۱، ۱۲ بلکہ بعض اوقات ۱۳ ذی الحجہ تین شیطانوں کو سنگ ریزے مارنا۔

حج سے متعلق چند استفتاءات اور حضرات آیۃ اللہ سیستانی (مدظلہ) کے جوابات :

م۔۱۲۱۔ کیا جدہ شہر سے احرام باندھا جا سکتا ہے اگر جائز نہیں تو مسلمان اپنے فرض پر کیسے عمل کرے گا۔ جبکہ ہوائی جہاز جدہ میں اترتے ہیں ؟

جواب : جدہ میقاتوں (جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے) میں شمار نہیں ہوتا اور نہ کسی میقات کے روبرو قرار پاتا ہے۔ بنا بریں جدہ سے عمرہ یا حج کے لئے احرام باندھنا صحیح نہیں ہے۔ اگر مکلّف کو اس بات کا یقین ہو کہ جدہ اور حرم کے درمیان ایسی جگہ سے گزر ہوتا ہے جو کسی ایک میقات کے روبرو قرار پاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں نذر کر کے جدہ سے احرام باندھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ بعید نہیں کہ جدہ مکہ کے درمیان کوئی ایسی جگہ ہو جو جحفہ کے روبرو ہو۔

م۔۱۲۲ : اگر مقام منیٰ میں حلق (سر منڈھانے) کے دوران حاجی کے سر میں زخم آجائے اور اس سے خون نکل آئے تو حاجی کیا کرے اور اس کے ذمے کیا کچھ آئے گا۔

جواب : اگر یہ خون جان بوجھ کر نہیں نکالا گیا تو اس کے ذمے کچھ واجب نہیں۔

م۔۱۲۴ : (اس میں کوئی شک نہیں کہ) ہر سال بیت اللہ کا حج بجا لانا مستحب ہے لیکن متعدد اسلامی ممالک میں کثرت سے ایسے مؤمنین موجود ہیں جو فقیر و نادار اور قوت لایموت اور لباس کے محتاج ہیں اگر دوبارہ حج میں خرچ کرنے یا معصومین (ع) کی زیارت کرنے اور ان نادار مؤمنین پر خرچ کرنے میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا پڑے تو کسے مقدم سمجھیں ؟

جواب : محتاج اور نادار مؤمنین کی مدد کرنا بذات خود مستحب حج اور عتبات مقدسہ کی

زیارت سے افضل ہے۔ لیکن بعض اوقات حج اور زیارت ایسے امور پر مشتمل ہوتے ہیں جن کی وجہ سے حج، فضیلت میں مومنین کی مدد کرنے کے برابر یا اس سے افضل ہو جاتا ہے۔(۱)

م۔ ۱۲۳: مقامات عرفات اور منیٰ میں حاجیوں کے قیام کی جگہیں سعودی عرب کی حکومت متعین کرتی ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ یہ جگہیں ان حدود کے اندر ہیں جہاں شرعاً ٹھہرنا واجب ہے یا اس سے باہر۔ کیا ایسی صورت میں تحقیق اور لوگوں سے سوال کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر یہ جگہیں حکومت کی طرف سے اعلان کردہ حدود اور مشاعر مقدسہ کی راہنمائی کے لئے نصب شدہ علامات کے اندر ہیں جو عرصہ دراز سے چلے آرہے ہیں تو ان کے بارے میں جستجو اور تحقیق ضروری نہیں۔

م۔ ۱۲۴: کہا یہ جاتا ہے کہ منی میں قربانی کی بعض جگہیں یا تمام جگہیں منی کی حدود سے باہر ہیں۔ کیا ہم پر واجب ہے کہ قربانی سے پہلے اس کی تحقیق کریں۔ جب کہ یہ بات عیاں ہے کہ اس دن تحقیق کرنا اور پھر دوسری قربان گاہ کی طرف رخ کرنا اور پھر تحقیق کرنا عید کے دن ایک گراں اور مشقت والا کام ہے اور وقت بھی بہت تنگ ہوتا ہے جیسا کہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ کیا آپ اس کا کوئی حل پیش فرمائیں گے؟

جواب: منیٰ کی حدود کے اندر ذبح کو یقینی بنانا لازمی ہے اور اگر یہ کام اس لئے ممکن نہ ہو کہ منیٰ میں تمام حجاج کی کھپت کی گنجائش نہیں ایسی صورت میں وادی محسر میں قربانی ذبح کرنا جائز ہے اور ناگفتہ نہ رہے کہ ذبح کا وقت عید کے دن سے مخصوص نہیں بلکہ ایام تشریق کے آخر تک قربانی کی گنجائش ہوتی ہے۔

م۔ ۱۲۵: حجاج کرام ایک مشکل اور الجھن سے دوچار ہیں اور یہ نفسیاتی احساس انہیں دامنگیر

---

(۱) مثلاً حج و زیارت کے دوران کسی ایسے سیمینار وغیرہ میں شرکت ہو جس سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے مفادات وابستہ ہوں۔ مترجم

ہے کہ یہ ساری قربانیاں ذبح کے بعد رائیگاں جاتی ہیں جبکہ ہمارے اسلامی ممالک میں کثرت سے ایسے فقیر فقراء پھیلے ہوئے ہیں جنہیں کئی کئی دن تک بھی گوشت نصیب نہیں ہوتا ایسے حالات میں کیا ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم اپنے ہی ملک میں قربانی دیں یا آپ کوئی شرعی حل تجویز کرتے ہیں جو مکلّف کے لئے قابل عمل ہو؟

جواب: مقام منیٰ میں قربانی کو ذبح کرنا حاجی کا شرعی فریضہ ہے جو ضروری ہے۔ قربانیوں کے ضائع کرنے کا اگر کوئی گناہ ہو تو اس کی ذمہ دار وہاں کی انتظامیہ ہے۔

م۔۱۲۶: اگر طالبعلم کی امتحانی تاریخ اور حج کی تاریخ میں تعارض اور ٹکراؤ ہو تو کیا طالبعلم امتحان کی خاطر حج کو آئندہ سال تک مؤخر کر سکتا ہے، خصوصاً جب یہ امتحان طالبعلم کے لئے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہو؟

جواب: اگر طالبعلم کو اپنے طور پر وثوق ہو کہ وہ آئندہ سال حج بجالا سکے گا تو اسے مؤخر کر سکتا ہے بصورت دیگر نہیں۔ البتہ اگر امتحان کو مؤخر کرنا شدید اور ناقابل تحمل مشکلات کا باعث ہو تو اس صورت میں اسی سال حج بجا لانا ضروری نہیں۔

م۔۱۲۷: ایک شخص گزشتہ سال حج کی استطاعت رکھتا تھا مگر بجا نہیں لایا۔ کیا یہ شخص رجب میں عمرہ کے اعمال بجالا سکتا ہے اور اگر رمضان میں عمرہ کی استطاعت آجائے تو عمرہ بجالائے گا؟

جواب: اس شخص کا عمرہ مفردہ صحیح ہے لیکن اگر سفر عمرہ کے نتیجے میں آئندہ سال حج کی استطاعت ختم ہوتی ہو تو پھر عمرہ مفردہ جائز نہیں رہتا۔

م۔۱۲۸: اگر ایسے غیر شادی شدہ نوجوان کو حج کی استطاعت حاصل ہو جسے شادی کی فکر لاحق ہے۔ اگر یہ نوجوان سفر حج کے لئے جائے تو ایک عرصے تک شادی کی سنت مؤخر ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں حج اور شادی میں سے کسے مقدم سمجھے؟

جواب: یہ نوجوان (پہلی فرصت میں) حج بجالائے اور شادی کو مؤخر کرے۔ مگر یہ کہ صبر

کی صورت نا قابل برداشت اور شدید مشکلات کا باعث بنے (اس صورت میں شادی مقدم ہو گی) واللہ العالم۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ساتویں فصل

میت کے معاملات

☆ مقدمہ
☆ بعض احکام میت
☆ اس فصل سے متعلق استفتاءات

اللہ تعالی نے فرمایا:

کل نفس ذائقة الموت و انما توفون أجورکم یوم القیامة فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز و ما الحیاة الدنیا الا متاع الغرور

(آل عمران: ۱۸۵)

"ہر جان (ایک نہ ایک دن) موت کا مزہ چکھے گی اور تم لوگ قیامت کے دن (اپنے کئے کا) پورا پورا بدلہ بھر پاؤ گے۔ پس جو شخص جہنم سے ہٹایا گیا اور بہشت میں پہنچایا گیا پس وہی کامیاب ہوا اور دنیا کی (چند روزہ) زندگی دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔

و ما تدری نفس ما ذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان الله علیم خبیر

(لقمان: ۳۴)

"اور کوئی شخص (اتنا بھی تو) نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کس سر زمین پر مرے گا بیشک خدا سب باتوں سے آگاہ اور باخبر ہے۔"

ذیل میں بطور اختصار جان کنی، غسل میت، حنوط، کفن دفن کے بعض

احکام بیان کرتے ہیں۔

م۔۱۲۹: احتیاط واجب کے طور پر میت کو جان کنی کے وقت رخ بقبلہ کر دینا چاہیئے بایں معنی کہ اسے پشت کے بل لٹا دیا جائے اور اس کے پاؤں قبلہ کی طرف دراز کیے جائیں اس طرح سے کہ اگر اسے اٹھا کر بٹھایا جائے تو اس کا منہ رخ بقبلہ ہو۔ اس کے علاوہ مستحب ہے کہ مرنے والے کو کلمہ شہادتین پڑھائے جائیں اور پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت اور ائمہ طاہرین (ع) کی امامت کا اقرار لیا جائے۔

م۔۱۳۰: مستحب ہے کہ اس کی آنکھیں اور منہ بند کئے جائیں، اس کے دونوں ہاتھوں کو پہلو کے ساتھ دراز کیا جائے۔ اس کی دونوں پنڈلیوں کو بھی دراز کیا جائے۔ اس پر کوئی بڑا کپڑا ڈال دیا جائے، اس کے پاس قرآن پڑھا جائے۔ جس گھر میں وہ رہتا تھا اس میں چراغ جلایا جائے اور میت کو تنہا چھوڑنا مکروہ ہے۔

م۔۱۳۱: میت کے بدن پر لگی ہوئی منی، خون وغیرہ جیسی دوسری نجاسات کے دور کرنے کے بعد اسے تین غسل دیئے جائیں گے۔

پہلا غسل بیری کے پانی کے ساتھ اور وہ اس طرح کہ تھوڑے سے بیری کے پتے پانی میں ڈال دیئے جائیں۔ دوسرا غسل کافور کے پانی کے ساتھ اور وہ بھی اسی طرح کہ تھوڑا سا کافور پانی میں ملا دیا جائے۔ تیسرا غسل خالص پانی سے۔ اگر بیری میسر نہ آئے تو احتیاط واجب کے طور پر اس کی جگہ خالص پانی سے غسل دیا جائے۔ اسی طرح اگر کافور نہ مل سکے تو اس کی جگہ بھی خالص پانی کے ساتھ غسل دیا جائے۔ اس کے بعد خالص پانی کے ساتھ غسل دیا جائے۔ اس صورت میں ان غسلوں کے علاوہ ایک تیمم کا بھی اضافہ کیا جائے۔

م۔۱۳۲: غسل میت لازمی طور پر ترتیبی ہونا چاہیے۔ بایں معنی کہ پہلے سر و گردن کو دھویا جائے پھر دائیں جانب کو اور پھر بائیں جانب کو دھویا جائے۔

م۔۱۳۳: میت کو غسل دینے والے کو تذکیر و تانیث کے لحاظ سے میت کا ہم جنس ہونا

واجب ہے۔ مرد، مرد کو اور عورت، عورت کو غسل دے۔ البتہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں اور بہتر یہ ہے کہ غسل کپڑوں سمیت دیا جائے۔ اسی طرح احتیاط واجب کے طور پر ہم جنس موجود نہ ہونے کی صورت میں وہ مرد اور عورت بھی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں جن کا نسب، دودھ پینے یا رشتے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے نکاح حرام ہو۔ جیسے (داماد، بہو اور) بہن بھائی ہیں۔ یہاں بھی بہتر یہ ہے کہ کپڑوں سمیت غسل دیا جائے۔

مرد یا عورت غیر ممیّز بچے (جو اچھے اور برے کی تمیز نہ کر سکتا ہو) اور بچی کو غسل دے سکتے ہیں۔

م۔۱۳۴: احتیاط واجب کے طور پر غسل دینے والے کو مؤمن ہونا چاہئے۔ پس اگر مرنے والے کا ہم جنس اثنا عشری مسلمان موجود نہ ہو اور جنس مخالف محرم نہ ہو تو غیر اثنا عشری مسلمان غسل دے سکتا ہے اور اگر غیر اثنا عشری مسلمان نہ ہو تو ہم جنس اہل کتاب (یہودی اور نصاری) مسلمان کو غسل دے سکتے ہیں بشرطیکہ پہلے اہل کتاب خود غسل کرے اس کے بعد مسلمان کی میت کو غسل دے اور اگر مسلمان کا ہم جنس اہل کتاب بھی موجود نہ ہو تو میت کو بغیر غسل کے دفنا دیا جائے گا۔

م۔۱۳۵: غسل کے بعد میت کو حنوط کرنا واجب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سجدے کے سات اعضاء، پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں پر ایسا پسا ہوا کافور مل دیا جائے جس کی بو موجود ہو۔ بہتر ہے کہ میت کی پیشانی سے حنوط کا آغاز اور دونوں ہتھیلیوں پر اس کا اختتام ہو۔

م۔۱۳۶: حنوط کے بعد میت کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے گا جو درج ذیل ہیں:

الف۔ لنگ: احتیاط واجب کے طور پر لنگ ایسی ہو جو ناف سے گھٹنوں تک بدن

کے اطراف کو ڈھانپ لے۔

ب۔ قمیص: احتیاط واجب کے طور پر قمیص ایسی ہو کہ کندھوں سے آدھی پنڈلیوں تک تمام بدن کو ڈھانپ لے۔

ج۔ چادر: واجب ہے کہ چادر پورے بدن کو ڈھانپ سکے اور احتیاط واجب کے طور پر چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہئے کہ میت کے پاؤں اور سر کی طرف سے گرہ دے سکیں اور اس کی چوڑائی اتنی ہونی چاہیئے کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر آسکے۔

م۔۱۳۷: اگر میت کی عمر چھ سال یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر نماز پڑھنا واجب ہے۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ جو بچہ نماز کو سمجھ سکتا ہو اس پر نماز پڑھی جائے۔ اگر چہ اس کی عمر چھ سال سے کم ہو۔

م۔۱۳۸: نماز میت کا طریقہ: نماز گزار میت پر پانچ تکبیریں کہے اور بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے نماز گزار پہلی تکبیر کہے اس کے بعد شہادتین پڑھے۔ پھر دوسری تکبیر کہے اور محمد و آل محمد (ع) پر درود بھیجے۔ اس کے بعد تیسری تکبیر کہے اور مؤمنین و مؤمنات کے لئے دعا کرے پھر چوتھی تکبیر کہے اور میت کے لئے دعا کرے۔ پھر پانچویں تکبیر کہے اور نماز کو ختم کرے۔

م۔۱۳۹: مسلمان کی میت پر نماز پڑھنے کے بعد اسے دفن کرنا واجب ہے۔ یعنی اسے زیر زمین قبر میں اس طرح دفن کیا جائے کہ وہ درندہ حیوانات سے محفوظ رہے اور اس کی بو نہ پھیلنے پائے اور لوگوں کو اس سے اذیت نہ ہو اور اس کو قبر میں اس طرح رکھا جائے کہ اسے دائیں پہلو کے بل رخ بہ قبلہ لٹایا جائے۔

م۔۱۴۰: کافروں کے قبرستان میں مسلمان میت کو دفن کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ قبرستان کا ایک حصہ مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو۔ اسی طرح مسلمانوں کے قبرستان میں کافر کو دفن کرنا بھی جائز نہیں۔

م۔۱۴۱: اگر مسلمانوں کے قبرستان میں مسلمان میت کے دفن کے لئے جگہ نہ مل سکے اور اسے کسی مسلمان ملک منتقل کرنا بھی ممکن نہ ہو جہاں اسے دفنایا جائے تو ایسی صورت میں مسلمان میت کو کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے۔

م۔۱۴۲: پیغمبر اسلام (ص) سے مروی ہے:

لایاتی علی المیت اشد من اول لیلة، فارحموا موتاکم بالصدقة فإن لم تجدوا، فلیصل أحدکم رکعتین له یقرأ فی الأولی بعد الحمد آیة الکرسی وفی الثانیة بعد الحمد سورة القدر عشر مرات، فیقول بعد السلام: الهم صل علی محمد و آل محمد وا بعث ثوابها الی قبر فلان و یسمی المیت.

(المسائل المنتخبه للسید سیستانی ص ۶۳)

"میت پر قبر کی پہلی رات سے زیادہ سخت اور دشوار گزار وقت نہیں گزر سکتا۔ اپنے مرحومین پر رحم کرو اور ان کے نام پر صدقہ دیا کرو۔ اگر ایسا نہ کر سکو تو (میت کے ایصال ثواب کے لئے) دو رکعت نماز پڑھو جس کی پہلی رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد دس مرتبہ انا انزلناہ پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: الهم صل علی محمد و آل محمد وابعث ثوابها الی قبر فلان اور فلاں کی جگہ میت کا نام لے۔"

میت سے متعلق مخصوص استفتاءات اور ان کے جوابات:

م۔۱۴۳: بعض غیر اسلامی ممالک میں میت کو لکڑی کے بکس میں رکھ کر اسے زیر زمین دفنا

دیا جاتا ہے ایسی صورت میں ہمارا کیا فرض ہے ؟

جواب : میت کو زیر زمین دفن کرتے وقت لکڑی کے بکس میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اس دوران دفن کی شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ان شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ اسے دائیں پہلو کے بل قبلہ رخ رکھا جائے۔

م۔ ۱۴۴ : اگر کسی غیر اسلامی ملک میں مسلمان کا انتقال ہو جائے جس میں مسلمانوں کا کوئی قبرستان نہ ہو اور اسے کسی اسلامی ملک لے جا کر دفنانا ممکن ہو لیکن خرچ بہت آتا ہو تو کیا ایسی صورت میں مسلمان میت کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہوگا ؟

جواب : اس صورت میں مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا۔

م۔ ۱۴۵ : اگر کسی مسلمان مکلّف کا ایسے غیر اسلامی ملک میں انتقال ہو جائے جہاں مسلمانوں سے مخصوص کوئی قبرستان نہیں اور مرنے والے کے پسماندگان ناداری اور تنگدستی کی وجہ سے اسے کسی اسلامی ملک میں منتقل بھی نہ کر سکیں، کیا ایسی صورت میں مسلمانوں کو درپیش معاملات اور مسائل کے حل کے ذمہ دار اسلامی مراکز اور سنٹرز پر یہ واجب ہے کہ وہ مسلمان میت کے نقل و انتقال کے اخراجات برداشت کریں ؟ اور اس شہر کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے اسلامی ملک میں منتقل کریں ؟

جواب : اگر مسلمان میت کو کافروں کے قبرستان کے علاوہ کسی اور شایان شان جگہ دفن کرنے کے لئے مالی اخراجات درکار ہوں اور مرنے والے کا ترکہ اتنا نہ ہو جس سے یہ ضرورت پوری ہو سکے اور اس کا ولی ادائیگی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو بطور واجب کفائی مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان اخراجات کو برداشت کریں اور مال امام، زکوۃ اور دیگر وجوہ شرعیہ بھی اس مد میں خرچ ہو سکتے ہیں۔

م۔ ۱۴۶ : اگر دیار غیر میں مرنے والے مسلمان کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کی تجہیز و تکفین کے فرائض کو کون انجام دے گا ؟

جواب: اگر ولی سے رابطہ کر کے اس سے اجازت لینا ممکن نہ ہو تو اس سے اجازت لینا واجب نہیں ہے اور وہاں پر موجود مکلفین پر واجب کفائی ہے کہ کفن دفن کے فرائض ادا کریں۔

م ۱۴۷: اگر اس شہر میں مسلمانوں کا قبرستان نہ ہو جس میں مسلمان کا انتقال ہوا ہے تو اسے مسلمان ملک منتقل کر کے دفنانے کے اخراجات کون برداشت کرے گا؟ کیا ترکہ کو وارثوں میں تقسیم کرنے سے پہلے اس میں سے تجہیز و تکفین کے اخراجات منہا کئے جائیں گے یا ترکہ کے تیسرے حصے سے نکالے جائیں گے اگر تیسرا حصہ موجود ہو یا کیا کسی اور مد سے اخراجات پورے کئے جائیں گے؟

جواب: جب تک مرنے والا یہ وصیت نہ کرے کہ تجہیز و تکفین کے اخراجات ترکہ کے تیسرے حصے سے نکالے جائیں، انہیں اصل ترکہ میں سے نکالا جائے گا (باقی ماندہ کو وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا) اور اگر وصیت کی ہو تو تیسرے حصے میں سے نکالے جائیں گے۔

م۔۱۴۸: (آج کل) غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کی آبادی اور ان کی نسل روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر اگر ہمیں یہ یقین ہو کہ ایک نہ ایک دن کوئی نہ کوئی مسلمان کافروں کے قبرستان میں دفن ہو گا۔ کیونکہ سب مسلمان تو اپنے مرحومین کی میتوں کو دفنانے کے لئے اپنے ملک بھیجنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور کچھ لوگ ویسے بھی تسامح اور تساہل سے کام لیتے ہیں۔ ان حالات میں کیا صاحب حیثیت مسلمانوں پر واجب ہے کہ مسلمانوں کے لئے قبرستان کی جگہ خرید کر دیں؟

جواب: مسلمان میت کو کافروں کے قبرستان کے علاوہ اس کی حیثیت کے مطابق کسی جگہ دفنانا اور اسی طرح کے دیگر مراسم ولی پر واجب ہوتے ہیں۔ اگر مرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو یا وہ اس فریضے کو انجام دینے سے انکار کرے یا اسے بجالانے

سے عاجز ہو تو تمام مسلمانوں پر یہ عمل واجب کفائی ہو گا اور اگر پہلے سے زمین کا کوئی ٹکڑا خریدے بغیر اس واجب کفائی پر عمل کرنا ممکن نہ ہو تو اس زمین کے حصول کی کوشش کرنا واجب ہے۔

م۔۱۴۹: مسلمان کی میت کو غیر اسلامی ملک (جہاں وہ فوت ہوا ہے) کے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے یا اس کو کسی اسلامی ملک منتقل کرنا بہتر ہے؟ جس کے لئے کافی اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔

جواب: بہتر یہ ہے کہ اگر وارث ہوں یا اگر کوئی اور شخص رضاکارانہ طور بھیجے یا ترکہ کا تیسرا حصہ جسے کار خیر میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو اور وہ کافی ہو تو مسلمان کی میت کو عتبات مقدسہ (جہاں کوئی امامِ معصوم دفن ہو) یا دیگر مستحب مقامات پر لے جاکر دفن کرے، واللہ العالم۔

م۔۱۵۰: اگر مسلمان کی میت کو اسلامی ملک منتقل کرنے کا خرچ زیادہ آتا ہو تو کیا مسلمانوں کے علاوہ دیگر آسمانی ادیان کے پیروکاروں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے؟

جواب: مسلمان کی میت کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ مسلمان میت کا دفن کرنا غیر مسلم کے قبرستان میں منحصر ہو اور مسلمانوں کی مجبوری کی وجہ سے ان پر فرض نہ رہے۔

☆☆☆☆☆

باب دوم

معاملات کی فقہ

فقہی معاملات سے مخصوص باب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے

پہلی فصل

کھانے پینے کی اشیاء

☆ مقدمہ

☆ کھانے پینے کی اشیاء سے مخصوص استفتاءات

☆ اس فصل سے مخصوص استفتاءات

عام طور پر مسلمانوں کی نشو و نما اپنے ملک ، اپنی بستی، اپنے گھر اور اپنے خاندان کے اندر ہوتی ہے۔ مأکولات اور مشروبات کی ایسی قسمیں استعمال کرتے ہیں جن سے وہ مانوس ہوتے ہیں اور وہ ان کو پسند کرتے ہیں اور وہ چیزیں انہیں راس بھی آتی ہیں (ان کے لئے نقصان دہ نہیں ہوتیں) اس کے علاوہ مسلمانوں کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کھانے پینے کی اشیاء کن چیزوں سے بنی ہیں انہیں یقین ہوتا ہے کہ ان مأکولات میں ایسی چیزیں شامل نہیں جن کو استعمال کرنے کی دین اور عقیدہ اجازت نہیں دیتے اور اسلامی اقدار اور ان کی روایات ان چیزوں سے دور ہیں۔ لیکن جب مغربی ممالک کی طرف ہجرت ان کا مقدر بن جاتی ہے اور انہیں غیر اسلامی معاشرے میں زندگی گزارنا پڑتی ہے تو کھانے پینے کے معاملات میں مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں۔ انہیں ایسا کھانا میسر نہیں ہوتا جن سے وہ مانوس ہوتے ہیں وہ انہیں پسند کرتے ہوں اور اسے حلال بھی جانتے ہوں، اس کے اجزائے ترکیبی وہ نہیں ہوتے جس کا انہیں علم ہو، ان کی طبیعت سے سازگار ہوں اور وہ اس کے عادی ہوں۔ کیونکہ یہ جدید معاشرہ غیر اسلامی معاشرہ ہوتا ہے جس کے مخصوص اقدار و نظریات ہوتے ہیں اور وہ اپنے کھانے پینے میں شریعت اسلام کی حدود اور احکام کے پابند نہیں ہوتے اور جب کوئی مسلمان کسی ہوٹل سے کچھ کھانا چاہے تو اس کھانے کے حلال و حرام، جائز اور ناجائز ہونے اور نجس یا پاک ہونے اور اس قسم کے دیگر مسائل اور استفسار پیش آتے ہیں۔ ہم ذیل میں کھانے پینے سے متعلق چند احکام بیان کرتے ہیں جن سے مسلمان کا آگاہ ہونا ضروری ہے اور ان احکام کے بعد ان سے مخصوص استفتاءات بیان کئے جائیں گے۔

م۔ ۱۵۲: چونکہ یہود و نصاریٰ اور مجوس جیسے آسمانی کتابوں اور ادیان کے پیروکار پاک ہیں

اس لئے ان کے اندر رہتے ہوئے کھانے پینے سے متعلق بہت سی مشکلات کا حل آسان نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ مسلمان کی حیثیت سے ہم ان کا کھانا کھا سکتے ہیں چاہے انہوں نے کھانے کو تر ہاتھ لگایا ہو یا نہ لگایا ہو بشر طیکہ ہمیں اس بات کا یقین اور اطمینان ہو کہ اس کھانے میں شراب اور اس جیسی دیگر چیزیں شامل نہیں جن کا کھانا حرام ہے۔ البتہ گوشت چربی اور ان سے بنی ہوئی چیزوں کے مخصوص احکام ہیں جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

م۔۱۵۱: مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اہل کتاب کے علاوہ دوسرے کافروں کے ہاتھ سے بنا ہوا کھانا کھالے بشر طیکہ مسلمان کو اس بات کا یقین اور اطمینان نہ ہو کہ کافر نے اسے تر ہاتھ لگایا ہے اور اس بات کا بھی یقین اور اطمینان نہ ہو کہ اس کھانے میں ایسے اجزاء شامل ہیں جن کا کھانا حرام ہے جیسے شراب وغیرہ۔ البتہ گوشت چربی اور ان سے بنی ہوئی چیزوں کے مخصوص احکام ہیں جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

م۔۱۵۲: مسلمان ہر وہ کھانا کھا سکتا ہے جسے تیار کرنے والے نے کھانے کے لئے بنایا ہو اگرچہ مسلمان اس کھانا بنانے والے کے عقیدے دین اور نظریہ کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو۔ چاہے اس بنانے والے نے کھانے کو تر ہاتھ لگایا ہو یا نہ لگایا ہو۔ بشر طیکہ مسلمان کو اس بات کا یقین اور اطمینان نہ ہو کہ اس میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کا کھانا حرام ہے۔ جیسے شراب وغیرہ۔ البتہ گوشت، چربی اور ان سے بنی ہوئی چیزوں کے مخصوص احکام ہیں جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

م۔۱۵۳ مسلمان پر یہ واجب نہیں کہ وہ کھانا بنانے والے سے اس کے ایمان اور کفر کے بارے میں دریافت کرے اور یہ کہ اس نے کھانے کو اپنا تر ہاتھ لگایا ہے یا نہیں لگایا ہے اگرچہ یہ سوال آسان اور کھانا بنانے والے کے لئے معمول کی بات ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ گوشت، چربی اور ان سے بنی

ہوئی چیزوں کے علاوہ باقی تمام چیزوں کو کھالے۔ اگرچہ مسلمان کو اس بات کا گمان ہو کہ اس کے اجزاء ترکیبی میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کا کھانا حرام ہے یا اس بات کا گمان ہو کہ اس کے بنانے والے نے خواہ وہ کوئی بھی ہو اس کو تر ہاتھ لگایا ہو گا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۵۴: اسی طرح مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ ان کھانے کی چیزوں کے اجزائے ترکیبی کے بارے میں تحقیق کرے تاکہ اس بات کا یقین حاصل کرلے کہ یہ حرام اجزاء سے خالی ہیں نیز کھانا بنانے والے سے یہ پوچھنا بھی واجب نہیں کہ اس نے کھانا تیار کرتے وقت یا اس کے بعد اسے تر ہاتھ لگایا ہے۔

م۔۱۵۵: مسلمان حضرات کے لئے گوشت، چربی اور ان سے بنی ہوئی چیزوں کے علاوہ بند ڈبوں میں محفوظ تمام قسم کے کھانوں کا استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ انہیں ان کھانوں کے اجزاء میں ایسی چیزوں کے شامل ہونے کا گمان ہو جنہیں کھانا جائز نہیں ہے یا اس بات کا گمان ہے کہ ان کے بنانے والے نے چاہے وہ کوئی بھی ہو تر ہاتھ لگایا ہو گا اور اس کے اجزاء کے بارے میں تحقیق کر کے یہ یقین حاصل کرنا بھی واجب نہیں کہ ان کا کھانا جائز ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۵۶: مسلمان ہر اس شخص سے حلال گوشت کی تمام قسمیں خرید سکتا ہے جو مسلمان ہو اور مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر رہا ہو پس اس گوشت کے حلال ہونے کا حکم لگایا جائے گا اگرچہ اس (گوشت بیچنے والے) کے مذہب میں ذبح کی شرائط ہماری شرائط سے مختلف ہوں۔ بشرطیکہ یہ احتمال موجود ہو کہ حیوان کو ہمارے مذہب کے مطابق ذبح کیا گیا ہو گا۔ یہ قبلہ رخ ہونے کے علاوہ دیگر شرائط کا حکم ہے اور جہاں تک قبلہ رخ ہونے کا تعلق ہے، اگر ذبح کرنے والے کے نزدیک قبلہ

رخ ہونا ضروری نہ ہو تو قبلہ رخ کا خیال نہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں (ذبیحہ کھایا جاسکتا ہے۔)

م۔۱۵۷: اگر مسلمان کو اس بات کا یقین ہو کہ یہ گوشت کسی حلال گوشت مثلاً گائے، بھیڑ، بکری یا اس جیسے حیوان کا ہے لیکن اسے اسلامی شریعت کے قوانین کے مطابق ذبح نہیں کیا گیا ہے تو یہ مردار شمار ہوگا اور مسلمانوں کے لئے اس کا کھانا جائز نہیں اگرچہ اس کا بیچنے والا مسلمان ہو نیز یہ گوشت نجس ہوگا اور جو چیز رطوبت کے ساتھ اس کو لگے وہ بھی نجس ہو جائے گی۔

م۔۱۵۸: جو گوشت مسلمان کسی کافر سے خریدے یا (ویسے ہی) کسی کافر کے ہاتھ سے وصول کرے یا ایسے مسلمان کے ہاتھ سے وصول کرے جس نے کسی کافر کے ہاتھ سے لیا ہو اور اس کے ذبح کے بارے میں تحقیق نہ کی ہو تو وہ بھی حرام ہے۔ لیکن اگر مسلمان کو اس کے شرعی طریقے سے ذبح نہ ہونے کا یقین نہ ہو تو اس پر نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اگرچہ اس کا کھانا حرام ہے۔

م۔۱۵۹: مچھلی کی تمام اقسام کا کھانا اس صورت میں جائز ہے جب ان میں دو شرائط موجود ہوں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ مچھلی کا چھلکا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس بات کا یقین یا اطمینان ہو کہ مچھلی پانی سے زندہ نکالی گئی ہے یا جال کے اندر ہی مر گئی ہے۔ البتہ اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ مچھلی کا شکار کرنے والا مسلمان ہو اور یہ بھی شرط نہیں کہ اس کو نکالتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

بنابر ایں اگر کافر مچھلی کا شکار کرے اور اسے پانی سے زندہ نکال لے یا شکار کے جال یا اس کے گڑھے میں مر جائے اور اس کا چھلکا ہو تو حلال ہے۔ اگر مچھلی مسلمان کے سامنے موجود ہو تو اس کا مشاہدہ کر کے پہلی شرط کے بارے میں تسلی حاصل ہو سکتی ہے یا جب اس پر نام کی مہر لگی ہوئی ہو اور اس تحریر کے صحیح اور اصلی ہونے

کا اطمینان ہو۔

(اس کتاب کے آخر میں چھلکے والی مچھلیوں کے ناموں پر مشتمل خاص ضمیمہ ملاحظہ فرمائیں جس میں چھلکے والی مچھلیوں کے عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبان میں نام دیئے گئے ہیں اور لاطینی زبان میں اس کا سائنسی نام بھی دیا گیا ہے۔)

دوسری شرط بھی تمام ممالک میں محقق ہے جیسا کہ نقل کیا جاتا ہے کیونکہ بین الاقوامی طور پر مچھلی کے شکار کا قابل اعتبار طریقہ یہی ہے کہ مچھلی پانی سے زندہ ہی نکلتی ہے یا جال میں مرتی ہے۔

بنا برایں جس طرح مچھلی کو مسلمان سے لے کر کھانا جائز ہے اسی طرح مچھلی کافر سے لے کر بھی کھانا جائز ہے چاہے یہ مچھلی پیکٹوں میں بند اور محفوظ Tin کی صورت میں ہو یا دوسری صورت میں، بشرطیکہ مچھلی چھلکے والی ہو۔

(اس فصل سے متعلق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۶۰: جھینگا اگر پانی سے زندہ نکالا جائے تو اس کا کھانا حلال ہے۔ البتہ مینڈک، کیکڑا، کچھوا اور اس قسم کے دیگر حیوانات جو خشکی اور پانی میں رہتے ہیں نیز وھیل مچھلی اور گھونگا کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(اس فصل سے متعلق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۶۱: مچھلی کے انڈے خود مچھلی کے تابع ہوں گے یعنی حلال مچھلی کے انڈے حلال اور حرام مچھلی کے انڈے حرام ہوں گے۔

م۔۱۶۲: شراب بیئر (Beer) اور ہر وہ چیز جو مکمل یا جزوی طور پر نشہ آور ہو، ٹھوس ہو یا مائع یہ سب حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:

يا ايها الذين آمنوا انما الخمر و الميسر و
الانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان
فاجتنبوه لعلكم تفلحون انما يريد الشيطن ان

يوقع بينكم العداوة والبغضاء فی الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون۔

(المائدۃ:۹۱_۹۰)

"اے ایمان لانے والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے تو بس ناپاک (برے) شیطانی کام ہیں تو تم لوگ اس سے بچے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ شیطان کی تو بس یہی تمنا ہے کہ شراب اور جوئے کی بدولت تم میں باہم عداوت اور دشمنی ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھے تو کیا تم باز آنے والے ہو۔"

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا:

من شرب الخمر بعد ما حرمها الله على لسانی فليس باهل ان يزوج اذا خطب، و لا يشفع اذا شفع، ولا يصدق اذا حدث، ولا يؤتمن على امانة۔

(فروع کافی ج٦ ص٣٩٦)

"جو شخص خدا کی طرف سے میری زبانی شراب کو حرام قرار دینے کے بعد اسے پی لے وہ اس قابل نہیں کہ اگر وہ خواستگاری کرے تو اسے رشتہ دیا جائے۔ اگر کسی کے لئے واسطہ بنے تو اس کی سفارش قبول کی جائے اور اگر وہ بات کرے تو اس کی تصدیق کی جائے اور نہ اس قابل ہے کہ اسے کوئی امانت سونپی جائے۔"

ایک روایت میں ہے:

لعن الله الخمر وغارسها وعاصرها و شاربها و ساقيها و بايعها ومشتريها و أكل ثمنها وحاملها والمحمولة اليه۔

(من لا يحضره الفقيه محمد بن على بن الحسين بن بابويه القمی ج۴ ص۴)

" شراب اور اس کے لئے انگور کا پودا لگانے والے، انگور کا پانی نکالنے والے، پلانے والے، اس کے بیچنے والے، اس کے خریدار، اس کی قیمت کھانے والے، اس کو اٹھانے والے اور جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جا رہی ہو، خدا ان سب پر لعنت کرے۔،،

اس طرح کی اور بھی بہت ساری احادیث ہیں جو حدیث اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

(ملاحظہ فرمائیں فروع الکافی محمد بن یعقوب کلینی ج۶ ص۳۹۶)

م۔ ۱۶۳: جس دستر خوان پر شراب، کوئی اور نشہ آور چیز پی جا رہی ہو اس پر کھانا (پینا) حرام ہے اور احتیاط واجب کے طور پر اس دستر خوان پر بیٹھنا بھی حرام ہے۔

(اس فصل سے متعلق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔ ۱۶۴: مسلمان کو (شرعی طور پر) ان مقامات پر جانے کا حق پہنچتا ہے جہاں کھانے کے ساتھ شراب پیش کی جاتی ہے بشر طیکہ وہاں جانے سے ان ہوٹلوں کے اس عمل (شراب فروشی) کی ترویج نہ ہوتی ہو۔ لیکن (اس بات کا خیال رکھے کہ) اس دستر خوان پر کھانا نہ کھائے جس پر شراب پی جاتی ہے اور احتیاط واجب کے طور پر اس دستر خوان پر بیٹھنے سے بھی گریز کرے۔ البتہ اس دستر خوان پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں جس کے ساتھ والے دستر خوان پر شراب پی جا رہی ہو۔

م۔۱۶۵: طہارت اور نجاست سے مخصوص فصل میں بتایا گیا ہے کہ الکحل کی تمام قسمیں چاہے ان کو لکڑی سے بنایا گیا ہو یا کسی اور چیز سے، پاک ہیں اور نتیجے کے طور پر وہ کھانا بھی حلال ہو گا جس کے اجزا میں الکحل شامل ہو اور مائعات بھی پاک ہیں جن میں الکحل حل کیا گیا ہو۔

(اس فصل سے متعلق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۶۶: بعض ماہی پروری کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اکثر چھلکے سے خالی مچھلیوں کی خوراک سمندر کی فاضل چیزیں ہیں۔ گویا مچھلیاں سمندر کو میل کچیل، گندگی اور آلودگی سے صاف کرتی ہیں۔

م۔۱۶۷: بعض محققین اور ماہرین کا کہنا ہے کہ ذبح کے ذریعے حیوان کے بدن سے خون نکلنے کے نتیجے میں ذبیحہ کا گوشت اس حیوان کے گوشت کے مقابلے میں زیادہ صحت افزا ہوتا ہے جس کو شرعی طریقہ سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔ ان تحقیقات کے بعد اس بات پر تعجب نہیں رہتا کہ بعض غیر مسلم حفظانِ صحت کی خاطر ایسی جگہوں سے گوشت خریدتے ہیں جہاں شرعی طریقے سے حلال گوشت جانور ذبح ہوتے ہیں۔

م۔۱۶۸: ہر اس چیز کا استعمال حرام ہے جو انسان کے لئے غیر معمولی ضرر کا باعث ہو جیسے زہر قاتل ہے۔ اسی طرح حاملہ خاتون کے لئے اس چیز کو پینا حرام ہے جو سقط حمل کا باعث بنے۔ اس کے علاوہ ہر اس چیز کا استعمال حرام ہے جس سے ضرر کا یقین، ظن یا احتمال ہو بشرطیکہ یہ احتمال عقلاء کے نزدیک کسی شمار میں آتا ہو اور یہ ضرر اتنا غیر معمولی ہو جو موت یا کسی عضو کے ناقص ہونے کا باعث ہو۔

م۔۱۶۹: دستر خواں کے بہت سے آداب ہیں۔ ان میں کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا، دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا، چھوٹے نوالے لینا، دستر خوان پر دیر تک بیٹھنا، اچھی طرح چبانا، کھانے کے بعد اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنا، پھل کو کھانے سے پہلے دھونا، سیر ہونے کے بعد نہ کھانا، پیٹ بھر کر نہ کھانا، کھاتے وقت

لوگوں کے چہروں کی طرف نہ دیکھنا، اگر اجتماعی طور پر کھایا جارہا ہو تو دوسروں کے سامنے سے کھانا نہ اٹھانا، نمک سے کھانے کی ابتداء کرنا اور اسی پر اختتام کرنا۔

مأکولات اور مشروبات سے مخصوص استفتاءات اور ان کے جوابات :

م۔۱۷۰: بعض غیر مسلم کمپنیوں کی طرف سے مسلم ممالک میں در آمد کئے جانے والے گوشت پر لکھا ہوا ہوتا ہے: ''اسلامی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے،، کیا ہم یہ گوشت کھا سکتے ہیں؟

اس طرح اگر یہ گوشت کسی غیر اسلامی مملکت کی اسلامی کمپنی بر آمد کرے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ یا کسی نا معلوم ملک کی نا معلوم کمپنی بر آمد کرے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: گوشت کے اوپر موجود تحریر کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ بنابر ایں اگر گوشت کسی مسلمان کی طرف سے بر آمد ہو یا ایسے شہر سے بر آمد ہو جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور اس بات کا یقین نہ ہو کہ اس گوشت کو بر آمد کرنے والا غیر مسلم ہے تو اس کا کھانا جائز ہے۔ لیکن اگر بر آمد کرنے والا غیر مسلم ہو یا ایسے شہر سے بر آمد ہوتا ہو جس میں مسلمانوں کی اکثریت نہیں اور یہ یقین نہ ہو کہ اس کا بر آمد کرنے والا مسلمان ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

م۔۱۷۱: ہم یورپ کے بعض بڑے بڑے بازاروں میں داخل ہوتے ہیں جہاں پیکٹوں میں بند گوشت موجود ہوتا ہے۔ جسے یورپی کمپنیاں بر آمد کرتی ہیں اور ان پیکٹوں پر لکھا ہوا ہوتا ہے ''حلال ہے،، یا ''شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہے،،۔ کیا ایسے گوشت کا خریدنا اور کھانا جائز ہے؟

جواب: جب تک اطمینان نہ ہو اس قسم کی تحریروں کا کوئی فائدہ نہیں۔

م۔۱۷۲: بعض کمپنیاں وافر مقدار میں مرغیوں کو مشین کے ذریعے ایک ہی دفعہ ذبح کرتی ہیں۔ اگر اس مشین کا آپریٹر مسلمان ہو اور ذبح کرتے وقت سب کے لئے ایک

ہی تکبیر اور بسم اللہ پڑھتا ہو کیا ان مرغیوں کا کھانا جائز ہے ؟ اور اگر ہمیں ان کے حلال ہونے کا شک ہو تو انہیں پاک سمجھ کر کھا سکتے ہیں ؟

جواب : اگر آپریٹر جب تک ذبح کر رہا ہے بسم اللہ کو دھراتا جائے تو یہی کافی اور ان کا کھانا جائز ہوگا اور اگر بسم اللہ کا پڑھا جانا مشکوک ہونے کی وجہ سے ان کے حلال ہونے میں شک ہو تو ان کو پاک سمجھا جائے گا اور ان کو کھانا جائز ہوگا۔

م۔۱۷۳ : کیا سپر مارکیٹ کے مالک مسلمان شراب فروش سے اس بنا پر گوشت خریدنا جائز ہوگا کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہوگا ؟

جواب : جی ہاں ! اس گوشت کا خریدنا جائز اور اس کا کھانا حلال ہے۔ اگرچہ یہ گوشت مسلمان سے پہلے غیر مسلم کے قبضے میں ہو بشرطیکہ یہ احتمال موجود ہو کہ گوشت بیچنے والے کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے بصورت دیگر جائز نہیں ہوگا۔

م۔۱۷۴ : غیر اسلامی ممالک میں تیار کی ہوئی بعض پنیر، بچھڑے یا کسی اور حیوان کے رنین (Renin) پر مشتمل ہوتی ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ اس رنین کو کسی ایسے حیوان سے لیا گیا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں اور یہ کہ اس کا کسی اور چیز میں استحالہ ہوا ہے کہ نہیں کیا اس پنیر کا کھانا جائز ہے ؟

جواب : اس لحاظ سے اس پنیر میں کوئی اشکال نہیں۔ اس کا کھانا جائز ہے۔ واللہ العالم۔

م۔۱۷۵ : مغربی ممالک میں Gelatine کو بنایا جاتا ہے اور اسے بعض مأکولات اور مشروبات میں شامل کیا جاتا ہے کیا ہم ان مأکولات اور مشروبات کو استعمال کر سکتے ہیں ؟ جبکہ ہمیں معلوم نہیں کہ ان Gelatine کو نباتات سے بنایا گیا ہے یا حیوانات سے اور اگر حیوان سے بنایا گیا ہے تو اس کی ہڈیوں سے بنایا گیا ہے یا ہڈیوں کے ساتھ ملی ہوئی جھلی سے بنایا گیا ہے اور یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ حیوان حلال گوشت تھا یا حرام گوشت ؟

جواب: حیوان یا نباتات سے بنائے جانے میں شک ہو تو اس کا کھانا جائز ہے۔ لیکن اگر حیوان سے بنائے جانے کا یقین ہو تو اس وقت تک اس کا کھانا جائز نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ چیز اس کی ہڈیوں سے بھی بنی ہوئی ہو تو اس کا بھی حکم احتیاط کے طور پر یہی ہے۔ ہاں اگر اس بات کا یقین ہو کہ اسے کیمیائی عمل سے گزارتے وقت اس کے بنیادی اجزاء کا استحالہ (۱) ہو گیا ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے چاہے اسے جس چیز سے بھی بنایا گیا ہو۔

م۔۱۷۶ بڑی بڑی شکاری کشتیاں اپنے جال سمندر میں ڈال دیتی ہیں اور کئی ٹن مچھلی سمندر سے نکال کر بازاروں میں رکھی جاتی ہیں اور یہ بات مشہور ہے کہ ماہی گیری کے جدید طریقے کے مطابق مچھلی کو پانی سے زندہ نکالا جاتا ہے بلکہ بسا اوقات کمپنی آلودگی کے خوف سے اس مچھلی کو پھینک دیتی ہے جو پانی میں مر گئی ہو۔ ایسی صورت میں کیا ہم ان مارکیٹوں سے مچھلی خرید سکتے ہیں جہاں غیر مسلم اس قسم کی مچھلیاں بیچ رہے ہوں اور کیا ان مارکیٹوں سے مچھلی خرید سکتے ہیں جن میں ایسے مسلمان مچھلی کا کاروبار کرتے ہیں جنہیں اس مچھلی کا حکم شرعی معلوم نہیں ہوتا اور یہ نکتہ بھی عیاں ہے کہ یہ ثابت کرنا کہ میرے سامنے موجود مچھلی پانی سے زندہ نکالی گئی ہے یا ایسے باوثوق اور آگاہ گواہ کو تلاش کرنا جو اس بات کی خبر دے، ایک مشکل کام ہے بلکہ یہ کام قابل عمل نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی واقعیت ہے۔ ایسی صورت میں کیا ان راسخ العقیدہ مسلمانوں کی مشکلات کا کوئی حل موجود ہے جو مرغی، گائے اور بھیڑ بکری کے شرعی ذبح کو ثابت کرنے میں مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں اور سارے مچھلی پر ٹوٹ پڑتے ہیں؟

---

(۱) استحالہ، ایک چیز کی حقیقت کا دوسری چیز کی حقیقت میں تبدیل ہونے کو کہتے ہیں جو منجملہ مطہرات (پاک کرنے والی چیزوں) میں سے ہے جیسے نجس لکڑی خاکستر یا دھویں میں تبدیل ہو جائے۔ مترجم۔

جواب: اس قسم کی مچھلیوں کے مسلمان اور غیر مسلمان دوکانداروں سے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ اگر ثابت ہو جائے کہ مچھلیاں چھلکے والی ہیں اور اس کا بھی وثوق ہو کہ انہیں سابق الذکر طریقے سے شکار کیا گیا ہے تو اس کے کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

م۔۱۷۷: بعض اوقات مچھلی کے بند پیکٹ پر مچھلی کا نام اور اس کی تصویر بنی ہوئی ہوتی ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس پیکٹ میں موجود مچھلی چھلکے والی ہے۔ کیا مچھلی کی نوعیت کی تعیین میں ہم اس نام اور تصویر پر بھروسہ کر سکتے ہیں؟ جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس قسم کے معاملات میں جھوٹ اور غلط بیانی کمپنی کو بڑے خسارے سے دوچار کر سکتی ہے بلکہ اسے خسارے سے بڑھ کر کوئی خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے۔

جواب: اگر اس تحریر اور تصویر کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو تو اس کے مطابق عمل کیا جاسکتا ہے۔

م۔۱۷۸: کیا جھینگے کی طرح کیکڑے کی مختلف قسموں کو کھانا جائز ہے؟

جواب: کیکڑے کو کھانا جائز نہیں ہے۔

م۔۱۷۹: کیا ہم اہل سنت سے مچھلی خرید سکتے ہیں جبکہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ چھلکے والی ہے کہ نہیں؟

جواب: اس کا خریدنا تو جائز ہے۔ لیکن اس وقت تک کھانا جائز نہیں ہے جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ چھلکے والی ہے۔

م۔۱۸۰: کیا اس حلال کھانے کو کھانا جائز ہے جسے ایسے گوشت کے بخار اور بھاپ میں پکایا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔

جواب: ایسے ماکولات کو کھانا جائز نہیں ہے اور اس کھانے پر نجاست کا حکم لگایا جائے گا کیونکہ فرض یہی ہے کہ اس کھانے میں نجس گوشت کے بخارات سے بنے

ہوئے آبی اجزاء شامل ہو گئے ہیں۔

م۔۱۸۱ :(فتوی کے مطابق)اگر مسلمان کا شمار بیٹھنے والوں میں ہو تو اس دستر خوان پر بیٹھنا حرام ہے جس پر شراب موجود ہو۔ یہاں پر دستر خوان سے کیا مراد ہے ؟کیا اس سے مراد ایک محفل ہے ؟اگر چہ دستر خوان متعدد ہوں یا اس سے مراد ایک ہی دستر خوان ہے بہ ایں معنی کہ اگر ان دو دستر خوانوں کے درمیان کسی چیز کا فاصلہ ہو جائے تو دوسرے دستر خوان (جس پر شراب نہیں) پر بیٹھنا جائز ہو۔

جواب : دستر خوان سے مراد ایک دستر خوان ہے (نہ کہ ایک محفل) اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جس دستر خوان پر شراب یا دیگر نشہ آور چیزیں پی جاتی ہوں اس پر بیٹھنا بطور احتیاط حرام ہے۔ البتہ اس دستر خوان سے کھانا پینا قول قوی کے طور پر حرام ہے۔

م۔ ۱۸۲ :اگر کوئی مسلمان کسی قہوہ خانے میں داخل ہو اور چائے پینے بیٹھ جائے اور اسی دوران اسی دستر خوان پر شراب نوشی کی غرض سے کوئی اجنبی آجائے تو کیا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی چائے چھوڑ کر قہوہ خانے سے نکل جائے۔

جواب : جی ہاں ! اس دستر خوان کو خیر باد کہنا واجب ہے۔ جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بیان کیا گیا ہے۔

م۔ ۱۸۳ :کیا اس بئیر (Beer) کو پینا حلال ہے جس پر لکھا ہوا ہوتا ہے "الکوحل سے خالی ہے"۔

جواب : اگر بئیر سے مراد جو کی شراب ہے جو جزوی طور پر نشہ آور ہے تو اس کا پینا جائز نہیں ہے اور اگر اس سے مراد وہ آب جو ہے جو بالکل نشہ آور نہیں ہوتا تو اس کے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

م۔ ۱۸۴ :الکوحل کو بہت ساری جڑی بوٹیوں اور دواؤں میں شامل کیا جاتا ہے۔ کیا ان دواؤں کا پینا جائز اور پاک ہے ؟

جواب: یہ دوائیں پاک ہیں اور چونکہ اس میں استعمال شدہ الکوحل دواؤں میں گھل مل گیا ہے اس لئے ان کا پینا بھی جائز ہے۔

م۔۱۸۵: شراب سے بنا ہوا سرکہ یعنی وہ مائع جو پہلے شراب تھا اور پھر اسے کارخانے میں سرکہ بنالیا گیا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس سرکے کی شیشی پر کھجور یا انگور کی شراب کا سرکہ لکھا ہوا ہوتا ہے تاکہ اس سرکے میں اور جو وغیرہ کے سرکے میں فرق معلوم ہو سکے۔ اس سرکے کی علامت یہ ہے کہ اس کی شیشیوں کو سرکے کے مخصوص خانوں میں رکھا جاتا ہے اور کبھی یہ اتفاق نہیں ہوا کہ انہیں شراب کے خانوں میں رکھا گیا ہو، جس کا کئی مرتبہ تجربہ کیا گیا ہے اور اس سرکے اور عرق سے بننے والے کھجور کے سرکے میں کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا۔ کیا قاعدہ انقلاب کے تحت اس شراب سے بنے ہوئے سرکہ کو بھی سرکہ کہا جائے گا؟

جواب: اگر عرف عام میں اسے سرکہ کہا جائے، چنانچہ سوال میں یہی فرض کیا گیا ہے تو اس پر سرکے والے احکام جاری ہوں گے۔

م۔۱۸۶: کھلی غذائیں تیار کرنے والے، پیکٹوں میں بند کھانے (Canned Food) تیار کرنے والے اور مٹھائیاں بنانے والے اس بات کے پابند ہوتے ہیں کہ وہ ان مواد کے اجزائے ترکیبی کے بارے میں اپنے صارفین کو بتائیں، چونکہ ان غذاؤں کے خراب ہونے کے خدشے کے پیش نظر ان میں بعض مواد شامل کرتے ہیں اور بعض اوقات اس مواد کو حیوانات سے بنایا جاتا ہے اور اس کے لئے حرف E کا رمز بعض اعداد مثلاً E450 اور E472 کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ درج ذیل حالات میں ان غذاؤں کے احکام بیان فرمائیں۔

الف: مکلّف (بالغ عاقل انسان) کو ان بنائی گئی چیزوں کی حقیقت کے بارے میں کچھ علم نہ ہو۔

ب: مکلّف یہ دیکھتا ہے کہ جو لوگ استحالہ کے بارے میں کچھ نہیں

جانتے انہوں نے ایک جدول شائع کی ہے جس کے مطابق ان غذاؤں کے چند فیصد اجزاء حرام ہیں کیونکہ اصل میں یہ حیوانی اجزاء ہیں۔

ج: بعض اجزاء کے بارے میں یہ تحقیق اور یقین ہے کہ وہ اپنی حالت پر باقی ہیں ہیں بلکہ ان کی (اصلی) صورت نوعیہ بدل گئی ہے اور دوسرے مادے میں تبدیل ہو گئے ہیں۔

جواب: الف: ایسے اجزاء میں شامل کھانے کی اشیاء کا استعمال جائز ہے۔

ب: بنانے والے دعوی کرتے رہیں لیکن جب تک اس بات کا یقین نہ ہو کہ یہ اجزاء کسی حیوان کے ہیں ان غذاؤں کا کھانا جائز ہے۔ نیز اس صورت میں بھی ان کا کھانا جائز ہے جب حیوانی اجزاء کے شامل ہونے کا بھی یقین ہے لیکن نجس مردار کے اجزاء ہونے کا یقین نہ ہو اور ان کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے جن اجزاء کا اضافہ کیا گیا ہے وہ عرف کے نزدیک گھل مل گئے ہوں (اور نہ ہونے کے مترادف ہوں)

ج: اگر عرف کے نزدیک سابق حقیقت کے بنیادی اجزاء باقی نہیں رہے اور استحالہ کی وجہ سے اس کی صورت بدل گئی ہو تو اس کے پاک اور حلال ہونے میں کوئی شک نہیں۔

م۔۱۸۷: امید ہے درج ذیل ضمنی سوالوں کا جواب بھی مرحمت فرمائیں گے۔

الف: کیا Gelatine پر طہارت کا حکم جاری ہوگا اور وہ پاک سمجھا جائے گا؟

ب: اگر مفہوم استحالہ کی وسعت و ضیق میں شک کی وجہ سے یہ شک ہو کہ استحالہ ہوا ہے کہ نہیں (جسے شبہ مفھومیہ کہتے ہیں) تو کیا ایسی صورت میں نجاست سابقہ کا استصحاب کیا جائے گا یا نہیں؟ (سابقہ حالت کو برقرار رکھا جاسکتا ہے؟

جواب: الف: حیوانی اجزا سے بنی ہوئی جیلی، اگر اس کے بنیادی اجزا کی

نجاست ثابت نہ ہو، مثال کے طور پر یہ احتمال ہو کہ اسے ایسے حیوان کے اجزا سے بنایا گیا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس پر طہارت کا حکم جاری ہو گا یعنی پاک سمجھا جائے گا۔ لیکن جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اسے کسی حلال گوشت حیوان سے بنایا گیا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا یہ ثابت نہ ہو کہ اس کا استحالہ ہو گیا ہے تو اس کی اتنی مقدار کھانوں میں ملائی جائے کہ وہ کھانے میں متلاشی ہو اور گھل مل جائے، البتہ فرق نہیں پڑتا کہ ان حیوانی اجزاء میں زندگی حلول کرتی ہو جیسے نرم ہڈی ہے یا نہ کرتی ہو، جیسے عام اور ٹھوس ہڈی ہے۔ البتہ ہڈی میں احتیاط کی جائے۔

لیکن اگر بنیادی اجزاء کا نجس ہونا ثابت ہو۔ مثال کے طور پر یہ یقین ہو کہ یہ (جیلی) نجس العین (کتا خنزیر) یا ایسے حیوان کی نرم یا سخت ہڈی سے اسے پاک کرنے سے پہلے بنائی گئی ہے جسے شرعی طریقہ سے ذبح نہیں کیا گیا چونکہ یہ چیزیں رطوبت کے ساتھ مردار کو چھونے کی وجہ سے نجس ہوتی ہیں اگر جیلی ان نجس چیزوں سے بنی ہوئی ہو تو یہ اسی صورت میں پاک سمجھی جائے گی، اور کھانوں میں اس کا استعمال جائز ہو گا، جب اس کا استحالہ ہو جانا ثابت ہو جس کے لئے عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اس کا ضابطہ اور کلیہ گزشتہ مسائل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

ب: ان موارد میں استصحاب جاری کرنے (حالت سابقہ کو برقرار رکھنے) میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ العالم۔

م۔۱۸۸: ہم مغربی ممالک کی دکانوں اور مارکیٹوں میں داخل ہوتے ہیں جہاں خورد و نوش کی اشیاء فروخت ہوتی ہیں اور ہم ان کے اجزائے ترکیبی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے خورد و نوش کی یہ اشیاء حرام چیزوں سے خالی بھی ہو سکتی ہیں اور حرام چیزوں پر مشتمل بھی ہو سکتی ہیں۔ کیا ان اشیاء کے اجزاء کے بارے میں تحقیق اور

ان کے بارے میں پوچھ گچھ کے بغیر ہم ان کو کھا سکتے ہیں یا نہیں کھا سکتے ؟

جواب : جب تک یہ یقین نہ ہو کہ یہ اشیاء گوشت، چربی اور ان سے بنی ہوئی چیزوں پر مشتمل ہیں انہیں کھا سکتے ہیں۔

م۔۱۸۹ : کیا کھانے وغیرہ میں ویل مچھلی اور دوسری حرام گوشت مچھلیوں اور گھونگا (سیپدار مچھلی) کا استعمال جائز ہے ؟

جواب : کھانے میں اس چیز کا استعمال جائز نہیں۔ البتہ کھانے کے علاوہ ضروریات میں اس کا استعمال جائز ہے ؟

م۔۱۹۰ : کیا مسلمانوں کے لئے ایسی محافل میں جانا جائز ہے، جن میں شراب پیش ہوتی ہے ؟

جواب : ان محافل میں بیٹھ کر کھانا پینا حرام ہے۔ البتہ جہاں تک صرف وہاں حاضر رہنے کا تعلق ہے، بطور احتیاط واجب، حرام ہے۔ ہاں ! نہی عن المنکر ممکن ہو تو اس کی غرض سے وہاں جانے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۱۹۱ : کیا سمندری کیکڑے اور سمندری گھونگھے کا کھانا حلال ہے ؟

جواب : سمندری حیوانات میں چھلکے والی مچھلی (جن میں جھینگا بھی شامل ہے) کے علاوہ تمام حیوانات حرام ہیں۔ مچھلی کے علاوہ دوسرے جانور یا بغیر چھلکے کے مچھلی کا کھانا جائز نہیں ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دوسری فصل

لباس

☆ مقدمہ
☆ لباس سے مخصوص احکام شرعیہ
☆ اس فصل سے متعلق استفتاءات

قدرتی (اصلی) چمڑے کا استعمال اور اس کا پہننا واقعی ایک مشکل مسئلہ ہے جس سے غیر اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمان دوچار ہیں۔ مسلمانوں کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے اسلامی ممالک میں چمڑے سے بنے ہوئے لوازمات زندگی کو بڑی بے فکری اور اطمینان سے خریدتے ہیں اس لئے کہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو ایسے حیوانات کی جلد سے بنایا گیا ہے جنہیں شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے۔ چنانچہ مسلمان چمڑے کے بنے ہوئے لباس کو پہنتے ہیں اور انہیں میں نماز پڑھتے ہیں اور بغیر کسی خوف اور تامل کے ان کو اپنا تر ہاتھ بھی لگا دیتے ہیں لیکن غیر اسلامی ممالک کی صورت حال ان سے بالکل مختلف ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں درج ذیل احکام کی وضاحت پیش کی جائے۔

م۔۱۹۲: جب اس بات کا یقین ہو کہ لباس ایسے حیوان کے چمڑے سے بنایا گیا ہے جسے شرعی طور پر ذبح نہیں کیا گیا تو یہ لباس نجس ہے اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر اس بات کا احتمال ہو کہ وہ لباس ایسے حلال گوشت حیوان کی جلد سے بنا ہوا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو تو وہ پاک شمار ہوگا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

م۔۱۹۳: جلد کے بنے ہوئے ایسے لباس میں نماز پڑھنا جائز نہیں جسے شیر، چیتا، تیندوا لومڑی اور گیدڑ اور اس قسم کے درندہ حیوانات کی جلد سے بنایا گیا ہو۔ چنانچہ احتیاط واجب کی بنا پر ان حیوانات کی جلد میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں جو درندہ تو نہیں لیکن حرام گوشت ہیں۔ جیسے بندر اور ہاتھی ہیں۔ اگرچہ ان کے ذبح شرعی ہونے کی صورت میں یا احتمال کی صورت میں ان کی جلد پاک ہوگی۔ البتہ ان کا بنا ہوا کمربند (بیلٹ) یا اور چیزیں جن سے ستر عورتین (شرمگاہ کا پردہ) نہیں ہو

سکتا، استعمال کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر ذبح شرعی کا احتمال نہ ہو بلکہ ہمیں یقین ہو کہ اسے ایسے حیوان کی جلد سے بنایا گیا ہے جس کا ذبح شرعی نہیں ہوا تو وہ نجس ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے حتیٰ کہ اطور احتیاط بیلٹ وغیرہ میں بھی نماز نہ پڑھی جائے جنہیں پہنا تو جاتا ہے مگر نماز میں اس سے شرمگاہ کو نہیں چھپایا جاسکتا۔ نیز اگر اس کے ذبح شرعی کا ضعیف سا مثلاً ۲% احتمال ہو جسے عقلاء خاطر میں نہیں لاتے پھر بھی اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

م۔۱۹۴: غیر اسلامی ممالک میں سانپ اور مگرمچھ کی جلد کا بنا ہوا لباس جو غیر مسلموں کی دوکان میں بکتا ہو پاک ہے اور اس کی خرید و فروخت اور ایسے کاموں میں استعمال کرنا جہاں طہارت (پاکی) شرط ہے، جائز ہے۔(۱)

م۔۱۹۵: اسلامی ممالک میں بنی ہوئی غیر اسلامی ممالک میں بکنے والی چمڑے کی اشیاء پاک ہیں اور ان میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

م۔۱۹۶: غیر اسلامی ممالک میں بنا ہوا جلد کا لباس جس کے بارے میں شک ہو کہ قدرتی چمڑا ہے یا مصنوعی، پاک ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

م۔۱۹۷: اس حیوان کی جلد سے بنے ہوئے جوتے سے، جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا ہے، وہ پاؤں نجس نہیں ہوتا جس میں وہ جوتا ہو مگر یہ کہ پاؤں یا جوتا تر ہو جس سے نجاست سرایت کر جائے۔ پس اگر پاؤں کو پسینہ آجائے اور جراب پسینہ کو جذب کر لے اور جوتے کی نجس جلد تک رطوبت نہ پہنچے تو پاؤں بھی نجس نہیں اور جراب بھی نجس نہیں ہوگی۔

م۔۱۹۸: غیر اسلامی ممالک میں بنے ہوئے چمڑے کی جیکٹ، ٹوپی اور بیلٹ میں نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ احتمال ہو کہ انہیں ایسے حلال گوشت جانور کی جلد سے بنایا گیا

---

(۱) اس لئے کہ ہر وہ جانور پاک ہے جس کی رگ کاٹنے سے خون دھار مار کر نہ نکلے۔ (مترجم)

ہو گا جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔ جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۱۹۹: مرد کے لئے سونے کا استعمال جائز نہیں ہے چاہے وہ انگوٹھی کی صورت میں ہو، شادی کے کڑے، دستی گھڑی یا کسی اور چیز کی صورت میں ہو، نماز کی حالت میں ہو یا عام حالت میں ہو (ان تمام صورتوں میں جائز نہیں) البتہ ان چیزوں کا پہننا جائز ہے جن پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو اور یہ صرف سنہرا رنگ شمار ہوتا ہو۔

م۔۲۰۰: مرد کے لئے پلاٹینیم (Platinum) کی بنی ہوئی چیزوں کا پہننا جائز ہے۔

م۔۲۰۱: عورت کے لئے نماز تک میں بھی سونے کا استعمال جائز ہے۔

م۔۲۰۲: مرد کے لئے خالص اور قدرتی ابریشم پہننا جائز نہیں۔ نہ نماز کی حالت میں اور نہ عام حالت میں، ماسوائے مخصوص جگہوں کے جن کا ذکر فقہی کتابوں میں کیا گیا ہے۔

م۲۰۳: عورت کے لئے نماز تک میں بھی ابریشم کا پہننا جائز ہے۔

م۔۲۰۴: مرد کے لئے ان مشکوک ریشمی لباس کا پہننا اور ان میں نماز پڑھنا جائز ہے جن کے بارے میں یقین نہ ہو کہ یہ لباس خالص یا قدرتی ابریشم سے بنایا گیا ہے یا مصنوعی ابریشم سے نیز ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا بھی جائز ہو گا جس کے ساتھ کپاس، اون اور نائلون کے اجزاء ملے ہوئے ہوں بشرطیکہ اس میں شامل ابریشم کی مقدار اتنی نہ ہو جسے خالص ابریشم کہا جائے اور مرد کے لئے اس لباس میں نماز پڑھنا جائز ہو گا۔

(اس سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۰۵: احتیاط واجب کے طور پر مرد کے لئے عورت کا لباس پہننا جائز نہیں۔ اسی طرح

احتیاط واجب کے طور پر عورت کے لیے بھی مرد کا لباس پہننا جائز نہیں۔

م۔۲۰۶: احتیاط واجب کے طور پر مسلمان مردوں کے لئے وہ لباس پہننا جائز نہیں ہے جو کافروں سے مخصوص ہے۔

لباس سے مخصوص استفتاءات اور ان کے جوابات:

م۔۲۰۷: ہم یورپ میں رہنے والے مسلمان ایسے چمڑوں سے بنے ہوئے جوتے، بیلٹ اور دیگر ملبوسات خریدتے ہیں جن کے بارے میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ یہ ان حیوانات کا چمڑہ ہوگا جن کو شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا اور بعض اوقات یہ چیزیں اسلامی ممالک سے درآمد کی جاتی ہے یا یہیں پر یورپ ہی کے بعض ذبح خانوں سے لی جاتی ہیں۔ برطانیہ میں موجود بعض ذبح خانے بطور مثال قابل ذکر ہیں۔ بالفرض اگر یہ احتمال دیا جائے کہ ان چیزوں کو اسلامی ممالک سے درآمد کیا گیا ہوگا یا کسی ایسے ذبح خانے سے لیا گیا ہوگا جہاں اسلامی طریقے سے ذبح ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ احتمال ضعیف ہو، کیا ایسی صورت میں ان چمڑوں پر طہارت کا حکم لگایا جائے گا؟

جواب: اگر یہ احتمال اتنا ضعیف ہے کہ اس کے خلاف دوسرے احتمال کا اطمینان ہو۔ مثلاً ۲% ہو تو اس کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی۔ بصورت دیگر ان چیزوں کو پاک سمجھے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ العالم۔

م۔۲۰۸: فقہاء کے مطابق مرد کے لئے قدرتی اور خالص ابریشم کا پہننا جائز نہیں ہے۔ کیا مرد وہ ٹائی پہن سکتا ہے جس کے اجزاء میں ابریشم اور غیر ابریشم دونوں شامل ہیں؟ نیز کیا مرد کے لئے خالص اور قدرتی ریشم کی بنی ہوئی ٹائی کا پہننا جائز ہے؟

جواب: ٹائی کا پہننا حرام نہیں ہے اگرچہ وہ خالص ابریشم کی بنی ہوئی ہو۔ کیونکہ اس سے ستر عورتین (شرمگاہ کا پردہ) نہیں کیا جاسکتا۔ جہاں تک مخلوط (مکس)

ابریشم کا تعلق ہے، جواب خالص ابریشم نہیں کہلاتا اس کو پہننا جائز ہے اگرچہ اس سے ستر عورتین بھی ہوسکے۔

م۔۲۰۹ : بعض کمپنیاں اپنی مصنوعات پر لکھ دیتی ہیں کہ یہ خالص ابریشم کی بنی ہوئی ہیں۔ لیکن وہ اتنی سستی ہوتی ہیں کہ ہمیں خالص ابریشم ہونے میں شک ہوتا ہے۔ کیا ایسے لباس کا پہننا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب : شک کی صورت میں ان کو پہننا اور ان میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

م۔۲۱۰ : کیا ایسے لباس کا پہننا اور اس کی تجارت کرنا جائز ہے جس پر شراب نوشی کی تشہیر کے لئے شراب (کے برتن) کی تصویر بنی ہوئی ہو۔

جواب : ایسے لباس کا پہننا بھی حرام اور اس کی تجارت کرنا بھی حرام ہے۔

م۔۲۱۱ : کیا مرد ایسی گھڑی پہن سکتا ہے جس کے اندر (مشینری میں) بعض سونے کے اوزار ہوں یا اس کا چین سونے کا ہو اور کیا اس کو پہن کر نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب : پہلی صورت میں گھڑی کو پہننا بھی جائز ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ دوسری صورت میں نہیں۔

☆☆☆☆☆

تیسری فصل

دیارِ غیر میں نافذ قوانین کی پابندی

☆ مقدمہ
☆ اس فصل سے مخصوص بعض شرعی احکام
☆ دیارِ غیر میں نافذ قوانین سے مخصوص استفتاءات

دنیا کے مختلف ممالک امور زندگی کے لئے بعض قوانین بناتے ہیں (جن کے مطابق) بعض اوقات ایک کام کا حکم دیتے ہیں اور کچھ کاموں سے روکا جاتا ہے اور بعض دوسرے کاموں کو محدود اور مشروط کردیا جاتا ہے۔ انہی قوانین میں عام منافع کے مقامات یا محکموں کے وہ قوانین ہیں جن کا تعلق کسی خاص جغرافیائی حدود کے اندر لوگوں کی روزمرہ زندگی سے ہوا کرتا ہے جن کے خلاف ورزی کرنے سے معاشرہ انتشار اور افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے لہذا مناسب ہے کہ ہم درج ذیل مسائل کی وضاحت کریں۔

م۔ ۲۱۲ : مکلّف (بالغ عاقل انسان) کے لئے جائز نہیں کہ وہ اسلامی یا غیر اسلامی ممالک میں شارع عام میں کوئی ایسی چیز رکھے جو پیدل یا سوار کے لئے رکاوٹ اور مضر ہو۔

م۔ ۲۱۳ : کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب تک مالکان کی رضامندی کا یقین نہ ہو ان کی ذاتی املاک کی دیواروں کے باہر اشتہارات چسپاں کرے یا تحریر لکھے۔

م۔ ۲۱۴ : مسلمان کو جو مال یا عمل (مثلاً ڈیوٹی) بطور امانت سونپا گیا ہے اس میں خیانت کرنا حرام ہے اگرچہ امانت سونپنے والا کافر ہی کیوں نہ ہو اور مسلمان پر واجب ہے کہ وہ امانت کی حفاظت کرے اور اسے مکمل طور پر ادا کرے۔ بنابراین جو شخص کسی دوکان میں کام کرتا ہو یا حسابدار ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ مالک سے کسی قسم کی خیانت کرے اور اپنے زیر قبضہ اموال میں سے کوئی چیز اٹھائے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۱۵ : غیر مسلموں کے ذاتی یا عام اموال کی چوری اس صورت میں بھی جائز نہیں جب بالفرض اسلام اور مسلمانوں کی شہرت تو متاثر نہ بھی ہوتی ہو (البتہ یہ صرف فرض ہے ورنہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کی شہرت کو یقیناً نقصان پہنچتا ہے) لیکن

غیر مسلموں کے ساتھ اس معاہدے سے غداری و عہد شکنی سمجھی جاتی ہو جو اس ملک میں داخل ہونے یا وہاں رہائش کی درخواست کے موقع پر ضمنی طور پر طے پاتا ہے۔ اس لئے کہ غداری اور نقض امن کسی سے بھی ہو جائز نہیں۔ اس کا دین، جنسیت اور عقیدہ کچھ بھی ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۱۶ : اسلامی ممالک میں داخل ہونے والے غیر مسلموں کا مال چوری کرنا جائز نہیں۔

م۔ ۲۱۷ : مسلمان کے لئے غیر قانونی طریقے سے تنخواہ اور دیگر امداد وصول کرنا جائز نہیں۔ مثال کے طور (تنخواہ وغیرہ کی خاطر) مسئولین اور سرکاری اہل کاروں کو غلط معلومات فراہم کرے۔

م۔ ۲۱۸ : مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مختلف انشورنس کمپنیوں سے اپنی زندگی، مال غرق ہونے اور چوری کا بیمہ کرالے۔ یہ ایک لازم (اور نا قابل فسخ) معاملہ ہے جو طرفین (بیمہ دار اور بیمہ کار) کی رضامندی کے بغیر منسوخ نہیں ہوتا۔

م۔ ۲۱۹ : کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ انشورنس کمپنی کو غلط معلومات فراہم کرے تاکہ اس کے ذریعہ مال (اور معاوضہ) وصول کر سکے جو فی الحال اس کا حق نہیں بنتا۔ مثال کے طور پر جان بوجھ کر کوئی جعلی حادثہ ایجاد کرے (اپنا مال جلا ڈالے) اور اس کا معاوضہ حاصل کرے۔ اس طریقے سے حاصل شدہ مال بھی حلال نہ ہوگا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۲۰ : بعض اوقات غیر اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے عظیم تر مفادات اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ وہ کسی نہ کسی پارٹی سے وابستہ ہوں، وزارتوں میں جائیں، یا ایوانوں کے ممبر بنیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کی مصلحت کے تقاضوں کے مطابق سابق الذکر کام جائز ہو جاتے ہیں۔ البتہ ان حالات میں مصلحت کی تشخیص کے لئے ماہر اور باوثوق افراد کی طرف رجوع کرنا ضروری

ہے۔

م۔۲۲۱: مدارس کے امتحانات میں دھوکہ دہی جائز نہیں ہے چاہے یہ دھوکہ دہی طلبا کے باہمی تعاون (نقل) کی صورت میں ہو یا مخفی طریقے سے پیپروں کے استعمال کی صورت میں ہو، یا نگران کو فریب دینے کی صورت میں ہو یا دوسرے غیر شرعی اور نظام کے منافی طریقے سے ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۲۲: جب مسلمان کی جان، اس کے ناموس یا اس کے مال پر حملہ اور تجاوز ہو جائے اور اس قسم کے اہم اور حیاتی معاملات میں رائج قانونی اداروں اور عدالتوں کی طرف رجوع کئے بغیر حق وانصاف کا حصول ناممکن ہو تو ان کی طرف رجوع کرنا جائز ہے۔

اس فصل سے مخصوص استفتاءات اور ان کے جوابات:

م۔۲۲۳: اگر کوئی مسلمان بینک کے کمپیوٹر سے اپنا کوئی مال نکالنا چاہے اور کمپیوٹر سے اس کی مطلوبہ مقدار سے زیادہ مال نکل آئے تو کیا اس زیادہ مال کو وصول کرنا جائز ہے جس کا غیر اسلامی بینک کو علم نہیں؟

جواب: جائز نہیں۔

م۔۲۲۴: اگر کوئی مسلمان کسی غیر اسلامی ملک کی کمپنی سے کوئی مال خریدے اور سیلز مین اسے اس کی طلب سے زیادہ مقدار میں مال دے تو کیا مسلمان اس زیادہ مقدار کو لے سکتا ہے اور اس سیلز مین کو اس کی غلطی سے آگاہ کرنا واجب ہے؟

جواب: مسلمان اس مقدار کو لینے کا حق نہیں رکھتا اور اگر لے لے تو اسے لوٹانا واجب ہے۔

م۔۲۲۵: کیا غیر مسلم کمپنی کا مسلمان ملازم، کمپنی کو بتائے بغیر کمپنی کا کوئی سامان اٹھا سکتا ہے اور کیا یہ عمل اس کے لئے جائز ہو گا؟

جواب : جائز نہیں۔

م۔۲۲۶ : کیا غیر اسلامی ممالک میں پانی، بجلی اور گیس کے میٹروں کو چلنے سے روکنا اور انہیں چھیڑنا جائز ہے ؟

جواب : یہ بھی جائز نہیں ہے۔

م۔۲۲۷ : ایک مسلمان مغرب میں رہتا ہے اور یہ دعوی کرتا ہے کہ اپنے ملک میں سالوں سے گاڑی چلاتا ہے اور اپنے اس دعوی کے ثبوت کے طور پر کسی نہ کسی طرف سے سرٹیفیکیٹ بھی پیش کر دیتا ہے تاکہ انشورنس فیس کم دینی پڑے اور زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکے۔ کیا مسلمان توریہ کے طور پر بھی یہ خلافِ واقع کام انجام دے سکتا ہے اور اس سلسلے میں اس کی مدد کرنا جائز ہے ؟

جواب : سابق الذکر مقصد کے لئے جھوٹ بولنا جائز نہیں اور اس طریقے سے مال حاصل کرنا بھی جائز نہیں اور اس سلسلے میں کسی کی مدد کرنا گناہ میں مدد کرنے کے زمرے میں آئے گا۔

م۔۲۲۸ : کیا غیر اسلامی ملک کی بیمہ کمپنیوں کو دھوکہ دینا جائز ہے جب کہ اس بات کا یقین ہو کہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کی شہرت کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ؟

جواب : یہ بھی جائز نہیں۔

م۔۲۲۹ : بعض اوقات مسلمان خود ہی (جان بوجھ کر) اپنے بیمہ شدہ مکان کو نذر آتش کر دیتا ہے تاکہ غیر مسلم بیمہ کمپنیوں سے معاوضہ وصول کر سکے۔ کیا مسلمان کا یہ عمل جائز ہے اور جو معاوضہ اسے دیا جائے گا وہ اس کا مالک بن سکے گا ؟

جواب : مسلمان کے لئے اپنے مال کو تلف اور ضائع کرنا جائز نہیں اور نہ معاوضہ کی وصولی کی غرض سے کمپنی کو جھوٹی خبر دینا جائز ہے اور اس طریقے سے حاصل شدہ مال حلال نہ ہوگا۔

م۔۲۳۰ : یورپ کے سرکاری مدارس میں دھوکہ دہی جائز ہے ؟ اور کیا پرائیویٹ اسلامی یا

غیر اسلامی سکولوں میں دھوکہ دہی جائز ہے ؟

جواب : ان میں سے کسی کو بھی دھوکہ دینا جائز نہیں۔

م۔۲۳۱ : بعض گاڑیوں میں تحریر ہوتا ہے کہ سگریٹ نوشی منع ہے۔ کیا اس تحریر کی مخالفت جائز ہے ؟

جواب : اگر مسافر گاڑی میں سگریٹ نوشی نہ کرنے کی ضمنی شرط پر گاڑی میں سوار ہوا ہے یا یہ گورنمنٹ کا قانون ہے اور اس مسافر نے اپنے آپ کو قوانین پر عمل کرنے کا پابند بنایا ہے تو مقررہ شرط اور پابندی پر عمل کرنا ہو گا۔

م۔۲۳۲ : کیا وہ مکلّف جو ملازمت کے لئے کسی دوسرے ملک میں جارہا ہے اس کے لئے غیر اسلامی ممالک کے قوانین کی پابندی کرنا ضروری ہے جن میں ٹریفک کے اشارات اور مزدوری کے قوانین شامل ہیں۔

جواب : اگر اس مکلّف نے کسی اور (معاہدہ کے) ضمن میں سہی، متعلقہ ملک کے قوانین کی پابندی کا معاہدہ کیا ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ بشرطیکہ یہ پابندی شریعت مقدسہ کے منافی نہ ہو۔ ٹریفک کے اشارات کی پابندی ہر حالت میں لازمی ہے۔ البتہ یہ اس صورت میں ہے جب ان کی مخالفت سے ایسے شخص کو نقصان پہنچتا ہو جسے نقصان پہنچانا حرام ہے۔ یعنی وہ اشخاص جن کا مال بھی محترم ہو اور جان بھی محترم۔

م۔۲۳۳ : بعض ممالک اس شرط پر مہاجرین کی مدد کرتے ہیں کہ وہ کوئی (اور) کاروبار یا مزدوری نہ کریں۔ کیا ان مہاجرین کے لئے کاروبار اور مزدوری جائز ہے۔ کیا ایسے مہاجرین اجرت وصول کر سکتے ہیں ؟ اور وہ اس اجرت کو اپنی ملکیت میں لے سکتے ہیں ؟

جواب : ایسی صورت میں مہاجرین کے لئے مزدوری کرنا جائز ہے اور اس کی اجرت کے بھی مالک بن جائیں گے۔ لیکن جب تک اس ملک کے متعلقہ اداروں کو اپنی

مزدوری کی اطلاع نہیں دیں گے ان سے امداد لینا جائز نہیں۔

م۔۲۳۴ : کیا مسلمان یورپ، امریکہ اور اس قسم کے دوسرے غیر اسلامی ملکوں میں کافروں کا مال چوری کر سکتا ہے ؟اور کیا اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ان سے مال ہتھیانے کی خاطر انہی حیلوں اور طریقوں کو اپنائے جو وہاں رائج ہیں ؟

جواب : کافروں کے ذاتی اور عام مال کی چوری جائز نہیں اور اگر اس سے اسلام اور عام مسلمانوں کی غلط شہرت ہوتی ہو تو ان کے اموال کو تلف اور ضائع کرنا بھی جائز نہیں۔ ایک صورت ایسی بھی ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کی شہرت کو نقصان نہ بھی پہنچتا ہو پھر بھی کافروں کا مال تلف کرنا جائز نہیں اور وہ یہ کہ یہ ضائع کرنا اس ملک سے غداری اور اس معاہدے کی خلاف ورزی سمجھی جائے جو اس ملک سے ویزے اور اقامت کی درخواست کے موقع پر ضمناً ان سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی بھی شخص کے ساتھ غداری اور نقض امن حرام ہے۔

م۔۲۳۵ : کیا مسلمان یورپی ممالک میں قانونی طور پر مالی یا معنوی مراعات کے حصول کی خاطر ان کے دفاتر کو غلط معلومات فراہم کر سکتا ہے ؟

جواب : یہ کام جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ جھوٹ ہے اور سابق الذکر وجوہات جھوٹ کے لئے جواز نہیں بن سکتیں۔

م۔۲۳۶ : کیا کسی مکلّف کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ حکومتی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی دوسرے کا پاسپورٹ خریدے یا پاسپورٹ پر لگی ہوئی تصویر کو تبدیل کرے تاکہ کسی اور ملک میں داخل ہو سکے اور اس ملک کو صورتِ حال سے آگاہ کرنے۔

جواب : ہم اس کام کی اجازت نہیں دیتے۔

☆☆☆☆☆

چوتھی فصل

کام اور رأس المال کی گردش

☆ مقدمہ

☆ کام اور رأس المال کی گردش سے متعلق چند احکام

☆ کام اور رأس المال کی گردش سے مخصوص استفتاءات

بنیادی طور پر مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ زندگی کی مختلف سرگرمیوں میں حصہ لے اور کسی بھی ایسے کام کا انتخاب کرے جس کا عام فائدہ غیر مسلموں کو پہنچ رہا ہو جن کے لئے یہ کام کرتا ہے۔ اس طرح یہ اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچائے اور دوسرے بنی نوع انسان کو بھی۔ بشرطیکہ یہ عمل شریعت اسلام میں حرام نہ ہو، اس کے نتیجے میں مسلمان بھائیوں کے مفادات کو نقصان نہ پہنچتا ہو اور اسلام اور مسلمان دشمنوں کے مفادات اور منصوبوں کی خدمت اور تائید نہ ہوتی ہو۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے قارئین محترم کی یاد آوری کے لئے درج ذیل شرعی احکام کو بیان کیا جائے۔

م۔ ۲۳۷: مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بھی انسان کے سامنے اپنی تذلیل کرے، چاہے یہ انسان مسلمان ہو یا کافر، اس بنا پر اگر مسلمان کے کام سے غیر مسلموں کے سامنے اس کی اپنی تذلیل ہوتی ہو تو اس ذلت آمیز کام کو جاری رکھنا جائز نہیں۔

م۔ ۲۳۸: ایسے حیوان کا گوشت جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا، مسلمان ایسے لوگوں کے سامنے پیش کر سکتا ہے جو اسے پاک سمجھتے ہیں جس طرح یہودی اور مسیحی وغیرہ ہیں نیز ایسی جگہ بھی کام کرنا جائز ہے جہاں اس قسم کا گوشت ان کے لئے پکایا اور تیار کیا جاتا ہے اور ان غیر مسلموں سے ملنے والی مالی منفعت کی ملکیت کو صحیح قرار دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے اس گوشت سے دستبردار ہونے کا عوض

قرار دیا جائے جس کا مسلمان مالک تو نہیں بن سکتا لیکن اس کے ساتھ مخصوص ہو گیا تھا۔

م۔۲۳۹: مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مسیحیوں وغیرہ کے ہاتھ خنزیر کا گوشت بیچے جو اسے حلال سمجھتے ہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کے لئے خنزیر کا گوشت پیش بھی نہ کرے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۴۰: مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کے لئے بھی شراب پیش کرے۔ اگرچہ پینے والا اسے حلال سمجھتا ہو اور اسی طرح شراب کے برتن دھونا اور ان کی سپلائی کرنا بھی جائز نہیں۔ بشرطیکہ یہ دونوں کام شراب خوری کا مقدمہ اور ذریعہ بنتے ہوں۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۴۱: مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ شراب فروشی، شراب پیش کرنے اور شراب نوشی کے لئے برتن دھونے کی مزدوری اختیار کرے۔ نیز اس قسم کے دوسرے کاموں کی اجرت لینا بھی جائز نہیں، اس لئے کہ یہ حرام ہیں۔ بعض حضرات اپنی شدید احتیاج اور مجبوری کو ان کاموں کے لئے جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں جو کہ (کسی صورت میں) قابل قبول نہیں۔

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

ومن يتق الله يجعل له مخرجا و يرزقه من حيث لا يحتسب ومن يتوكل على الله فهو حسبه۔

(الطلاق: ۲۔۳)

"جو شخص تقوی الٰہی اختیار کرے خدا اس کے لئے (سختی سے نکلنے کی) راہیں نکال لیتا ہے۔ اور اسے ایسے ذرائع سے رزق وروزی دیتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوں اور جو

شخص خدا کی ذات پر توکل اور بھروسہ کرے خدا اس کے لئے کافی ہے،،

نیز فرمایا:

ان الذین توفاهم الملائکة ظالمی انفسهم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا ألم تکن ارض الله واسعة فتها جروا فیها فأولئك مأواهم جهنم وساء ت مصیرا الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطیعون حیلة ولا یهتدون سبیلا۔

(نساء: ۹۷۔۹۸)

"بے شک جب لوگوں کی روح فرشتوں نے اس وقت قبض کی ہے کہ (دار الحرب میں پڑے) اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے تو فرشتے قبض روح کے بعد میت سے کہتے ہیں تم کسی حالت غفلت میں تو نہ تھے تو وہ (معذرت کے لہجے میں) کہتے ہیں ہم تو روئے زمین پر بیکس تھے تو فرشتے کہتے ہیں کہ خدا کی (ایسی لمبی چوڑی) زمین میں اتنی بھی گنجائش نہ تھی کہ کہ تم (کہیں) ہجرت کر کے چلے جاتے۔ پس ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے اس قدر بے بس ہیں کہ نہ تو (دار الحرب سے نکلنے کی) کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ ان کی اپنی رہائی کی راہ دکھائی دیتی ہے تو امید ہے کہ خدا ایسے لوگوں سے در گزر کرے اور خدا تو بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

رسول اکرم (ص) سے مروی ہے کہ آپ (ص) نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

ألا ان الروح الامين نفث فی روعی انه لا تموت نفس حتی تستكمل رزقها فا تقوالله و أجملوا فی الطلب ولايحملنكم استبطاء شیء من الرزق أن تطلبوه بمعصية ألله فأن الله تبارك و تعالی قسم الارزاق بين خلقه حلالاً، و لم يقسمها حراما فمن اتقی الله وصبر اتاه الله برزقه من حله ومن هتك حجاب الستر و عجل فاخذه من غير حله، قص به من رزقه الحلال و حوسب عليه يو م القيامة۔

(وسائل الشیعہ للحر العاملی ج ۷ ا ص ۴۴)

"آگاہ ہو! مجھے جبرئیل امین کے ذریعے الہام ہوا ہے کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کی رزق و روزی مکمل نہ ہو پس تقوی الہی اختیار کرو اور اچھے (جائز) طریقے سے طلب معاش کرو۔ رزق رسانی میں تاخیر، تمہیں ناجائز طریقے سے رزق کی تلاش پر آمادہ نہ کرنے پائے۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں میں حلال رزق کو تقسیم کر رکھا ہے حرام رزق کو تقسیم نہیں کیا جو شخص تقوی الہی اختیار کرے اور صبر کا مظاہرہ کرے خدا اسے حلال طریقے سے رزق دیتا ہے اور جو شخص ستر کے حجاب کو چاک کرے اور جلدبازی کر کے ناجائز طریقے سے کمانے لگے اسکے رزق حلال میں سے

کم کر دیا جاتا ہے اور روز قیامت اس کا حساب لیا جائے گا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمایئے)

م۔ ۲۴۲ : لہوولعب کے مراکز اور مہلک گناہوں کے مقامات پر کام کرنے سے حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو یہ (کام کرنا) جائز نہیں ہوگا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۴۳ : مسلمانوں کے لیے مسیحیوں کے ساتھ مل کر ایسی تجارت کرنا جائز ہے جو شریعت اسلامیں حلال ہو۔ جیسے خرید و فروخت کرنا، درآمد و برآمد اور ٹھیکے وغیرہ ہیں۔

م۔ ۲۴۴ : غیر اسلامی بینک چاہے وہ پرائیویٹ ہو یا سرکاری، ان میں امانت رکھنا (اکاؤنٹ کھولنا) جائز ہے۔ اگرچہ ان کے ساتھ منافع ادا کرنے کی شرط بھی لگائی جائے کیونکہ غیر مسلموں سے سود لینا جائز ہے۔

م۔ ۲۴۵ : اگر مسلمان غیر مسلم بینکوں سے قرض لینا چاہے تو ضروری ہے کہ سود کی شرط پر قرض لینے کا قصد نہ کرے اگرچہ اسے یہ معلوم ہو کہ بینک اس سے قرض کی اصل رقم اور سود دونوں وصول کرے گا۔ کیونکہ سود دینا جائز نہیں ہے۔

م۔ ۲۴۶ : مسلمان دوسروں کو بینکوں اور کمپنیوں کے شیئرز خریدنے کی غرض سے اپنا نام و حیثیت استعمال کرنے کی اجازت دے سکتا ہے اور اس اجازت کے عوض طرفین میں طے پانے والا معاوضہ بھی وصول کر سکتا ہے۔

م۔ ۲۴۷ : مسلمانوں کے لئے ایسے ممالک میں بنائی گئی چیزیں خریدنا جائز نہیں، جو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں، جیسے اسرائیل ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۴۸ : مسلمان کو مارکیٹ ریٹ، اس سے کم یا اس سے زیادہ میں کرنسی تبدیل کرنے کا حق پہنچتا ہے فرق نہیں پڑتا کہ یہ تبدیلی نقد و دستی ہو یا مؤجل۔

م۔ ۲۴۹ : جعلی یا منسوخ کرنسی کے ذریعے سودا کرنا جس سے لوگوں کو دھوکا ہو حرام ہے۔

البتہ یہ اس صورت میں حرام ہے جب کرنسی وصول کرنے والے کو اس کا علم نہ ہو۔

م۔ ۲۵۰ :اگر اس قصد اور امید سے ریفل ٹکٹ خریدا جائے کہ اس سے انعام نکل آئے گا تو یہ جائز نہیں ہوگا (اور لاٹری کا شمار بھی اسی میں ہوتا ہے) اور اگر اسلام کے پسندیدہ رفاہی منصوبے میں شرکت کی خاطر ریفل ٹکٹ خریدا جائے نہ کہ حصول انعام کی خاطر، جیسے ہسپتالوں اور یتیم خانوں کی تعمیر وغیرہ، تو اس کی خریداری جائز ہوگی اگرچہ غیر اسلامی ممالک میں ایسا فرض کرنا مشکل ہے۔ ان ممالک میں شریعت اسلام کے بہت سے حرام کاموں کو رفاہی منصوبہ سمجھا جاتا ہے۔ بہر حال ریفل ٹکٹ جس مقصد کے لئے بھی خریدا ہو، اگر خریدار کے نام انعام نکل آئے تو غیر مسلم سے اسے وصول کیا جاسکتا ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۵۱ : چیتا، بچھو، لومڑی، ہاتھی، شیر، ریچھ اور بلی جیسے چیر نے پھاڑنے والے حیوانات کا بیچنا جائز ہے۔ اسی طرح وھیل مچھلی اگر اس کا کوئی حلال اور جائز فائدہ ہو جس کی وجہ سے اس کی مارکیٹ میں قیمت لگتی ہو تو اسے بھی بیچنا جائز ہے۔ اگرچہ اس کا یہ فائدہ محدود اور مخصوص افراد کے نزدیک ہو۔ البتہ کتا، اگر شکاری نہ ہو، اور خنزیر اس حکم سے مستثنی ہوں گے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۵۲ : آرائش کی غرض سے سونا اور چاندی کے برتنوں کی خرید و فروخت جائز ہے اور کھانے پینے میں ان کا استعمال جائز نہیں ہے۔

م۔ ۲۵۳ :اسلامی ممالک کی حکومتوں کی طرف سے کسی بھی ملازم کے اکاؤنٹ میں جمع ہونے والی اس کی تنخواہ جو ابھی اس کے ہاتھ میں نہیں آئی، اس میں خمس واجب نہیں ہوگا اگرچہ یہ تنخواہ اس کے سال کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

اس فصل سے مخصوص استفتاءات اور آیۃ اللہ مدظلہ کے جوابات :

م۔۲۵۴ : مغربی ممالک میں انسان مختلف قسم کے بینک اکاؤنٹ کھول سکتا ہے جن میں زیادہ منافع کے اکاؤنٹ بھی ہوتے ہیں، کم منافع کے بھی، جن میں کسی قسم کی مشکل درپیش نہیں ہوتی۔ کیا ان بینکوں میں ایسا اکاؤنٹ کھولا جا سکتا ہے جس کا منافع زیادہ ہو، لیکن اگر بینک اس منافع کو روک لے تو اس کا مطالبہ نہ کرے ؟ اور اگر یہ جائز نہیں تو کیا ایسا حل موجود ہے جس سے اس اکاؤنٹ کا کھولنا جائز ہو ؟ جبکہ یہ بھی معلوم ہے کہ انسان ذاتی طور پر منافع کے پیچھے دوڑتا ہے۔

جواب : مسلمان ان بینکوں میں اکاؤنٹ کھولنے کا حق رکھتا اور منافع کی شرط پر ان میں رقم جمع کرا سکتا ہے بشرطیکہ ان بینکوں کا سرمایہ حکومت کا ہو یا غیر مسلموں کا ذاتی سرمایہ ہو۔

م۔۲۵۵ : مغربی ممالک کے بینک بہت زیادہ منافع اور مکان گروی رکھنے (Mort-gage) کی شرط پر ایسے افراد کو قسطوں پر قرض فراہم کرتے ہیں جن کے پاس مکان خریدنے کے لئے رقم نہیں ہوتی۔ کیا مسلمان اس قسم کے منصوبہ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اگر جائز نہیں تو کیا آپ کی نظر میں اس شخص کے لئے کوئی حل موجود ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ رہائشی مکان کے لئے مکان گروی رکھنے (Mortgage) کی شرط پر قرض کا محتاج ہے اور اس کے پاس اتنا مال نہیں جو مکان خریدنے کے لئے کافی ہو۔

جواب : اس بینک سے مال لیا جا سکتا ہے جس کا سرمایہ حکومت کا یا غیر مسلموں کا ذاتی مال ہو۔ قرض کی نیت سے رقم وصول کرنا جائز نہیں ہے اور رقم وصول کرنے والے کا یہ جاننا کہ بینک ہر حالت میں اسے رقم اور اس کا منافع ادا کرنے پر مجبور کرے گا، اس سے مسئلے کا حکم تبدیل نہیں ہوگا۔

م۔۲۵۶: بعض حکومتیں متعلقہ ملک میں مقیم ضرورت مند افراد کو خاص شرائط پر رہائشی مکان فراہم کرنے کی پابند ہوتی ہیں۔ کیا مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنا ذاتی گھر خریدے اور اس میں مختصر مدت سکونت اختیار کرے تاکہ اس کا خمس نہ دینا پڑے اور پھر اسے کرایہ پر دے دے اور خود اس گھر میں رہنے لگے جس کا کرایہ حکومت ادا کرتی ہے۔

جواب: جب تک مکان کی واقعی ضرورت نہ ہو اس میں مختصر مدت سکونت اختیار کرنے سے خمس ساقط نہیں ہوتا بلکہ اس کی ادائیگی واجب ہو گی۔ چنانچہ سوال میں یہی فرض کیا گیا ہے کہ مکان اس کی ضرورت نہیں۔

م۔۲۵۷: بعض تجارتی یا صنعتی کمپنیاں پرائیویٹ یا اسلامی اور سرکاری بینکوں سے سودی قرضے لیتی ہیں اور ان بینکوں میں سرمایہ کاری کے نتیجے میں منافع حاصل کرتی ہیں۔ کیا ان کمپنیوں سے حصص خریدنا اور ان کے منصوبوں میں شریک ہونا جائز ہے؟

جواب: اگر یہ ان کے سودی کاروبار میں شرکت شمار ہو تو جائز نہ ہو گا۔ البتہ اگر کمپنی مسلمانوں کی ہو اور وہ غیر مسلم بینکوں سے منافع حاصل کرتی ہو، ان سے حصص خریدنے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۲۵۸: بعض حکومتیں، اسی طرح بعض غیر اسلامی اور اسلامی ممالک میں کمپنیاں، اپنے ملازمین کی تنخواہیں براہ راست ان کے بینک اکاؤنٹ میں جمع کر دیتی ہیں اور ملازمین کی تنخواہ نقد ان کے ہاتھ میں نہیں آتی۔ لیکن جب چاہیں وہ بینک سے نکلوا سکتے ہیں۔ اگر اس طرح ملازمین کا بینک بیلنس بڑھ جائے اور اس کے سال کے اخراجات سے زیادہ ہو جائے اس میں خمس واجب ہو گا؟

جواب: اس رقم میں سے جو کچھ اس کے سال کے اخراجات سے زیادہ ہو گا اس کا خمس ادا کرنا ہو گا مگر یہ کہ یہ شخص کسی اسلامی ملک میں سرکاری ملازم ہو اور اس کی تنخواہ

سرکاری یا نیم سرکاری بینک میں جمع ہوتی ہو۔ اس صورت میں جب تک حاکم شرع کی اجازت سے اپنے قبضے اور ملکیت میں نہ لے اس میں خمس واجب نہ ہوگا کیونکہ حاکم شرع کی اجازت سے ملکیت میں لینے کے بعد ہی اس سال کے منافع میں شامل ہوگا جس کو اس نے حاصل کیا ہے اور اس رقم میں سے جو اس کے سال کے اخراجات سے زیادہ ہوگا اس کا خمس دینا ہوگا۔

م۔۲۵۹: اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے کوئی رقم قرض لے لے۔ جس کے کچھ عرصے بعد اس کرنسی کا مارکیٹ ریٹ گر جائے ایسی صورت میں مقروض قرض خواہ کو اتنی ہی رقم ادا کرے گا جتنی اس نے اس سے قرض لی تھی یا ادائیگی کے وقت اس رقم کی مارکیٹ میں قیمت کے برابر ادا کرے گا؟ نیز اگر قرض دینے والا کافر ہو تو کیا اس مسئلے کا حکم مختلف ہوگا؟

جواب: رقم کی وہی مقدار واپس کی جائے گی جو قرض لی گئی تھی اور فرق نہیں پڑتا کہ قرض خواہ مسلمان ہو یا کافر۔

م۔۲۶۰: کیا ایسی کمپنیوں میں سرمایہ لگانا جائز ہے جو شراب بناتی ہوں جبکہ ایک مال دوسرے مال سے الگ بھی نہیں کیا جاسکتا؟

جواب: شراب بنانے میں کسی کے ساتھ شریک ہونا اور ان سے تعاون کرنا جائز نہیں۔

م۔۲۶۱: اگر کسی غیر اسلامی ملک میں مسلمان معمار (مستری) یا ٹھیکیدار کو غیر اسلامی عبادت گاہ تعمیر کرنے کی پیشکش کی جائے تو کیا اسے قبول کرنا جائز ہوگا؟

جواب: اسے قبول کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ باطل ادیان کی تبلیغ و ترویج شمار ہوتی ہے۔

م۔۲۶۲ اگر کسی مسلمان خطاط کو شراب خوری، رقص کی محفل یا ایسے ہوٹل کا چارٹ بنانے کی پیشکش کی جائے جہاں خنزیر کا گوشت استعمال ہوتا ہے۔ کیا اسے قبول کرنا جائز ہوگا؟

جواب: اسے قبول کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ فحاشی کا پرچار اور بدکاری کی ترویج ہے۔

م۔ ۲۶۳ : کیا ایسے مراکز اور مارکیٹوں سے خرید و فروخت جائز ہے جہاں کا کچھ منافع اسرائیل کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے؟

جواب : ہم اسے جائز نہیں سمجھتے۔

م۔ ۲۶۴ : اگر کوئی مسلمان ایک عمارت خریدے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ شراب خوری کا اڈہ ہے جہاں سے کرایہ دار کا نکالنا بھی مشکل ہے لیکن بعد میں صورتِ حال معلوم ہو جائے۔

الف : ایسی صورت میں کیا مالک مکان کرایہ دار سے مرکزِ شراب خوری کا کرایہ لے سکتا ہے؟

ب : بالفرض اگر جائز نہ ہو تو کیا حاکم شرع کی اجازت سے لے سکتا ہے اور کس عنوان سے لے سکتا ہے؟

ج : بالفرض اگر خریدار کو پہلے سے معلوم ہو کہ اس مکان میں شراب خوری ہوتی ہے تو اس صورت میں عمارت کو خریدنا جائز ہے؟ جبکہ اس کرایہ دار کو نکالنا بھی ممکن نہیں۔

جواب : الف : شراب خوری کی صورت میں استفادہ کے مقابلے میں کرایہ وصول کرنا جائز نہیں۔

ب : چونکہ مالک مکان اس قسم کے مکان سے حلال استفادہ کے عوض کرایہ کا حقدار ہے اس لئے اس کے لئے جائز ہے کہ شراب خوری کی جگہ کے کرایے کے طور پر اسے جو کچھ دیا جائے اس میں سے اپنا حق وصول کرنے کی نیت سے کرایہ وصول کرے یا اگر کرایہ دار غیر مسلم ہو تو مفت اپنی ملکیت میں لینے کی نیت سے کرایہ وصول کرے۔

ج : اس عمارت کو خریدنا جائز ہے اگرچہ خریدار کو معلوم ہو کہ اس میں سابق الذکر کرایہ دار رہتا ہے جس کو نکالنا ممکن نہیں ہوگا۔

م۔۲۶۵: کیا کسی کارخانہ وغیرہ کے مالک کے لئے جائز ہے کہ بے روزگار مسلمان کی موجودگی میں کسی غیر مسلم کو اس کارخانہ میں ملازم رکھ لے؟

جواب: یہ عمل بذات خود تو جائز ہے لیکن اسلامی اخوت اور مسلمان پر مسلمان کے حق کا تقاضا یہی ہے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو مسلمان کو غیر مسلموں پر ترجیح دے۔

م۔۲۶۶: کیا ایسی دوکان میں کام کرنا جائز ہے جہاں ننگی تصویروں پر مشتمل مجلات اور رسالے بکتے ہوں اور کیا ایسے رسالوں کی تجارت اور طباعت جائز ہے؟

جواب: یہ تمام کام جائز نہیں۔ کیونکہ یہ فعل حرام کی ترویج اور فحاشی کا پرچار ہے۔

م۔۲۶۷: کیا ایسے کتوں کو خریدنا جائز ہے جن سے حفاظت اور نگہبانی کا کام لیا جاتا ہے اور خواتین سڑکوں پر گھومتے اور ٹہلتے وقت رکھوالی کے طور پر انہیں اپنے ساتھ رکھتی ہیں؟ کیا ایسے کتوں کی تجارت اور ایسے کتوں کو کرایہ پر دینا جائز ہے؟

جواب: ایسے کتوں کی خرید و فروخت جائز نہیں البتہ جس کے پاس اس قسم کے کتے ہوں اسے ایک حق اختصاص حاصل ہو جاتا ہے جس سے دستبردار ہونے کے عوض اسے کچھ نہ کچھ ادائیگی کی جاسکتی ہے جس کے بعد اس کتے پر اس شخص کا تسلط ہو گا جس نے ادائیگی کی ہو۔ (مالک نہیں بنے گا) البتہ حلال منافع کی غرض سے کرایہ پر دیئے جاسکتے ہیں۔

م۔۲۶۸: مغربی ممالک میں ایسے کتے ہوتے ہیں جو چلتے وقت نابیناؤں کی راہنمائی کرتے ہیں۔ کیا ایسے کتوں کو خریدنا اور ان کی تجارت کرنا جائز ہے؟

جواب: ان کتوں کا حکم بھی وہی ہے جو گزشتہ سوال میں مذکور کتوں کا تھا۔

م۔۲۶۹: جو مسلمان غیر مسلم ممالک کے کسی پرائیویٹ دفتر یا سرکاری ادارے میں ملازم ہے یا گھنٹوں کے حساب سے مقررہ تنخواہ پر کام کرتا ہے۔ ایسا مسلمان کام چوری کر سکتا ہے؟ یا جان بوجھ کر فرائض کی انجام دہی میں سستی یا تاخیر کرنا جائز ہے اور ان کوتاہیوں کے باوجود پوری اجرت اور مزدوری کا حقدار ہو گا؟

جواب : یہ کام جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کام کرے تو پوری اجرت اور تنخواہ کا حقدار نہیں ہو گا۔

م۔۲۷۰ : بعض مسلمان، اسلامی ممالک سے قرآن مجید کے قلمی نسخے مغربی ممالک میں منگواتے ہیں اور ان کی تجارت کرتے ہیں۔ کیا ان کا یہ عمل جائز ہے؟ اگر اس معاملے میں رکاوٹ یہ ہو کہ کافر کے ہاتھ قرآن کو بیچنا جائز نہیں تو کیا اس کو حلال اور جائز قرار دینے کی کوئی صورت ہے؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

جواب : ہم اس کی اجازت نہیں دیتے۔ کیونکہ یہ مسلمان کی میراث اور اس کے (اسلامی) ذخیروں کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

م۔۲۷۱ : کیا اسلامی ممالک سے کتابوں کے نسخے، تحفے تحائف اور اسلامی آثار لے کر انہیں یورپی ممالک میں مہنگے داموں بیچنا جائز ہے؟ یا یہ کہ یہ عمل اسلامی ثروت کا ضیاع اور ناجائز شمار ہو گا؟

جواب : ہم اس کی اجازت نہیں دیتے۔ جس کی وجہ گزشتہ مسئلے میں بیان کی گی ہے۔

م۔۲۷۲ : بعض اوقات رات کے وقت شراب خوری کی دوکانیں کافروں سے کھچا کھچ بھر جاتی ہیں اور شراب سے دھت مدہوشی کی حالت میں کھانے کے ہوٹلوں کی تلاش میں نکل جاتے ہیں۔ کیا مسلمان ایسی حالت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ہوٹل کھول کر نشے میں آنے والے افراد وغیرہ کے لئے حلال کھانے پیش کر سکتا ہے؟ اور مسلمانوں کا یہ کھانا اثر شراب کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہو تو آیا یہ عمل گناہ ہو گا؟

جواب : بذات خود اس عمل میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۲۷۳ : کیا مسلمان ان لوگوں کے ہاتھ خنزیر کا گوشت بیچ سکتا ہے جو اسے حلال سمجھتے ہیں؟ جیسے اہل کتاب ہیں۔

جواب : خنزیر کے گوشت کا کاروبار کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

م۔۲۷۴ جس شخص کو یقین ہو کہ کسی نہ کسی دن ٹیلی ویژن یا ویڈیو فلم کے ذریعے کوئی نہ کوئی حرام پروگرام ضرور دیکھے گا۔ کیا اس کے لئے ٹیلیویژن خرید نا جائز ہے؟

جواب: عقلی طور پر لازم ہے کہ ایسی چیز اپنے پاس نہ رکھی جائے۔

م۔۲۷۵: کیا کسی دوکان میں خنزیر کا گوشت بیچنے کا کام کرنا جائز ہے؟ باین معنی کہ مسلمان جو خنزیر کے گوشت کو حلال نہیں سمجھتا اپنے کسی ملازم کو خنزیر کا گوشت پیش کرنے کا حکم دے۔

جواب: خنزیر کا گوشت ان لوگوں کے ہاتھ بھی بیچنا جائز نہیں ہے جو اسے حلال سمجھتے ہیں فرق نہیں پڑتا دوکان میں انسان اپنے ہاتھ سے خیزیر کا گوشت بیچے یا اس عمل کا سبب بنے۔ جہاں تک ان لوگوں کے لئے خنزیر کا گوشت پیش کرنے کا تعلق ہے جو اسے حلال سمجھتے ہیں یہ خالی ازاشکال نہیں۔ احتیاط واجب یہی ہے کہ اسے ترک کیا جائے۔

م۔۲۷۶: آپ نے فرمایا کہ اگر منافع (انعام) کی نیت نہ ہو تو کسی رفاہی منصوبے کیلئے عطیے کے طور پر ریفل (لاٹری) ٹکٹ خریدا جا سکتا ہے۔ اگر اس ٹکٹ کی آدھی قیمت انعام کی امید سے اور آدی قیمت بطور عطیہ ادا کی جائے تو اس صورت میں ریفل ٹکٹ خرید نا جائز ہوگا؟

جواب: جائز نہیں۔

م۔۲۷۷: کیا کسی بالغ مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی نابالغ بچے کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ (بچہ) ریفل ٹکٹ خرید کر اس (بڑے) کے لئے ہدیہ کرے؟ یا کسی اہل کتاب (یہودی اور مسیحی) سے اس امید سے خریدوائے کہ اس کا انعام نکل آئے۔

جواب: اس قسم کے حیلوں سے ناجائز، جائز نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ خریداری کے لئے وکیل بنانے اور خریداری کا باعث بننے کا وہی حکم ہے جو اپنے ہاتھ سے خریدنے کا

حکم ہوتا ہے۔

م۔۲۷۸: کیا اس شہد (کی شیشی) کو خریدنا جائز ہے جس کے اوپر انعامی کوپن چسپاں ہو اور خریدتے وقت انعام نکل آنے کی امید ہو۔

جواب: اگر قیمت کی ادائیگی اس احتمالی اور متوقع منافع کے بدلے نہ ہو بلکہ مکمل طور پر شہد کے مقابلے میں ہو تو جائز ہو گا۔

م۔۲۷۹: اگر کسی مسلمان کے نام لاٹری کے ذریعے انعام نکل آئے اور وہ یہ فیصلہ کر لے کہ اس انعام کا کچھ حصہ وصولی کے بعد مسلمانوں کے مفاد میں خرچ کرے گا کیا مسلمان اس کار خیر کی خاطر یہ انعام وصول کر کے اسے اس کار خیر میں خرچ کر سکتا ہے؟ نیز انعام نکلنے سے پہلے کی ایسی نیت اور بعد کی نیت کا ایک ہی حکم ہو گا یا مختلف؟

جواب: اگر یہ مال ایسے لوگوں کا ہے جن کا مال محترم نہیں تو اس میں تصرف جائز ہے۔

م۔۲۸۰: اگر لاٹری کے ذریعے انعام یافتہ شخص اس لاٹری کے مال سے حج بیت اللہ بجالائے تو کیا یہ حج صحیح شمار ہو گا؟

جواب: اس کا حکم بھی گزشتہ مسئلے کے جواب سے معلوم ہو گا۔

م۔۲۸۱: اگر کوئی ظالم اور غاصب ادارہ کسی مسلمان کو حج کے اخراجات فراہم کرے تو اس حج کا کیا حکم ہو گا؟

جواب: اگر اس عین مال کے غصبی ہونے کا یقین نہ ہو تو حج کے اخراجات فراہم کرنے والے ادارے کے غاصب ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

م۔۲۸۲: بعض یورپی ممالک کی دوکانوں پر گھریلو سامان بکتا ہے اور اس کے خریدار کو یہ حق اور اختیار دیا جاتا ہے کہ تاریخ خرید سے دو ہفتے کے اندر اندر خریدا ہوا سامان واپس کر دے۔ کیا ان دوکانوں سے اس غرض سے سامان خریدنا جائز ہے کہ ان دو ہفتوں کے دوران اس سے استفادہ کر کے واپس کر دیا جائے۔ غرض اس خریدار کا مقصد

دو ہفتہ تک اس مال سے استفادہ کرتا ہے، حقیقی خریداری نہیں۔ کیا یہ عمل جائز ہے؟ اس صورت میں اگر دکان کا مالک مسلمان ہو تو کیا اس کا حکم مختلف ہو گا؟ اگر یہ معاملہ جائز ہے تو کس مقصد کے تحت جائز ہو گا؟

جواب: اگر دوکان کا مالک مسلمان ہو تو یہ کام جائز نہیں، بصورت دیگر جائز ہو گا۔ بشرطیکہ سامان کو خریدنے کی نیت نہ کریں بلکہ کافر کا مال ہتھیانے کی نیت کریں اور کسی نقصان کا بھی خطرہ نہ ہو۔

م۔ ۲۸۳: کیا اس ہوٹل میں کام کرنا جائز ہے جس میں شراب پیش کی جاتی ہو جبکہ کام کرنے والا خود شراب پیش نہیں کرتا بلکہ برتن صاف کرنے کے عمل میں شریک ہے؟

جواب: اگر شراب کے برتن دھونا، شراب خوری اور شراب پیش کرنے کا مقدمہ اور ذریعہ شمار ہو تو یہ عمل شرعاً حرام ہے۔

م۔ ۲۸۴: ایک مسلمان جس کی دلی خواہش دین کی نشر و اشاعت ہے اور مغربی ممالک کے دفاتر میں ملازمت اختیار کرنے کے لئے بعض حرام کام کرنے پر مجبور ہے اور اسے امید ہے کہ مستقبل قریب میں دفتر کے اندر اثر و رسوخ پیدا کر کے اپنے دین کی خدمت کر سکے گا جس کی اہمیت مذکورہ حرام کام (کی قباحت) سے زیادہ ہے۔ کیا اس مقصد کے لئے فعل حرام جائز ہو جائے گا؟

جواب: صرف مستقبل کی امید کی بنیاد پر فعل حرام کا مرتکب ہونا جائز نہیں۔

م۔ ۲۸۵: کیا مسلمان قانون دان کسی غیر اسلامی ملک میں وکالت کر سکتا جہاں اس ملک کے قوانین کے مطابق کیس ملتے ہیں اور یہ وکیل غیر مسلموں کے کیس لینے کا پابند ہوتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی نہ کوئی کیس مل جائے۔

جواب: اگر اس کام سے کسی کا حق ضائع نہ ہوتا ہو یا جھوٹ بولنا یا کوئی حرام کام نہ کرنا پڑے تو جائز ہو گا۔

م۔۲۸۶ : کیا قانون دان غیر اسلامی ممالک میں جج اور قاضی کے فرائض انجام دے سکتا ہے جہاں ان ممالک کے قوانین کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں۔

جواب : جو شخص قضاوت کا اہل نہیں وہ قضاوت کرنے کا حق نہیں رکھتا اور نہ اسلامی قوانین کے خلاف کوئی فیصلہ کرنا جائز ہے۔

م۔۲۸۷ : بعض یورپی ممالک میں کسی الیکٹرک انجینئر کو بجلی کا کام کرنے یا لاوڈ سپیکر ٹھیک کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ کبھی اس کام کے لئے اسے لہو ولعب کے مراکز میں بھی جانا پڑتا ہے۔ کیا یہ شخص اس جگہ کا کام کر سکتا ہے یا بجلی کی نئی مشینری لگا سکتا ہے ؟ جبکہ ہمیں یقین ہے کہ اگر یہ شخص ایک دو دفعہ ایسی جگہوں پر کام کرنے سے انکار کر دے تو اس کا کام مکمل طور پر رک جاتا ہے اور لوگ مکمل طور پر اس کی طرف رجوع کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

جواب : جائز ہے۔

م۔۲۸۸ : ایک شخص جو ایک ہوٹل میں کام کرتا ہے اور کبھی حرام گوشت اور کبھی خنزیر کا گوشت غیر مسلموں کے لئے پیش کرتا ہے۔ سوال کے پہلے حصے کا جواب تو اس سے قبل عنایت فرما چکے ہیں (یعنی حرام گوشت ان لوگوں کو پیش کیا جا سکتا ہے جو اسے حلال سمجھتے ہیں) دوسرے حصے کے بارے میں فرمائیں کہ غیر مسلموں کے لئے دوسرے حرام گوشت کے علاوہ خنزیر کا گوشت پیش کیا جا سکتا ہے ؟ پوشیدہ نہ رہے کہ اگر ہوٹل کا مسلمان ملازم اس کام سے انکار کر دے تو اسے ملازمت سے برطرف کر دیا جاتا ہے یا وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔

جواب : ایسے لوگوں کے لئے بھی خنزیر کا گوشت پیش کرنا محل اشکال ہے جو اسے حلال سمجھتے ہیں۔ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ یہ کام نہ کیا جائے۔

م۔۲۸۹ : کیا مسلمان سبزی کی ایسی دکان پر کام کر سکتا ہے جس کے ایک گوشے میں شراب بیچی جاتی ہو جبکہ اس مسلمان کا کام صرف پیسے وصول کرنا ہے ؟

جواب : مسلمان کے لئے شراب کے علاوہ دوسری چیزوں کی قیمت وصول کرنا جائز ہے۔
بلکہ اگر بیچنے اور خریدنے والا غیر مسلم ہو تو شراب کی قیمت وصول کرنا جائز ہے۔

م۔۲۹۰ : مغربی ممالک میں پریس کا مالک کسی ہوٹل والے کے لئے کھانے کی چیزوں کی فہرست چھاپ کر دیتا ہے جس میں خنزیر کا گوشت بھی شامل ہے۔ کیا یہ عمل جائز ہے ؟ نیز شراب فروشی اور دیگر حرام کاموں کی دکانوں کے اشتہارات چھاپنا جائز ہے ؟ جبکہ اس پریس کے مالک کا دعوی ہے کہ اگر اس قسم کی چیزیں نہ چھاپیں تو اس کا کاروبار متأثر ہوگا۔

جواب : اگرچہ اس سے اس کا کاروبار متأثر ہو پھر بھی یہ کام جائز نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆

پانچویں فصل

اجتماعی تعلقات

☆ مقدمہ
☆ اجتماعی تعلقات سے متعلق چند احکام
☆ اجتماعی تعلقات کے بارے میں بعض قرآنی آیات اور احادیث
☆ اجتماعی تعلقات سے مخصوص استفتاءات

ہر معاشرے کے کچھ اجتماعی حالات ہوتے ہیں جو اسی معاشرے سے مخصوص ہوتے ہیں اور ہر معاشرے میں اپنے اسلاف کی تقلید، اس کی اپنی شناخت، اپنے اپنے اقدار اور عادات واطوار ہوا کرتے ہیں۔ قدرتی بات ہے کہ یورپی اور مغربی ممالک اور اس معاشرے کے حالات، ان کی اقدار اور عادات واطوار بھی ان اسلامی ممالک کے عادات واطوار اور اقدار وغیرہ سے مختلف ہوں گے، جہاں کے مسلمان ہجرت کر کے ان یورپی ممالک میں آباد ہونے پر مجبور ہیں۔ جس کی وجہ سے وہاں پر رہنے والے مسلمان کی زبان پر ہمیشہ یہ سوال رہتا ہے کہ کون سا فعل جائز ہے اور کون سا فعل ناجائز ہے۔ اس طرح یہ مسلمان ایسے جدید معاشرے میں زندگی گزارتا ہے جس کی اقدار اس معاشرے کی اقدار سے یکسر مختلف ہیں، جس میں اس مسلمان نے جنم لیا ہے اور ایک عرصہ گزارا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی معاشرے کے فرزند جو عجیب وغریب اور انوکھی اقدار پر مشتمل معاشرے میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے افراد خانہ اور بیوی بچوں کو اس معاشرے میں گھل مل جانے سے بچائیں جس کے لئے انہیں غیر معمولی محنت کرنا پڑتی ہے تاکہ اپنی فیملی اور بچوں کو معاشرے کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رکھ سکیں۔

م۔۲۹۱: مسلمان پر صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم گناہان کبیرہ میں سے ہے اگر (عام حالات میں) صلہ رحم واجب اور قطع رحم ان گناہان کبیرہ میں سے ہے جس کی سزا آتش جہنم بتائی گئی ہے تو دیار غیر اور عالم غربت میں جہاں انسان اپنی برادری اور رشتہ داروں سے دور ہوتا ہے، خاندان خاندان سے بکھر جاتے ہیں، دینی تعلقات ختم ہو جاتے ہیں اور مادی اقدار کو غلبہ ہوتا ہے، ایسے مقامات پر صلہ رحم کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اللہ تعالی نے قطع رحم سے منع فرمایا ہے اور اپنے کلام میں ارشاد فرماتا ہے :

فهل عسيتم ان توليتم أن تفسدوا فی الارض وتقطعوا أرحامكم اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم و اعمى أبصارهم.

(محمد: ۲۲-۲۳)

"کیا تم سے کچھ دور ہے اگر تم حاکم بنو تو روئے زمین میں فساد پھیلانے اور اپنے رشتے ناطوں کو توڑنے لگو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور (گویا خود اس نے) ان کے کانوں کو بہرہ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے"۔

اور حضرت علی (ع) نے فرمایا :

ان اهل البيت ليجتمعون و يتواسون وهم فجرة فيرزقهم الله ، وإن أهل البيت ليتفرقون و يقطع بعضهم بعضا فيحرمهم الله وهم أتقياء.

(اصول کافی ج ۲ ص ۳۴۸)

"ایک گھرانے والے جو آپس میں اتفاق اور اتحاد سے رہتے ہیں ایک دوسرے سے ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ فاسق و فاجر بھی ہوں تو خدا انہیں رزق و روزی سے نوازتا ہے اور ایک گھرانے والے جو باہمی افتراق اور انتشار کا شکار ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے قطع تعلق کرتے ہیں وہ متقی و پرہیزگار بھی ہوں تو خدا انہیں رزق و روزی سے محروم کر دیتا ہے"

اور امام محمد باقر (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا :

فی کتاب علی : ثلاث خصال لایموت صاحبهن ابدا حتی یری و بالهن البغی و قطیعة الرحم، والیمین الکاذبة یبارز الله بها، وإن أعجل الطاعة ثوابا لصلة الرحم، إن القوم لیکونون فجارا فیتواصلون فتنمی اموالهم و یثرون وإن الیمین الکاذبة وقطیعة الرحم لتذران الدیار بلاقع من اهلها۔

"کتاب علی میں ہے : تین خصلتیں ایسی ہیں جن کا مرتکب اس وقت تک ہرگز نہیں مرتا جب تک اس کی سزا نہ بھگتے۔ ظلم، قطع رحم اور جھوٹی قسم، جو خدا سے نبرد آزما ہونے کے مترادف ہے۔ خدا کی اطاعتوں میں سے جس کا ثواب سب سے جلدی ملتا ہے وہ صلہ رحم ہے۔ فاسق اور فاجر قومیں بھی جب صلہ رحم کرتی ہیں تو ان کا مال بڑھ جاتا ہے اور ثروت مند بن جاتے ہیں اور جھوٹی قسم اور قطع رحم تو آباد گھروں کو اس کے رہنے والوں سے خالی اور اجاڑ کر رکھ دیتے ہیں"

م۔۲۹۲ : قطع رحم کرنا حرام ہے اگرچہ وہ رحم (قریبی رشتہ دار) تارک الصلوۃ اور شراب خور ہو اور بعض دینی احکام کو اہمیت نہ دیتا ہو۔ مثال کے طور پر خاتون ہے تو وہ بے پردہ رہتی ہے اور اس کے سامنے کسی قسم کا وعظ و نصیحت اور تنبیہ کارگر ثابت نہیں ہوتی۔ (ایسے افراد سے بھی صلہ رحم واجب ہے) بشرطیکہ ان سے صلہ رحم کے نتیجے میں فعل حرام کی تائید نہ ہوتی ہو۔

ہمارے نبی کریم (ص) نے فرمایا:

أفضل الفضائل : أن تصل من قطعك، تعطی من

حزمك، وتعفو عمن ظلمك

(جامع السعادات للنراقی ج۲ ص۲۶۰)

فضائل میں سب سے افضل یہ ہے کہ جو تم سے قطع رحم کرے تم اس سے صلہ رحم کرو جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کرو

نیز حضور (ص) نے فرمایا :

لاتقطع رحمك و إن قطعك

(اصول کافی ج۲ ص۳۴۷، من لا یحضرہ الفقیہ ج ۴ ص۲۴۷)

"قطع رحم نہ کرو اگرچہ وہ تم سے قطع رحم کریں"

م۔۲۹۳ : شاید سب سے معمولی عمل جس کے ذریعے ایک مسلمان صلہ رحم کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنے قریبی رشتہ داروں کی زیارت کرے اور ان سے ملاقات کرے اور ان کی احوال پرسی کرے اگرچہ دور ہی سے سہی۔

نبی کریم (ص) نے فرمایا :

إن أعجل الخير ثوابا صلة الرحم۔

(اصول کافی ج۲ ص۱۵۲)

"نیک کاموں میں سب سے جلدی جس کا ثواب ملتا ہے وہ صلہ رحم ہے"

امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا

صلوا ارحامکم ولو بالتسلیم، یقول الله سبحانه تعالی: واتقو الله الذی تساء لون به و الارحام ان الله کان علیکم رقیبا۔

(اصول کافی ج۲ص ۱۵۵)

"صلہ رحم کرتے رہو اگرچہ سلام کے ذریعے ہی سہی۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: اور خدا سے ڈرو جس کے وسیلہ سے آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحم سے ڈرو بے شک خدا تمہاری دیکھ بھال میں ہے"

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

إن صلة الرحم والبر ليهونان الحساب ويعصمان من الذنوب، فصلوا أرحامكم وبروا باخوانكم، ولو بحسن السلام ورد الجواب.

(اصول کافی ج۲ص ۱۵۷)

"بے شک صلہ رحم اور نیکی (روز قیامت) حساب کو آسان بنا دیتے ہیں اور گناہوں سے محفوظ کرتے ہیں پس صلہ رحم کرتے رہو اور اپنے بھائیوں سے نیکی کرو اگرچہ سلام اور جواب سلام کے ذریعے ہی سہی"

م۔ ۲۹۴: بدترین قطع رحم عاق والدین ہوتا ہے جن سے خدا نے احسان اور نیکی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه و بالوالدين احسانا إما يبلغن عندك الكبر أحد هما أوكلا هما فلا تقل لهما أف ولا تنهر هما وقل لهما قولا كريما. (الاسراء: ۲۳)

"اور تمہارے پروردگار ہی نے تو حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی کرنا اگر ان میں سے

ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں (اور کسی بات پر خفا ہوں) تو خبردار ان کے جواب میں اف تک نہ کہنا اور نہ جھڑکنا اور (جو کہنا سننا ہو تو) بہت ادب سے کہنا"۔

امام (ع) نے فرمایا:

أدنى العقوق أف، و لو علم الله عز و جل شيئا أهون منه لنهى عنه۔

(اصول کافی ج۲ ص۳۴۸)

"عاق والدین ہونے کا ادنی مصداق یہ ہے کہ اولاد والدین سے اف کردے اگر خدا کے علم میں جسارت کا اس سے بھی ہلکا انداز ہوتا تو اس سے نہی فرماتا"

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

ان ابی (ع) نظر الی رجل ومعه ابنه یمشی والابن متکی علی ذراع الأب فما کلمه أبی مقتا حتی فارق الدنیا

(اصول کافی ج۲ ص۳۴۹)

"میرے والد گرامی (ع) نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ساتھ اس کا بیٹا چل رہا تھا اور بیٹے نے باپ کے بازو کا سہارا لیا ہوا تھا۔ اس سے میرے والد گرامی اس قدر خفا اور غضبناک ہوئے کہ اپنی رحلت تک اس شخص (بیٹے) سے بات نہیں کی"

نیز امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

من نظر الی ابویه نظر ما قت وهما ظالمان له لم

يقبل الله له صلوة۔

(اصول کافی ج۲ص۳۴۹)

"جو شخص اپنے والدین کو ایسی حالت میں غضب سے گھورے جب وہ اس پر ظلم کر رہے ہوں تو خدا اس کی نماز قبول نہیں فرماتا"

ان کے علاوہ بھی اس موضوع سے متعلق بہت ساری احادیث موجود ہیں۔

(ملاحظہ فرمائیں "جامع السعادات" ج۲ص۲۶۲-اس کے بعد و الذنوب الکبیرة للسید دستغیب ج۱ص۱۳۸)

م۔۲۹۵: "عاق والدین" کے مقابلے میں والدین سے "نیکی" ہے یہ عمل ان تمام اعمال سے افضل ہے جن کے ذریعے اللہ تعالی کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا

(اسراء: ۲۴)

"اور ان کے سامنے نیاز سے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور ان کے حق میں دعا کرو: اے میرے پالنے والے جس طرح ان دونوں نے بچپنے میں میری پرورش کی ہے اس طرح تو بھی ان پر رحم فرما"

ابراہیم بن شعیب روایت کرتا ہے:

قلت لابی عبدا لله (ع) ان ابی قد كبر جدا و ضعف فنحن نحمله إذا أراد الحاجة، فقال: إن استطعت أن تلي ذلك منه فافعل ولقمه بيدك

فانه جنة لك غدا۔

(اصول کافی ج۲ص۱۶۲)

"میں نے امام (ع) سے عرض کیا: میرے والد بہت زیادہ بوڑھے اور ضعیف ہو گئے ہیں۔ اگر انہیں کوئی حاجت ہو تو ہم انہیں ہاتھوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ آپ (ع) نے فرمایا: اگر تم سے ہو سکے تو اس برتاؤ کو تسلسل سے جاری رکھو۔ اپنے ہاتھ سے اس کے منہ میں کھانے کے لقمے رکھا کرو اس لئے کہ کل (روز قیامت) یہ تمہارے لئے آتش جہنم کے مقابلے میں سپر اور ڈھال ثابت ہو گا"

احادیث میں باپ سے صلہ رحم سے پہلے ماں سے صلہ رحم کی تاکید کی گئی ہے۔

امام جعفر (ع) نے فرمایا:

جاء رجل الی النبی محمد (ص) فقال یا رسول الله من أبر؟ قال: أمك، قال: ثم من؟ قال امك، قال: ثم من؟ قال: امك، قال: ثم من؟ قال: اباك۔

(اصول کافی ج۲ص۱۶۰)

"ایک شخص رسول اسلام (ص) کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ میں کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنی والدہ سے، پھر پوچھا: اس کے بعد کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنی والدہ سے، پھر پوچھا کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنی والدہ سے، پھر پوچھا اس

کے بعد کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنے والد سے"۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۹۶: بعض روایات میں بڑے بھائی کا چھوٹے بھائیوں پر حق کا بھی تذکرہ آیا ہے۔ اس کا لحاظ اور تحفظ ہونا چاہئے تاکہ خاندان کے اندر باہمی محبت اور پشت پناہی کا جذبہ مضبوط سے مضبوط تر ہو جائے اور غیر متوقع در پیش حالات میں ایک دوسرے کا سہارا ثابت ہو سکیں۔

چنانچہ رسول اسلام (ص) کا فرمان ہے:

حق کبیر الاخوۃ علی صغیرھم کحق الوالد علی ولدہ۔

(جامع السعادات ج۲ص ۲۶۷)

"چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کا حق ایسا ہے جیسے باپ کا بیٹے پر"

م۔۲۹۷: بچے کے ولی (باپ اور دادا) یا ان کی طرف سے اجازت یافتہ شخص کے علاوہ کسی اور کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بچے کے فعل حرام انجام دینے یا اوروں کے لئے باعث اذیت بننے کی صورت میں ادب سکھانے کی غرض سے اسے مارے پیٹے۔ البتہ ولی اور وہ آدمی جسے ولی نے اجازت دی ہے انہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بچے کو ادب سکھانے کی غرض سے اتنا مارے کہ بچے کے لئے تکلیف دہ نہ ہو اور نہ ہی ضرب سے بچے کی جلد سرخ ہو اور یہ ضرب بھی تین دفعہ سے زیادہ نہ ہو اور اس حد تک بھی اس صورت میں جائز ہوگا جب تادیب اس کے بغیر ناممکن ہو۔ بنابریں جوان بھائی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے بھائی کو جو ابھی چھوٹا بچہ ہے مارے پیٹے مگر یہ کہ وہ اس بچے کا ولی ہو یا ولی کی طرف سے مارنے کی اجازت ہو (اسی طرح)

اسکول کے اساتذہ کو بھی کسی صورت میں بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ولی یا اس کی طرف سے اجازت یافتہ شخص کی اجازت کے بغیر شاگرد کو مارے پیٹے۔
(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۹۸ :احتیاط کے طور پر برائی سے روکنے کی غرض سے بالغ لڑکے کو مارنا جائز نہیں مگر یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصولوں کے مطابق اور حاکم شرع کی اجازت سے مارا جائے۔

بزرگوں کی تعظیم

م۔۲۹۹ : رسول اسلام (ص) نے ہمیں بزرگوں کی تکریم و تعظیم کی ترغیب فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ (ص) فرمایا:

من عرف فضل شیخ کبیر فوقره لسنه آمنه الله من فزع یوم القیامه۔

(ثواب الاعمال وعقاب الاعمال للصدوق ص ۲۲۵)

"جو شخص کسی سن رسیدہ بزرگ کی قدر و منزلت کو سمجھے اور اس کے سن و سال کی خاطر اس کی تعظیم کرے، اللہ تعالی اسے قیامت کی ہولناکیوں سے اپنے حفظ و امان میں رکھے گا"۔

نیز آپ (ص) نے فرمایا :

من تعظیم الله عز و جل اجلال ذی الشیبة المؤمن۔

(ثواب الاعمال وعقاب الاعمال للصدوق ص ۲۲۵)

"سفید ریش مومن کی تکریم و تعظیم اللہ کی تکریم و تعظیم ہے"۔

م۔۳۰۰ : پیغمبر اکرم (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کی متعدد روایات میں مومنین کو ایک

دوسرے کی زیارت ایک دوسرے سے محبت کرنے، مومنین کو خوشحال کرنے، مومنین کی حاجت روائی، مومن مریضوں کی عیادت اور ان کی تشییع جنازہ اور آزمائش و آسائش دونوں حالتوں میں ان سے ہمدردی، کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

من زار أخاه فی الله قال الله عزوجل ایای زرت، و ثوابك علی، ولست ارضی لك ثوابا دون الجنه۔

(اصول کافی ج ۲ ص ۱۷۶)

"جو شخص کسی اخ فی اللہ (برادر ایمانی) کی زیارت کرے۔ اللہ تعالی اس سے فرماتا ہے کہ تو نے میری زیارت کی ہے اور تیرا اجر و ثواب میرے ذمے ہے اور تیرے لئے جنت سے کم کسی اجر و ثواب پر راضی نہیں ہوں گا"۔

امام جعفر صادق نے خثیمہ سے فرمایا:

أبلغ موالینا السلام، و اوصهم بتقوی الله العظیم، وان یعود غنیهم علی فقیرهم وقویهم علی ضعیفهم، وان یشهد حیهم جنازة میتهم وان یتلاقوا فی بیوتهم۔(۱)

"ہمارے محبوں کو ہمارا سلام پہنچا دو اور انہیں وصیت کرو کہ وہ تقوی الہی اختیار کریں امیر غریبوں کی اور طاقت ور

---

(۱) اصول کافی ج ۲ ص ۱۷۶۔ مزید معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: "باب قضاء حوائج المؤمن" ج ۲ ص ۱۹۲۔ "السعی فی حاجة المؤمن" ج ۲ ص ۱۹۶۔ اصول کافی "تفریج کرب المؤمن" ج ۲ ص ۱۹۹

کمزوروں کی مدد کریں زندہ، مرنے والوں کی تشیع جنازہ میں شرکت کریں اور گھروں میں جا کر ایک دوسرے سے ملاقات کریں"۔

م۔۳۰۱ : ہمسایہ کا حق، رحم (نسبی رشتہ دار) کے حق کے قریب قریب ہوتا ہے اور اس حق میں مسلمان ہمسایہ اور غیر مسلم ہمسایہ یکساں ہے۔

رسول اسلام (ص) نے غیر مسلم کے لئے اس حق کو ثابت فرمایا ہے چنانچہ آپ (ص) ارشاد فرماتے ہیں :

الجیران ثلاثة : فمنهم من له ثلاث حقوق: حق الاسلام وحق الجوار وحق القرابة و منهم له حقان: حق الاسلام و حق الجوار ومنهم من له واحد " الکافر له حق الجوار"۔

(مستدرك الوسائل "کتاب الحج" باب ۷۲)

"ہمسایے تین قسم کے ہوا کرتے ہیں : بعض ہمسایے وہ ہیں جن کے (دوسرے کے ذمے) تین حق ہوتے ہیں : حق الاسلام، پڑوسی کا حق اور قرابتداری (رشتہ داری) کا حق۔ بعض وہ ہیں جن کے دو حق ہوتے ہیں حق الاسلام و حق الجوار (پڑوس) اور بعض وہ ہیں جن کا ایک ہی حق ہوتا ہے اور وہ کافر ہے جنہیں ہمسایے کا حق (جوار) حاصل ہے"۔

رسول اسلامؐ نے فرمایا:

احسن مجاورة من جاورك تكن مؤمنا۔ (۱)

---

(۱) جامع السعادات ج ۲ ص ۲۶۷ نیز ملاحظہ فرمائیں اصول کافی باب حق الجوارج ۲ ص ۲۶۶

"اپنے ہمسایے سے اچھا سلوک رکھو (صحیح) مومن ہو گے"

امیر المؤمنین (ع) نے ملعون ابن ملجم کی ضربت لگنے کے بعد امام حسن اور امام حسین (علیہما السلام) کو ہمسایے کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

اللہاللہ فی جیرانکم فانهم وصیة نبیکم ما زال یوصی بهم حتی ظننا انه سیو رثهم ۔

(نہج البلاغة صبحی الصالح ص ۴۲۲)

"اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے نبی (ص) نے برابر ہدایت کی ہے اور آپ (ص) اس حد تک ان کے بارے میں سفارش کرتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپ انہیں بھی ارث دلائیں گے"۔

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

ملعون ملعون من آذیٰ جاره ۔

(مستدرك الوسائل باب ۷۲)

"جو شخص اپنے ہمسایے کو اذیت دے، وہ ملعون ہے، ملعون"

نیز آپ (ع) نے فرمایا:

لیس منا من لم یحسن مجاورة من جاوره ۔

(جامع السعادات ج ۲ ص ۲۶۸)

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک نہ رکھے"۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

حسن خلق

م۔۳۰۲: مؤمنین اور صالحین کی نشانی یہ ہے کہ رسول اسلام (ص) کے نقش قدم پر چلتے

ہوئے مکارم اخلاق سے آراستہ ہوں جن کے بارے میں خود خداوند تعالی نے فرمایا:

وانک لعلی خلق عظیم۔

(القلم: ۴)

رسول خدا (ص) نے فرمایا:

ما یوضع فی میزان یوم القیامۃ افضل من حسن الخلق ۔

(جامع السعادات ج۱ص ۴۲۳)

"روز قیامت حسن خلق سے بہتر کوئی عمل، میزان عمل میں نہیں ہوگا"۔

روایت میں ہے کہ آپ (ص) سے پوچھا گیا:

ای المؤ منین افضل ایمانا قال : احسنکم خلقا (۱)

مؤمنین میں سب سے افضل ایمان کس کا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا: اس کا ایمان افضل ہے جس کا اخلاق سب سے بہتر ہے۔

ایفائے عہد

م۔ ۳۰۳: مؤمنین اور صالحین کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قول و فعل میں سچے ہوں اور وعدہ وفا کریں۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت اسماعیل (ع) کی ان

---

(۱) جامع السعادات ج ۲ ص ۳۳۱ ۔ اصول کافی ج۲ص۹۹۔ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص۱۹۸

الفاظ میں تعریف کی ہے:

انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا۔

(مریم: ۵۴)

"وہ وعدے کے سچے تھے اور خدا کے رسول اور نبی ہیں"

رسول اکرم (ص) نے فرمایا:

من کان یؤمن باللہ وبالیوم الآخر فلیف اذا وعد(۱)

"جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ جب کسی سے وعدہ کرے تو اسے پورا کرے"۔

سچ بولنے اور وعدہ کی وفا کرنے کی اہمیت یہیں سے ظاہر ہوتی ہے کہ بہت سارے غیر مسلم اسلام کے بارے میں اپنا فیصلہ یا رائے کا اظہار مسلمانوں کی روش اور ان کے کردار کو دیکھ کر کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسے مسلمان بہت ہیں جنہوں نے اپنے پسندیدہ کردار کے ذریعے اسلام کو غیر مسلموں کے سامنے بہترین انداز میں پیش کیا اور ان افراد کی بھی کوئی کمی نہیں جو اپنے مذموم کردار کے ذریعے اسلام کو داغدار کرتے ہیں۔

شوہر داری

م۔ ۳۰۴: نیک خاتون کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو اذیت نہ دے، اس سے برا سلوک نہ کرے اور اسے تنگ نہ کرے اور نیک شوہر کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو اذیت نہ دے، اس سے برا سلوک نہ کرے اور اسے تنگ نہ کرے۔

رسول خدا (ص) نے فرمایا:

من کانت لہ امرأۃ تؤذیہ لم یقبل اللہ صلاتھا ولا حسنۃ من اعمالھا حتی تعینہ وترضیہ و ان

---

(۱) (حوالہ سابق اور اصول کافی ج۲ ص ۳۶۳)

صامت الدهر و قامت، و أعتقت الرقاب و أنفقت

الاموال فی سبیل الله وكانت اول من ترد النار۔

"جو خاتون اپنے خاوند کو اذیت دے جب تک وہ اپنے شوہر کی مدد نہ کرے اور اسے راضی نہ کرے، خدا اس کی نماز کو قبول فرماتا ہے اور نہ اس کی کسی اور نیکی کو قبول فرماتا ہے اگرچہ وہ زندگی بھر روزے رکھتی اور نمازیں پڑھتی رہے، راہ خدا میں غلام آزاد کرے، (راہ خدا میں) خرچ کرے، اور وہ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہو گی"

اس کے بعد آپ (ص) نے فرمایا:

وعلى الرجل مثل ذالك الوزر والعذاب اذا كان مؤذيا ظالما۔ (۱)

"اگر کوئی مرد (شوہر) اپنی بیوی پر ظلم کرے اور اسے اذیت دے تو اس کا گناہ اور سزا بھی اتنی ہی ہو گی۔"

م۔ ۳۰۵: مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ غیر مسلموں سے معلومات لے اور انہیں اپنا دوست بنائے ان کے ساتھ خلوص سے پیش آئے اور وہ بھی خلوص سے پیش آئیں۔ دنیوی مسائل اور مشکلات کے سلسلے میں مسلمان، غیر مسلموں سے مدد طلب کرے اور غیر مسلم بھی مسلمان سے مدد طلب کریں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لا ینهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فی الدين

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: وسائل الشیعہ ج ۲۰ ص ۱۲۸ اور عبدالحسین دستغیب کی کتاب "الذنوب الکبیرہ ج ۲ ص ۲۹۶-۲۹۷)

ولم يخرجو كم من دياركم ان تبروهم و تقسطوا
اليهم ان اللّه يحب المقسطين۔

(الممتحنة : ۸)

"جو لوگ تم سے تمہارے دین کے بارے میں نہیں لڑے پھرے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آنے سے خدا تمہیں منع نہیں کرتا، بیشک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

اس قسم کی دوستیوں اور تعلقات سے اگر بھرپور طریقے سے استفادہ کیا جائے تو یہ چیزیں ایک غیر مسلم دوست، غیر مسلم ہمسایہ، غیر مسلم ساتھی اور شریک کو اسلامی اقدار سے آگاہ اور روشناس کرانے کے لئے کافی ہیں اور یہی طرز عمل غیر مسلموں کو پہلے سے زیادہ اس دین مبین کے قریب لا سکتا ہے۔ چنانچہ رسول گرامی (ص) نے امیر المؤمنین (ع) کو مخاطب کر کے فرمایا:

لئن يهدى الله بك عبداً من عباده خيرلك مما
طلعت عليه الشمس من مشارقها الى مغاربها

(مستدرک الوسائل ج۱۲ص۲۴۱)

"اے علی اس میں شک نہیں کہ اگر خدا تمہارے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت دے تو یہ تمہارے لئے از مغرب تا مشرق پوری روئے زمین سے بہتر ہے"۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۰۶: یہودیوں اور مسیحیوں اور دیگر اہل کتاب کو اسی طرح اہل کتاب کے علاوہ دوسرے کافروں کو ان مناسبتوں پر مبارک باد دینا جائز ہے جن کا وہ جشن مناتے ہیں جیسے

میلادی سال کے آغاز کی عید، کرسمس اور ایسٹر کا تہوار ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

م۔۳۰۷ :امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایسی عبادتیں ہیں جو شرائط کی موجودگی میں مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :

ولتكن منكم أمة يدعون الى الخير و يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر و اولئك هم المفلحون۔

(عمران : ۱۰۴)

"اور تم میں سے ایک گروہ (ایسے لوگوں کا بھی) ہونا چاہیئے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اور ایسے لوگ ہی (آخرت میں) دلی مرادیں پائیں گے"

اللہ تعالی فرماتا ہے :

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض يأمرون بالمعروف و ينهون عن المنكر۔

(توبہ :۷۱ نیز ملاحظہ فرمائیں آل عمران :۱۱۰)

"اور ایمان دار مرد اور ایماندار عورتیں ان میں سے بعض، بعض کے رفیق ہیں لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں"

پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا :

لا تزال امتى بخيرما امروا بالمعروف ونهوا عن

المنكر و تعاونوا علی البر، فاذا لم یفعلوا ذالك
نزعت عنهم البرکات، و سلط بعضهم علی بعض
ولم یکن لهم ناصر فی الارض و لا فی السماء ۔
(وسائل الشیعه ج۱۲ ص ۳۹۶)

"جب تک میری امت کے لوگ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور نیکی میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہیں گے وہ خیر و عافیت سے رہیں گے اور جب ان کو ترک کریں گے تو یہ برکتیں ان سے چھن جائیں گی اور بعض، بعض پر مسلط کر دیئے جائیں گے اور ان کا زمین پر کوئی ناصر و مددگار ہوگا اور نہ آسمان میں"

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے جد امجد رسول خدا(ص) سے روایت کی ہے کہ آپ(ص) نے فرمایا:

کیف بکم اذا فسدت نساؤکم و فسق شبابکم ولم تأمروا بالمعروف ولم تنهو عن المنکر ؟ فقیل له: و یکون ذالك یا رسول الله ؟ فقال : نعم و شر من ذالك، کیف بکم اذا امرتم بالمنکر ونهیتم عن المعروف؟ فقیل له یا رسول الله ویکون ذالك؟ قال: نعم و شر من ذالك، کیف بکم اذا رأیتم المعروف منکرا والمنکر معروفا۔
(وسائل الشیعه ج۱۲ ص ۱۲۲)

"اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہاری عورتیں بگڑ جائیں گی اور تمہارے جوان فاسق ہو جائیں گے ، تم

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرو گے۔ آپ (ص) سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ کیا ایسا بھی ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا: یہ کیا، اس سے بھی بدتر ہو گا۔ اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم برائی کا حکم دو گے اور نیکی سے روکو گے۔ آپ (ص) سے پوچھا گیا یا رسول اللہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا: ہاں! بلکہ اس سے بھی بدتر ہو گا اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم نیکی کو برائی کی نگاہ سے اور برائی کو نیکی کی نگاہ سے دیکھو گے"

ان دونوں اہم فریضوں کی اہمیت اور تاکید اس وقت بڑھ جاتی ہے جب نیکی کو ترک کرنے والا اور برائی کا مرتکب فرد آپ کے اہل خانہ میں سے ہو۔ بسا اوقات آپ کے سامنے آپ کے بعض اہل خانہ بعض واجبات کو نظر انداز کرتے ہیں۔ بعض کو دیکھیں گے کہ وہ صحیح وضو نہیں کرتے، تیمّم صحیح طریقے سے نہیں کرتے، غسل جنابت صحیح نہیں کرتے، اپنے بدن اور لباس کو صحیح طرح سے پاک نہیں کرتے، نماز میں حمد و سورہ اور دیگر واجب اذکار کو صحیح نہیں پڑھتے، اپنے مال کا خمس اور زکوۃ ادا نہیں کرتے اور بعض اہل خانہ کو دیکھیں گے کہ وہ بعض حرام کام کے مرتکب ہوتے ہیں۔ غیر اخلاقی حرکتیں کرتے ہیں، جوا کھیلتے ہیں، گانا سنتے ہیں، شراب پیتے ہیں، مردار کا گوشت کھاتے ہیں، ناحق لوگوں کا مال کھاتے ہیں، لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں (ملاوٹ کرتے ہیں) چوری کرتے ہیں، گھر کی کچھ خواتین شرعی پردہ نہیں کرتیں، سر کے بال نہیں چھپاتیں، اور بعض خواتین وضو اور غسل کے موقع پر اپنے ناخن سے نیل پالش (کھرچ کر) صاف نہیں کرتیں بعض کو دیکھیں گے کہ وہ شوہر کے علاوہ دوسروں کے لئے خوشبو لگاتی ہیں اور بعض عورتیں اپنے چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، دیور و جیٹھ، شوہر

يا معشر من اسلم بلسانه ولم يخلص الايمان الى قلبه لا تذموا المسلمين ولا تتبعوا عوراتهم فان من تتبع عوراتهم تتبع الله عورته، ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو فى بيته۔

(وسائل الشیعہ ج۱۲ص ۲۷۵)

"اے مسلمان کے وہ گروہ! جو زبان سے تو ایمان لے آیا لیکن ایمانِ خالص اس کے دل میں داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی مذمت نہ کرو اور ان کے ستر کی جستجو میں نہ رہو اس لئے کہ جو شخص لوگوں کے ستر کی کھوج میں رہے گا خدا اس کے ستر کی کھوج میں رہے گا اور خدا جس کے ستر کی کھوج میں رہے، اس کو رسوا کر دے گا اگرچہ خود اس کے گھر میں سہی۔"

غیبت

م۔۳۱۲ : غیبت کا مطلب یہ ہے کہ کسی مؤمن کی عدم موجودگی میں اس کا کوئی عیب بیان کیا جائے، چاہے یہ عیب جوئی تنقیص کی نیت سے ہو یا نہ ہو۔ چاہے یہ عیب جسمانی، نسبی، اخلاقی، قول سے متعلق، فعل سے متعلق، دین سے متعلق، دنیا سے متعلق ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور ہو، جو لوگوں سے پوشیدہ ہو نیز فرق نہیں پڑتا کہ زبان سے عیب بیان کرے یا کوئی ایسا کام کیا جائے جو کسی کے عیب کو ظاہر کرے۔

(منهاج الصالحين آقای سيستانی ج۱ص۱۷)

اللہ تعالی نے اپنے کلام میں اس کی مذمت کی ہے اور اس کی ایسی تصویر پیش کی ہے جس سے انسان کی روح اور بدن کانپ جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی

والمغیب ۔ (حوالہ سابق)

"ہر مؤمن کا دوسرے مؤمن پر فرض ہے کہ وہ سامنے بھی اور عدم موجودگی میں بھی اسے نصیحت کرے"۔

نیز آپ (ع) نے فرمایا:

عليك بالنصح لله فى خلقه فلن تلقاه بعمل أفضل منه.

(اصول کافی ج۲ص۱۶۴)

"تمہارا فرض ہے کہ تم اللہ اس کی مخلوق میں بہتر اعمال کی نصیحت کرو کیونکہ بارگاہ الٰہی میں پیش کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں۔"

م۔۳۱۱: شریعت اسلام میں تجسّس کرنا، مسلمانوں کے پوشیدہ معاملات کو جاننے کی کوشش کرنا اور ان کے ان معاملات کو فاش کرنا جنہیں انہوں نے چھپا رکھا ہو، حرام شمار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا ایهاالذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا

(الحجرات: ۱۲)

"اے ایماندارو بہت سے گمان بد سے بچے رہو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے حال کی ٹوہ میں نہ رہا کرو۔"

امام جعفر صادق (ع) کے صحابی اسحاق بن عمار کہتے ہیں: میں نے امام (ع) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اکرم (ص) نے فرمایا:

سنا ہے کہ آپس کی کشید گیوں کو مٹانا عام نماز روزے سے
افضل ہے"

م۔۳۱۰: دوسروں کو نصیحت کرنااور برادران مؤمن کو دی گئی نعمتوں کی بقاء کاارادہ (اور تمنا) کرنا انہیں شر یا کسی قسم کا آسیب پہنچنے سے کراہت اور ناپسند کرنا اور انہیں ایسے کاموں کی راہنمائی کرنا جن میں ان کی سعادت، خیر اور مصلحت ہو خدا کے پسندیدہ اعمال میں سے ہے۔ نصیحت اور اس پر آمادہ کرنے والی روایات حدوحصر سے زیادہ ہیں۔ انہی روایات میں رسول اسلام (ص) کی وہ روایت ہے جس میں آپ نے فرمایا:

إن اعظم الناس منزلة عند الله يوم القيامة امشاهم فى ارضه بالنصيحة لخلقه۔

(اصول کافی ج۲ص ۲۰۸)

"روز قیامت خدا کے نزدیک سب سے عظیم منزلت اس شخص کی ہو گی جو روئے زمین پر لوگوں کو سب سے زیادہ نصیحت کرتا رہا ہے۔"

امام محمد باقر (ع) سے روایت ہے کہ رسول اکرم (ص) نے فرمایا:

لينصح الرجل منكم اخاه كنصيحته لنفسه (۱)

"ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے برادر مؤمن کو اسی طرح نصیحت (خیر خواہی) کرے جس طرح اپنے آپ کو نصیحت کرتا ہے"۔

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

يجب للمؤمن على المؤمن النصيحة له فى المشهد

---

(۱) حوالہ سابقہ نیز ملاحظہ فرمائیں جامع السعادات ج۲ص ۲۱۳

جائیں)"۔

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں :

وإن جالسك يهودى فاحسن مجالسته

(وسائل الشیعہ ج ۱۲ص ۲۰۱)

"اگر تمہارا ہم نشین یہودی ہو تو اس سے بھی حسن سلوک کرو"

م۔۳۰۹ :لوگوں میں صلح کرانے، انہیں ایک دوسرے کے نزدیک لانے اور اختلاف کی خلیج کو کم کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ اگر عام حالات میں اس عمل کا اجر و ثواب زیادہ ہو تو دیار غیر میں مصالحت کرانے کا ثواب کتنا زیادہ ہو گا۔ جہاں انسان اپنے گھر بار، اہل خانہ، یار دوست اور دینی معلومات سے دور رہتا ہے۔

امیر المؤمنین (ع) نے ابن ملجم کی ضربت لگنے کے بعد اور شہادت سے کچھ دیر پہلے امام حسن اور امام حسین (علیہما السلام) کو بہت سی وصیتیں فرمائیں جن میں تقوی الٰہی باہمی نظم ونسق اور مصالحت شامل ہیں۔ آپ (ع) فرماتے ہیں :

او صيكما و جميع ولدى و اهلى و من بلغه كتابى بتقوى الله ونظم أمركم و صلاح ذات بينكم فانى سمعت جدكما (ص) يقول: صلاح ذات البين افضل من عامة الصلوة و الصيام۔

(نہج البلاغة صبحی صالح ص۴۲۱)

"میں تم کو، اپنی تمام اولاد کو، اپنے کنبہ کو اور جن جن تک میرا یہ توشہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ (ص) کو فرماتے

معبود بر حق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ علی (ع) نے فرمایا: اب جب تم اسلام لے آئے ہو تو یہ زرہ تمہاری ہے۔ (میں تمہیں بخش دیتا ہوں۔) اس کے بعد آپ (ع) نے اس نصرانی کو صحیح النسل گھوڑے پر سوار کیا۔ شعبی کہتا ہے کہ میں نے (اپنی آنکھوں سے) اس نصرانی کو مشرکین سے لڑتے ہوئے دیکھا۔ یہ ابی ذکریا کی حدیث کے عین الفاظ ہیں۔

اس طرح کی امیر المؤمنین (ع) کی اور بھی ایسی داستانیں موجود ہیں جو مغربی ممالک میں آج کے رائج اجتماعی امن و امان اور ضمانت سے متعلق قوانین پر (اسلام کی) تاریخی سبقت کا واضح ثبوت شمار ہوتی ہیں۔ کیونکہ آپ (ع) نے اسلامی حکومت میں مسلمان اور غیر مسلم میں فرق کو روا نہیں رکھا۔ راوی کہتا ہے:

مرشیخ مکفوف کبیر یسئل فقال امیر المؤمنین (ع) ما هذا فقالوا: یا أمیرالمؤمنین: نصرانی فقال: امیر المؤمنین (ع) تستعملوه حتی اذا کبر و عجز منعتموه، أنفقوا علیه من بیت المال.

(التہذیب ج۶ ص۲۹۳)

"ایک مرتبہ ایک بوڑھا نابینا لوگوں سے مانگتے ہوئے گزرا تو امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا: یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ لوگوں نے کہا: امیر المؤمنین یہ ایک نصرانی ہے۔ آپ (ع) نے فرمایا: تم ان سے (برابر) کام لیتے ہو اور جب وہ بوڑھے ہو جاتے ہیں اور کام کرنے سے عاجز آجاتے ہیں تو انہیں (ہر چیز سے) محروم کرتے ہو۔ بیت المال میں سے اس پر انفاق کرو (اس کے اخراجات بیت المال سے ادا کئے

(وسائل الشیعہ ج ۱۲ ص ۱۲۵)

"مکمل ہمراہی یہ ہے کہ جس ہمراہ سے آپ کا راستہ الگ ہو جائے کچھ دیر کے لئے اس کے ساتھ چلتے رہیں اور یہ ہمارے نبی کا حکم ہے"۔

یہ شخص اسلام کی ان تعلیمات کو دیکھ کر متاثر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ عدل علی (ع) کا ایک اعلیٰ نمونہ وہ ہے جسے شعبی نے ایک غیر مسلم کے ساتھ روا رکھنے کا ذکر کیا ہے۔

شعبی کہتے ہیں: ایک مرتبہ امیر المؤمنین (ع) بازار تشریف لے گئے جہاں آپ نے ایک نصرانی کو دیکھا جو ایک زرہ بیچ رہا تھا۔ شعبی کہتا ہے علی علیہ السلام نے اپنی زرہ کو پہچانا اور فرمایا: یہ زرہ میری ہے اور ہمارے درمیان فیصلہ مسلمانوں کا قاضی کرے گا۔ شعبی کہتا ہے اس وقت مسلمانوں کا قاضی شریح تھا۔ حضرت علی (ع) نے شریح کو اپنا قاضی تسلیم کیا اور فیصلے کا مطالبہ کیا۔

شریح نے کہا یا امیر المؤمنین! آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ (ع) نے فرمایا: یہ زرہ میری ہے جو ایک عرصہ پہلے مجھ سے کھو گئی تھی۔ شریح نے نصرانی سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ نصرانی نے کہا: میں امیر المؤمنین (ع) کو تو نہیں جھٹلاؤں گا البتہ یہ زرہ میری ہے۔ شریح نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ یہ زرہ نصرانی کے ہاتھ سے نکل سکے۔ کیا امیر المؤمنین کے پاس کوئی گواہ ہے؟ امیر المؤمنین نے فرمایا: شریح سچ کہتا ہے۔ شعبی کہتا ہے کہ نصرانی کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ احکام انبیاء کے ہیں کہ امیر المؤمنین قاضی کے پاس آ کر پیش ہوتے ہیں اور قاضی ان کے خلاف فیصلہ دے دیتا ہے۔ یا امیر المؤمنین! خدا کی قسم یہ زرہ آپ ہی کی ہے۔ میں نے لشکر سے نکل کر آپ کا پیچھا کیا اور اسی دوران آپ کے اونٹ سے گر گئی تھی جسے میں نے اٹھا لیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی

"میرے رب نے مجھے تمام لوگوں سے ویسے ہی رواداری برتنے کا حکم دیا ہے جیسے واجبات کو بجالانے کا حکم دیا ہے۔"

نیز فرمایا:

ثلاث من لم یکن فیه لم یتم له عمل ورع یحجزه عن معاصی الله وخلق یداری به الناس و حلم یردبه جهل الجاهل۔

(وسائل الشیعہ ج ۱۲ص ۲۰۰)

"تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ نہ ہوں اس کا کوئی عمل مکمل نہیں۔ ایک خوف خدا، جو اسے اللہ کی معصیت سے بچائے رکھے، ایسا اخلاق جس سے وہ لوگوں سے رواداری سے پیش آئے، ایسا حلم جس کے ذریعہ وہ جاہل کی جہالت کا جواب دے۔"

رواداری صرف مسلمانوں سے ہی نہیں کی جاتی۔ چنانچہ امیر المؤمنین (ع) سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ (ع) کوفہ کے راستے میں ایک غیر مسلم شخص کے ہم سفر ہوئے۔ جب یہ غیر مسلم شخص اس مقام پر پہنچا جہاں اس کا راستہ امیر المؤمنین (ع) کے راستے سے الگ ہو جاتا تھا تو کچھ دیر کے لئے امیر المؤمنین (ع) اس (غیر مسلم) کے ساتھ چلتے رہے تاکہ اس سے جدا ہونے سے قبل اس کی (اس طرح) مشایعت ہو جائے۔ جب اس غیر مسلم نے امیر المؤمنین (ع) سے اپنا راستہ چھوڑ کر اس غیر مسلم کے ہمراہ چلنے کی وجہ دریافت کی تو آپ (ع) نے فرمایا:

هذا من تمام الصحبة، أن یشیع الرجل صاحبه هنیئة اذا فارقه و کذالك امرنا نبینا۔

کے دوستوں سے پردہ نہیں کرتیں (اپنے بال اور بدن نہیں چھپاتیں) اور یہ جواز اور دلیل پیش کرتی ہیں کہ یہ افراد ایک ہی گھر میں ساتھ رہتے ہیں۔ یہ میرے بھائی کی طرح ہیں یا اس قسم کے دوسرے بے بنیاد عذر پیش کرتی ہیں اور بعض اہل خانہ کو دیکھیں گے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں، لوگوں کی غیبت کرتے ہیں دوسروں سے زیادتی کرتے ہیں، فضول خرچی کرتے ہیں، ظالموں کی ان کے ظلم میں مدد کرتے ہیں، اپنے ہمسائے کو اذیت دیتے ہیں۔

جب بھی اس قسم کے خلاف شرع کام دیکھنے میں آئیں تو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ اس اہم فریضے کی ادائیگی میں اس کے پہلے دو مرحلوں سے آغاز کریں (پہلے مرحلے میں برائی سے دلی نفرت کریں اور دوسرے مرحلے میں زبان سے نفرت اور کراہت کا اظہار کریں) اگر ان دونوں مرحلوں سے کوئی فائدہ نہ ہو تو حاکم شرع کی اجازت سے تیسرے مرحلے میں داخل ہوں اور برائی کی روک تھام کے لئے عملی اقدام کریں اور اس میں بھی ہلکے قدم سے آغاز کریں اور ضرورت پڑنے پر سخت قدم بھی اٹھائیں۔

(الفتاوی المیسرۃ آقای سیستانی)

اگر اہل خانہ میں سے کوئی شرعی احکام اور مسائل سے جاہل ہو تو اسے احکام کی تعلیم دیں اور اس کی پابندی پر ان کو آمادہ کریں۔

رواداری

م۔۳۰۸: تمام لوگوں سے رواداری برتنا، شریعت کے مستحبات میں سے ہے جس کی دین اسلام نے بہت زیادہ تشویق اور ترغیب دلائی ہے۔

چنانچہ رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:

امرنی ربی بمداراۃ الناس کما امرنی باداء الفرائض۔

داخل ہونے دیں؟

جواب: بطور احتیاط ان کا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔ البتہ دیگر عبادت گاہوں میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں اور اگر بے حجاب عورتوں کے داخلے سے عبادت گاہ کی ہتک حرمت ہوتی ہو تو ان کو پردہ کرانا لازمی ہے۔

م۔۳۲۱: کیا یہودی، عیسائی یا بالکل بے دین ہمسایہ کو تنگ کرنا جائز ہے؟

جواب: بغیر کسی جواز کے ان کو ستانا اور تنگ کرنا جائز نہیں۔

م۔۳۲۲: کیا کافر فقیر فقراء کو، چاہے وہ کتابی ہوں یا غیر کتابی، صدقہ دینا جائز ہے اور صدقہ دینے والا ثواب کا مستحق ہو گا؟

جواب: جو شخص حق اور اہل حق سے دشمنی نہ رکھتا ہو اس کو صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور صدقہ دینے والے کو اجر و ثواب بھی ملے گا۔

م۔۳۲۳: جو شخص موالی اہل بیت نہیں یا اہل کتاب میں سے ہے اور اثر کا احتمال ہو اور ضرر کا خطرہ بھی نہ ہو تو کیا اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے؟

جواب: اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی باقی شرائط وجوب موجود ہوں تو سوال میں مذکورہ افراد کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے۔ انہی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ معروف کا تارک اور منکر کا مرتکب شرعی طور پہ مجبور اور معذور نہ ہو اور جاہل مقصر معذور اور مجبور شمار نہیں ہوتا۔ لہذا پہلے اس کو حکم شرعی سے آگاہ کیا جائے جس کی اگر وہ مخالفت کرے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جائے گا۔ اگر منکر اور برائی کی نوعیت ایسی ہو کہ شارع کسی بھی صورت میں اس منکر کے وقوع پذیر ہونے پر راضی نہ ہو، جیسے زمین میں فساد پھیلانا، نفس محترمہ کو قتل کرنا وغیرہ، ایسی صورت میں اس کی مخالفت کرنے

---

(۱) الممتحنہ: ۸، ترجمہ مسئلہ نمبر ۳۰۵ کے ذیل میں ص ۱۹۷ میں گزر چکا ہے

(حوالہ سابق)

جس شخص کی صبح اس حالت میں ہو کہ وہ مسلمانوں کے
معاملات اور مشکلات کو اہمیت نہ دیتا ہو وہ ان میں سے
نہیں ہے۔"

اس مناسبت کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔

اس فصل سے مخصوص استفتاءات اور ان کے جوابات :

م۔۳۱۸ : کیا غیر مسلم ہمسائے کی تشییع جنازہ میں شرکت کرنا جائز ہے ؟

جواب : اگر مرنے والا اور جنازہ کے شرکاء اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں مشہور نہ ہوں تو اس کی تشییع جنازہ میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے چلے آگے آگے نہ چلے۔ (مسلمان کی تشییع جنازہ کا بھی یہی حکم ہے۔ یہ حکم صرف غیر مسلم سے مخصوص نہیں۔ مترجم)

م۔۳۱۹ : اگر کوئی غیر مسلم ہمسایہ ہو یا کسی کاروبار میں شریک ہو تو اس سے محبت اور ہمدردی رکھنا جائز ہے ؟

جواب : اگر وہ شخص (غیر مسلم) اپنے قول و فعل کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی کو ظاہر نہ کرتا ہو تو ایسے اقدام میں کوئی حرج نہیں جو محبت اور ہمدردی کا تقاضا ہو جیسے اس سے نیکی اور احسان کرنا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين
ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا
اليهم ان الله يحب المقسطين۔(۱)

م۔۳۲۰ : کیا گزشتہ ادیان کے پیروکار (اہل کتاب) اور دوسرے کافروں کا مساجد اور مسلمانوں کے دیگر عبادت خانوں میں داخل ہونا جائز ہے اور جائز ہونے کی صورت میں کیا ہم پر واجب ہے کہ ان کی بے پردہ عورتوں کو چادر پہنائیں اور پھر

سکتا۔

(مزید معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں "الانفاق فی سبیل اللہ" للسید عزالدین بحر العلوم)

م۔۳۱۷: رسول اسلام (ص) نے صاحب حیثیت افراد کو اپنے اہل و عیال کے لئے ہدیہ لے کر جانے اور انہیں خوشحال کرنے کی طرف دعوت دی ہے (اور انہیں اس عمل پر برانگیختہ فرمایا ہے) ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

من دخل السوق، فاشتری تحفة، فحملها الی عیاله، کان کحامل صدقة الی قوم محاویج۔

(ثواب الاعمال و عقاب الاعمال ص۱۷۲)

"جو شخص بازار جائے اور وہاں سے کوئی تحفہ خریدے اور اپنے اہل و عیال کو لاکر دے یہ ایسا ہے جیسا ایک محتاج اور ضرورت مند قوم کو کوئی ہدیہ لاکر دیا ہو۔"

جن امور کی طرف شریعت اسلام نے دعوت دی ہے اور مسلمانوں کو اس پر برانگیختہ کیا ہے، ان میں سے ایک مسلمانوں کے معاملات (ان کے مشکلات) کو اہمیت دینا ہے۔

رسول اکرم (ص) نے فرمایا:

من اصبح ولم یهتم بامور المسلمین فلیس بمسلم۔

(جامع السعادات ج۲ ص۲۲۹)

"جس شخص کی صبح اس حالت میں ہو کہ وہ مسلمانوں کے معاملات اور مشکلات کو اہمیت نہ دے وہ مسلمان ہی نہیں۔"

نیز آپ (ص) نے فرمایا:

من اصبح لا یهتم بأمور المسلمین فلیس منهم۔

(وسائل الشیعہ ج۲ص ۲۵۵)

„صدقہ قرض کوادا کر دیتا ہے اور برکت چھوڑ جاتا ہے۔"

انفاق کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اولاد اچھی خلف ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ امام جعفر صادق(ع) فرماتے ہیں:

ما أحسن عبد الصدقة فی الدنیا إلا أحسن الله الخلافة علی ولده من بعده۔

(حوالہ سابق ج۱۹ص ۱۱۸)

"جو شخص اس دنیا میں احسن طریقے سے صدقہ دیتا ہے۔ اللہ تعالی اس کے بعد اس کی اولاد کو اچھا خلف ثابت کرتا ہے"

اور امام محمد باقر (ع) نے فرمایا:

ولأن أعول اهل بیت من المسلمن وأشبع جوعتهم واکسو عریهم وأکف وجوههم عن الناس احب الی من أن احج حجة و حجة وحجة، حتی انتهی الی عشرة مثلها، و مثلها حتی انتهی الی سبعین۔

(ثواب الاعمال وعقاب الاعمال للصدوق ص ۱۷۲)

"ایک مسلمان گھرانے کی سرپرستی (اور غریب نوازی) بھوکے انسان کو سیر کرنا، بے لباس کو لباس پہنانا اور مسلمانوں کی آبرو بچانا، مجھے ستر (۷۰) حجوں سے زیادہ پسند ہیں۔"

راہ خدا میں انفاق کرنا ایک وسیع باب ہے جس کا اتنی جلدی میں احاطہ نہیں کیا جا

اسی دنیا میں جو حاصل ہوتا ہے اس میں ایک، رزق وروزی ہے۔

چنانچہ رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں :

استنزلوا الرزق بالصدقة .

(البحار ج ۹۶ص ۱۱۸)

"صدقہ کے ذریعے رزق طلب کرو،،

راہ خدا میں انفاق کا ایک فائدہ بیماری کا علاج ہے۔ چنانچہ رسول اسلام (ص) سے مروی ہے :

داو وا مرضاكم بالصدقة .

"صدقہ کے ذریعے اپنے مریضوں کا علاج کیا کرو۔"

(قرب الاسناد للحميري ص ۷۴)

"صدقہ اور انفاق کا ایک اہم فائدہ درازی عمر اور بری اموات کو ٹالنا ہے۔"

امام باقر (ع) سے روایت ہے :

ان البر و الصدقة ينفيان الفقر و يزيدان العمر ويدفعان عن صاحبهما سبعين ميتة من السوء .

(الخصال للصدوق ج۱ص ۲۵)

"نیکی اور صدقہ، فقر اور غربت کو دور کرتے ہیں، عمر کو بڑھا دیتے ہیں اور نیکی کرنے والے اور صدقہ دینے والے سے ستر بری اموات کو دور کرتے ہیں"۔

راہ خدا میں انفاق کے فوائد میں سے ایک برکت اور قرض کی ادائیگی ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

إن الصدقة تقضي الدين وتخلف البركة.

لاطمع له فی القرص ولا عهد له بالشبع أوأبيت مبطاناً وحولی بطون غرثی و اکباد حری او اکون کما قال القائل :

و حسبك داء أن تبيت ببطنة
وحولك اکباد تحن الی القد

(نہج البلاغة صبحی صالح ص۴۱۷-۴۱۸)

"اگر میں چاہتا تو صاف ستھرے شھد، عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے لئے ذرائع مہیا کر سکتا تھا لیکن ایسا کہاں ہو سکتا ہے کہ خواہش مجھے مغلوب بنا لے اور حرص مجھے اچھے کھانوں کے چن لینے کی دعوت دے جبکہ حجاز و یمامہ میں شاید ایسے لوگ ہوں جنہیں ایک روٹی کے ملنے کی بھی امید نہ ہو۔ انہیں پیٹ بھر کر کھانا کبھی نصیب نہ ہوا ہو۔ کیا شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں در آنحالیکہ میرے گرد و پیش بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں یا میں ویسا ہو جاؤں جیسا کہنے والے نے کہا ہے:

تمہاری بیماری کیا یہی کم ہے کہ تم پیٹ بھر کر لمبی تان لو اور تمہارے گرد کچھ ایسے جگر ہوں جو سوکھے چمڑے کو ترس رہے ہوں"۔

رسول اکرم (ص) اور آئمہ طاہرین (ع) کی احادیث میں ان اثرات اور فوائد کی تصریح کی گئی ہے جو (روز قیامت کے) متوقع اجر عظیم سے پہلے اسی دنیا میں راہ خدا میں انفاق پر مترتب ہوتے ہیں۔ "یوم لا ینفع مال و لابنون" "روز آخرت کوئی مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد۔" راہ خدا میں انفاق کرنے والے کو

سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم، یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم و جنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔

(التوبہ: ۳۴۔۳۵)

"اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے جاتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے رسول) ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو جس دن وہ (سونا اور چاندی) جہنم کی آگ میں گرم (اور لال) کیا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جسے تم نے اپنے لئے (دنیا میں) جمع کر رکھا تھا تو (اب) اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو"

أمیر المؤمنین علیہ السلام نے اسلام کے عظیم اصولوں کو مجسم کر کے پیش کیا اور اس دنیائے فانی سے کنارہ کشی اور اس کی چمک دمک سے پہلو تہی کرتے ہوئے اس وقت اپنے ہاتھ میں موجود ہر چیز کو راہ خدا میں خرچ کر ڈالا جب مسلمانوں کا بیت المال آپ کے اختیار میں تھا۔ آپ (ع) نے اپنی حالت اور سوچ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

ولو شئت لاھتدیت الطریق الی مصفّی ھذا العسل، ولباب ھذا القمح، و نسائج ھذا القز، ولکن ھیھات ان یغلبنی ھوای ویقودنی جشعی، الی تخیر الاطعمة ولعل بالحجاز او الیمامة من

کے آگے آگے اور دائیں طرف چل رہا ہو گا تو ان سے کہا جائے گا تم کو بشارت ہو کہ آج تمہارے لئے وہ باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ رہو گے یہی تو بڑی کامیابی ہے"۔

ایک اور تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے وقت کے ہاتھ سے نکلنے سے پہلے انفاق کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد باری ہے:

وأنفقوا مما رزقنكم من قبل أن ياتى أحدكم الموت فيقول رب لو لا اخرتنى الى اجل قريب فأصّدق وأكن من الصالحين ولن يؤخر الله نفساً اذا جاء أجلها والله خبير بما تعملون۔

(المنافقون: ۱۰۔۱۱)

"اور ہم نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں سے (خدا کی راہ میں) خرچ کر ڈالو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت آجائے تو (اس کی نوبت نہ آئے کہ) کہنے لگے کہ پروردگارا تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دی تاکہ خیرات کرتا اور نیکو کاروں میں سے ہو جاتا اور جب کسی کی موت آجاتی ہے تو خدا اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو مال پر مال جمع کرتے جاتے، اس کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے۔ ایسے افراد کا اللہ تعالیٰ نے نہایت خوفناک انداز میں تذکرہ فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

والذين يكنزون الذهب و الفضة ولا ينفقونها فى

لن تبور ليوفيهم أجورهم ويزيدهم من فضله انه غفور شكور۔

(فاطر :۲۹۔۳۰)

"بیشک جو لوگ خدا کی کتاب پڑھا کرتے ہیں اور پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے چھپا کے اور دکھلا کے خدا کی راہ میں دیتے ہیں وہ ایسے بیوپاری کا آسرا رکھتے ہیں جس کا کبھی ٹاٹ نہ الٹے گا تاکہ خدا انہیں ان کی مزدوریاں بھرپور ادا کرے بلکہ اپنے فضل و کرم سے اور بڑھا دے گا۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا قدردان ہے"۔

دوسرے سورے میں فرمایا:

من ذالذی یقرض الله قرضا حسناً فیضا عفه له وله اجر کریم، یوم تر ی المؤمنین والمؤمنات یسعی نورهم بین أیدیهم و بأیمانهم بشراکم الیوم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ذلك هو الفوز العظیم۔

(الحدید :۱۱۔۱۲)

"کون ایسا ہے جو خدا کو خالص نیت کے ساتھ قرض حسنہ دے تو خدا اس کے لئے (اجر کو) دوگنا کردے اور اس کے لئے معزز صلہ (جنت) ہی ہے۔ جس دن تم مومن مرد اور مؤمنہ عورتوں کو دیکھو گے کہ ان (کے ایمان) کا نور ان

المتواضعين، وانت عنده من المتكبرين، وتطمع،
و انت متمرغ في النعيم تمنعه الضعيف وألارملة،
ان يوجب لك ثواب المتصدقين؟ وانما المرء
مجزى بما اسلف و قادم علي ما قدم۔

(نہج البلاغۃ صبحی صالح ص ۳۷۷)

"میانہ روی اختیار کرتے ہوئے فضول خرچی سے باز آؤ۔ آج کے دن کل کو بھول نہ جاؤ صرف ضرورت بھر کے لئے مال روک کر محتاجی کے دن کے لئے آگے بڑھاؤ۔ کیا تم یہ آس لگائے بیٹھے ہو کہ تمہیں عجز وانکساری کرنے والوں کا اجر دے گا حالانکہ تم اس کے نزدیک متکبروں میں سے ہو اور یہ طمع رکھتے ہو کہ وہ خیرات کرنے والوں کا ثواب تمہارے لئے قرار دے گا حالانکہ تم عشرت سامانیوں میں لوٹ رہے ہو اور بیکسوں اور بیواؤں کو محروم کر رکھا ہے۔ انسان اپنے ہی کئے کی جزا پاتا ہے اور جو آگے بھیج چکا ہے وہی آگے بڑھ کر پائے گا۔"

راہ خدا میں انفاق

م۔۳۱۶ : اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک میں راہ خدا میں انفاق کی دعوت دی ہے اور اسے ایسی تجارت قرار دیا ہے جس کا ٹاٹ کبھی نہ الٹے گا ارشاد خداوندی ہے :

ان الذين يتلون كتا ب الله و اقامو ا الصلوة و
انفقوا مما رزقنهم سرا و علانية يرجون تجارة

دے)۔ اپنے برادر مؤمن کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ سے
کسی برائی کا گمان نہ کرنا جب تک اس کو کسی اچھے اور صحیح
مطلب پر محمول کرنا ممکن ہو"۔

فضول خرچی

م۔ ۳۱۵ :اسراف اور فضول خرچی، یہ دونوں ایسے طرز عمل ہیں جن کی اللہ تعالی نے مذمت کی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :

وکلو واشربوا ولا تسرفوا انه لایحب المسرفین
(الاعراف :۳۱)

"اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ خدا فضول
خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"

دوسری آیت میں فضول خرچی کی مذمت میں فرمایا :

ان المبذرین کانوا إخوان الشیاطین و کان
الشیطان لربه کفورا۔

(الاسراء :۲۷)

"فضول خرچ کرنے والے لوگ یقیناً شیطانوں کے بھائی ہیں
اور شیطان اپنے پالنے والے کا بڑا ناشکری کرنے والا ہے"

امیر المؤمنین (ع) نے اسراف (فضول خرچی) کی مذمت میں زیاد کے نام ایک مکتوب بھیجا جس میں آپ (ع) نے فرمایا۔

فدع الاسراف مقتصداً واذکر فی الیوم غداً،
وامسك عن المال بقدر ضرورتك وقدم الفضل
لیوم حاجتك، أترجو ان یعطیك الله اجر

(ثواب الاعمال وعقاب الأعمال للصدوق ص۲۶۲)

"اللہ خونریزی کرنے والے شراب بنانے والے اور چغل خوری کرنے والے کو جنت میں داخل نہیں فرمائے گا"

بدگمانی

م۔۳۱۴ :اللہ تعالی نے بدگمانی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے :

يا أيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن إن بعض الظن اثم

(الحجرات :۱۲)

"اے ایماندارو! بہت سے گمان بد سے بچے رہو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے۔"

اس آیت کریمہ کی رو سے کسی مؤمن کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ بغیر کسی واضح دلیل کے اپنے برادر مؤمن کے بارے میں بدگمانی کرے۔ دل کی باتوں کو خدا کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ جب تک برادر مومن کے عمل کو کسی صحیح پہلو پر محمول کرنا ممکن ہو اسے صحت پر محمول کرنا چاہئے مگر یہ کہ اس کے خلاف ثابت ہو جائے۔

امیر المؤمنین (ع) فرماتے ہیں :

ضع أمر اخيك على أحسنه حتى يأتيك ما يغلبك منه، ولا تظنن بكلمة خرجت من اخيك سوء، و انت تجد لها في الخير محملا۔

(وسائل الشیعہ ج۸ باب ۱۶۱)

"اپنے برادر مؤمن کے عمل کو (ہمیشہ) اچھے پہلو پر محمول کرو مگر یہ کہ کوئی تمہیں اس سے منصرف کر دے (پھیر

کرنے والے کا ہے۔

(منہاج الصالحین آقای سیستانی ج۱ص۱۷)

م۔ ۳۱۳ : جب بھی غیبت کا ذکر ہو عام طور مؤمن کے ذہن میں ایک اور اصطلاح آتی ہے جسے اسلام نے حرام قرار دیا ہے اور اس کے مرتکب کی سخت مذمت کی ہے تاکہ معاشرے کو افتراق و انتشار سے بچایا جا سکے اور وہ اصطلاح چغل خوری ہے۔ مثلاً کسی شخص سے یہ کہا جائے کہ فلاں آدمی نے تمہارے خلاف یہ بات کہی ہے اور دونوں کے تعلقات مکدر کرے یا کدورت کو اور زیادہ بڑھا دے۔ چنانچہ پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہے :

ألا أنبئكم بشراركم؟ قالوا بلى يا رسول الله، قال: المشاؤون بالنميمة، المفرقون بين الأحبة۔

(جامع السعادات ج۲ ص۲۷۶)

"تمہیں بتاؤں تم میں سے بد ترین شخص کون ہے ؟ لوگوں نے کہا : یارسول اللہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا : جو لوگوں میں چغل خوری کرتا پھرتا ہے اور دوستوں میں جدائی ڈال دیتا ہے۔

امام باقر (ع) نے فرمایا :

الجنة محرمة على المغتابين المشائين بالنميمة

(اصول کافی ج۲ص۳۶۹)

"غیبت کرنے والے اور چغل خوری کرنے والوں پر جنت حرام ہے"

امام صادق (ع) نے فرمایا :

لا يدخل الجنة سفاك للدماء، ولا مدمن للخمر ولا مشاء بنميم۔

ہے:

لا يغتب بعضكم بعضا أيحب احدكم أن يأكل لحم اخيه ميتاً فكرهتموه.

(الحجرات: ۱۲)

"اور نہ تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم اس سے (ضرور) نفرت کرو گے۔"

رسول خدا (ص) نے فرمایا:

إياكم و الغيبة فان الغيبة أشد من الزنا فان الرجل قديزني فيتوب الى الله فيتوب الله عليه وصاحب الغيبة لا يغفرله حتى يغفر له صاحبه

(جامع السعادات ج۲ ص۳۰۲)

"غیبت سے بچے رہو کیونکہ غیبت زنا سے بھی سخت گناہ ہے اس لئے کہ انسان اگر زنا کرلے اور اس کے بعد توبہ کرلے تو خدا اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے، لیکن جو شخص غیبت کرتا ہے خدا اسے اس وقت تک نہیں بخشتا جب تک وہ آدمی نہ بخشے جس کی غیبت کی گئی ہو"۔

مومن کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے برادر مومن کی غیبت کو سنتا رہے۔ بلکہ نبی اکرم (ص) اور آئمہ طاہرین (ع) کی بعض روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص کسی کی غیبت سنے اس کا فرض ہے کہ غیبت کئے جانے والے شخص کی مدد کرے اور غیبت کرنے سے روکے اور ٹوکے اور اگر وہ نہ روکے تو خدا اسے دنیا و آخرت دونوں میں رسوا کر دیتا ہے اور غیبت سننے والے کا گناہ اتنا ہی ہے جتنا غیبت

دے بھی دے پھر بھی اہل کتاب سے نکاح عارضی (متعہ) تک سے گریز کرے اور اس مسئلے میں فرق نہیں پڑتا کہ اس مسلمان مرد کے پاس اس کی بیوی موجود ہو یا نہ ہو (کسی اور جگہ ہو)۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۹۷: شرعی نکاح کے بغیر یہودی اور نصرانی جیسی اہل کتاب عورتوں سے جنسی عمل انجام دینا جائز نہیں اگرچہ اس ملک کی حکومت مسلمان کے ساتھ حالت جنگ میں ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۹۸: احتیاط واجب یہ ہے کہ جو عورت زنا میں مشہور ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے نکاح نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ بھی احتیاط واجب ہے کہ انسان اس عورت سے بھی، اس کے توبہ کرنے سے پہلے، نکاح نہ کرے جس کے ساتھ اس نے زنا کیا ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۹۹: اگر غیر مسلم مرد اور عورت کا خود ان کے اپنے مذہب کے مطابق باشرائط اور صحیح نکاح واقع ہوا ہو تو اس پر بھی ہمارے نزدیک صحیح عقد نکاح کے آثار و احکام مترتب ہوں گے۔ چاہے شوہر بیوی اہل کتاب ہوں۔ مثلاً دونوں یہودی یا مسیحی ہوں یا اہل کتاب نہ ہوں جیسے دوسرے کفار ہیں یا ایک اہل کتاب ہو اور دوسرا اہل کتاب نہ ہو۔ حتی کہ یہ دونوں شوہر بیوی بیک وقت مسلمان ہو جائیں تو اپنے سابق رشتہ ازدواج پر برقرار رہیں گے اور ہمارے دین و مذہب کے مطابق کسی نئے عقد نکاح کی ضرورت نہیں ہو گی۔

م۔۴۰۰: اگر کوئی باپ اپنی بیٹی سے جو ۱۸ سال کی ہو گئی ہو اپنی ولایت (سرپرستی) اٹھا لے اور اس کو مستقل حیثیت دے دے جیسا کہ امریکہ اور بعض یورپی ممالک

رضامندی شرط نہیں۔

م۔۳۹۰ : سمجھ دار، بالغ اور کنواری لڑکی کے نکاح میں باپ یا دادا کی رضامندی اس صورت میں شرط نہیں جب باپ یا دادا اسے اس کے شرعی اور عرفی کفو سے نکاح کرنے سے منع کریں یا اس کے نکاح میں کسی قسم کی دلچسپی لینے سے گریز کریں یا ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے ان سے اجازت لینا ممکن نہ ہو۔ ان صورتوں میں اگر شادی اس کی اشد ضرورت ہو تو (باپ کی اجازت کے بغیر) شادی کر سکتی ہے۔

م۔۳۹۱ : جو لڑکی کنواری نہ ہو اس کے نکاح میں باپ یا دادا کی رضامندی ضروری نہیں اور کنواری نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا پہلے سے صحیح نکاح ہوا ہو اور شوہر نے اس سے ہمبستری کی ہو لیکن اگر کسی لڑکی کی بکارت زنا یا کسی اور وجہ (جیسے کھیل کود) سے زائل ہوئی ہو تو وہ کنواری سمجھی جائے گی اور باپ دادا کی اجازت لازمی ہو گی۔

م۔۳۹۲ : جو شخص شادی نہ کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو فعل حرام سے نہ بچا سکے اس پر شادی کرنا واجب ہے۔

م۔۳۹۳ : ☆☆☆

م۔۳۹۴ : ☆☆☆

م۔۳۹۵ : جن ممالک میں ملحدوں، منکرین خدا اور اہل کتاب کی اکثریت ہو وہاں مسلمان پر واجب ہے کہ وہ جس لڑکی سے نکاح کرنا چاہے اس سے اس کے دین کے بارے میں دریافت کرے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ وہ ملحد نہیں تاکہ نکاح صحیح ہو سکے اور اس سلسلے میں لڑکی کا قول قابل قبول ہو گا۔

م۔۳۹۶ : جس مسلمان نے کسی مسلمان خاتون سے شادی کر رکھی ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی مسلمان بیوی کی اجازت کے بغیر یہودی اور مسیحی جیسی اہل کتاب عورت سے نکاح کرے (بلکہ) احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر مسلمان بیوی اجازت

م۔۳۸۶ : شریعت اسلام میں نکاح کی دو قسمیں ہیں : دائمی نکاح اور عارضی نکاح۔ دائمی نکاح اس عقد کو کہتے ہیں جس میں ازدواج کی مدت معین نہیں کی جاتی۔ اس ازدواج میں زوجہ، زوجہ دائمہ کہلاتی ہے۔

عارضی نکاح اسے کہتے ہیں جس میں نکاح کی مدت ایک سال اس سے زیادہ یا اس سے کم معین کی جاتی ہے اس ازدواج میں زوجہ، زوجہ موقتہ (عارضی) کہلاتی ہے۔

م۔۳۸۷ : دائمی نکاح کا صیغہ : پہلے عورت مرد کو خطاب کر کے کہے : زَوَّجْتُكَ نَفْسِي بِمَهْرٍ قَدْرُه ..... خالی جگہ پر مہر کی تعداد کا ذکر کرے۔ اس کے فوراً بعد مرد کہے : قَبِلْتُ التَّزْوِيْجَ۔

عارضی نکاح (متعہ) کا صیغہ : پہلے عورت مرد سے کہے : زَوَّجْتُ نَفْسِي بِمَهْرٍ قَدْرُه .... لِمُدَّةٍ .... پہلی خالی جگہ پر مہر کی رقم اور دوسری خالی جگہ نکاح کی مدت کا ذکر کرے۔

م۔۳۸۸ : مسلمان مرد، یہودی اور مسیحی عورت سے عارضی نکاح (متعہ) کر سکتا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ غیر مسلم عورت (اہل کتاب) سے دائمی نکاح نہ کیا جائے۔ لیکن اہل کتاب کے علاوہ دوسری کافر عورتوں سے کسی قسم کا نکاح جائز نہیں اور احتیاط واجب کے طور پر مجوسی عورت سے عارضی نکاح تک نہیں ہو سکتا۔ لیکن مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بھی کافر سے نکاح کرے (اگرچہ اہل کتاب ہو)۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۸۹ : کنواری لڑکی، چاہے وہ مسلمان ہو یا اہل کتاب اگر وہ زندگی کے مسائل میں مستقل اور خود کفیل نہ ہو تو اس کے نکاح میں، باپ یا دادا کی رضامندی شرط ہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ مستقل اور خود کفیل ہو پھر بھی باپ یا دادا کی رضامندی حاصل کی جائے۔ البتہ بھائی، بہن اور دیگر رشتہ داروں کی

مراد بدکردار گھرانے کی خوبرو عورت ہے۔"

م۔۳۸۲ : عورت اور اس کے ولی وارثوں کو بھی چاہئے کہ انہیں ان صفات و خصائل کی اہمیت کا احساس دلائیں جن کا شوہر میں ہونا ضروری ہے۔ عورت کو چاہئے کہ وہ ایسے مرد کو اپنے رفیق حیات کے طور پر منتخب کرے جو دیندار، پاکدامن اور بااخلاق ہو۔ شراب خور نہ ہو اور برائیوں اور مہلک گناہوں کا ارتکاب نہ کرتا ہو۔

م۔۳۸۳ : یہ امر مستحسن ہوگا کہ کوئی دیندار، بااخلاق مرد خواستگاری کرے تو اس سے انکار نہ کیا جائے۔

چنانچہ رسول اسلام (ص) فرمایا:

اذا جاء كم من ترضون خلقه و دينه فزوجوه إنكم إن لا تفعلوا ذالك تكن فتنة فى الارض وفساد كبير.

(تہذیب الاحکام ج۷ص۳۹۵)

"جب کوئی ایسا لڑکا بیٹی کی خواستگاری کے لئے تمہارے پاس آئے جس کا اخلاق اور دین پسندیدہ ہو تو اسے رشتہ دے دو ورنہ زمین پر فتنہ اور بڑا بگاڑ پیدا ہوگا۔"

م۔۳۸۴ : ازدواج کے سلسلے میں خواہشمند لوگوں کے لئے کوشش کرنا ان کے لئے وسیلہ بننا اور طرفین کو رشتے پر آمادہ کرنا مستحب ہے۔

م۔۳۸۵ : مرد خواستگاری سے پہلے اس عورت کے مقامات حسن کو دیکھ سکتا ہے یا اس سے ہمکلام ہو سکتا ہے جس کا رشتہ لینا چاہتا ہے اس بنا پر ایسی خاتون کا چہرہ، اس کے بال، گردن، ہتھیلیاں، پنڈلیاں، کلائیاں اور اس قسم کے مقامات حسن کو دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ اس نظر کا مقصد جنسی لذت حاصل کرنا نہ ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

سما استفاد امرؤ مسلم فائدة بعد الاسلام افضل من زوجة مسلمة تسره اذا نظر اليها وتطيعه اذا أمرها، و تحفظه اذا غاب عنها۔

(منهاج الصالحین آقای سیستانی المعاملات القسم الثانی ص ۷)

"ایک مسلمان کے لئے اسلام کے بعد ایسی مسلمان بیوی سے افضل اور کوئی چیز نہیں جس کی طرف دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے، شوہر حکم کرے تو وہ اس کی اطاعت کرے، شوہر کی عدم موجودگی میں اس کا تحفظ کرے۔"

م۔۳۸۱: مرد کو چاہئے کہ وہ جس خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے اس میں ان صفات اور خصوصیات کو پیش نظر رکھے جو ایک مثالی خاتون میں ہونی چاہئیں جو پاک دامن، شریف الاصل اور نیک ہو اور دنیوی اور اخروی معاملات میں شوہر کی مددگار ثابت ہو۔ مرد کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ بیوی کے انتخاب میں اس کا مطمح نظر، صرف اس کا ظاہری حسن و جمال اور مال و دولت ہو۔ پیغمبر اسلام (ص) سے مروی ہے:

ایها الناس ایاکم و خضراء الدمن قیل یا رسول الله وما خضراء الدمن ؟ قال المرأة الحسناء فی منبت السوء۔

(وسائل الشیعة ج ۲۰ ص ۳۵)

"اے لوگو! کوڑا کرکٹ پر اگنے والے سبزے سے احتراز کرو۔ آپ (ص) سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ (ص) اس سبزے سے کیا مراد ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا: اس سے

شریعت اسلامیہ میں جنسی تعلقات سے متعلق بعض مخصوص احکام بیان کئے جاتے ہیں جو زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مشتمل ہیں اور ایسی شدید انسانی ضرورت کی حیثیت سے ان کی خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے جن پر ایسے ایسے معاملات مترتب ہوتے ہیں جن کا معاشرہ اور اس کے افراد سے گہرا ربط ہوتا ہے۔ عورت اور مرد کے تعلقات کے مختلف احکام ہیں۔ ان میں سے ہم صرف ان احکام کو بیان کر رہے ہیں جن کا تعلق غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں سے ہے، جو اپنی عملی زندگی میں ان احکام کی معرفت سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

م۔۳۸۰: ازدواج (شادی) ان مستحبات میں سے ہے جن کی اسلام میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ رسول خدا (ص) کا فرمان ہے:

من تزوج احرز نصف دینه.

(وسائل الشیعۃ ج۲۰ ص۱۷)

"جو شخص شادی کرلیتا ہے وہ اپنا آدھا دین بچا لیتا ہے"

نیز آپ (ص) نے فرمایا:

من أحب ان یتبع سنتی فان من سنتی التزویج.

(حوالہ سابق)

"جو شخص میری سنت کی پیروی کرنا چاہتا ہے (اسے معلوم ہونا چاہئے) میری سنت میں سے ایک شادی ہے"

نیز آنحضرت (ص) کا ارشاد ہے:

ساتویں فصل

ازدواجی زندگی

☆ مقدمہ

☆ ازدواج سے متعلق بعض احکام

☆ جنسی تعلقات سے مخصوص استفتاءات

م۔۳۷۸ : کیاڈاکٹر کے لئے جائز ہے یا کیااس پر واجب ہے کہ وہ شوہر اور بیوی جیسے مریض کے قریبی لواحقین اور متعلقین کو ایڈز کی بیماری سے آگاہ کرے ؟

جواب : اگر مریض یااس کا ولی اس کی اجازت دے تو لواحقین کو آگاہ کرنا جائز ہوگا اور طویل عرصے تک سہی، مریض کی زندگی بچانا انہیں آگاہ کرنے پر موقوف ہو تو اس صورت میں واجب ہوگا۔ نیز اس صورت میں بھی لواحقین کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا واجب ہوگا جبکہ لاعلمی کی وجہ سے ضروری احتیاط نہ ہو سکے اور اس طرح دوسروں تک بیماری کے منتقل ہونے کا خطرہ ہو۔ واللہ العالم۔

م۔۳۷۹ : کیا وہ مسلمان اپنی بیوی سے ہمبستری کر سکتا ہے جس کو معلوم ہو کہ میں ایڈز کی متعدی بیماری میں مبتلا ہوں اور کیا ایسے شوہر پر واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اپنی بیماری سے آگاہ کرے ؟

جواب : اگر شوہر کو اس بات کا یقین ہو کہ ہمبستری سے یہ بیماری پھیل جائے گی تو کسی صورت میں بھی ہمبستری جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح اس صورت میں بھی ہمبستری جائز نہیں ہوگی جب بیماری کے پھیلنے کا قابل ذکر واہمیت احتمال ہو مگر یہ کہ عورت کو صورت حال کا پتہ ہو اور اپنی رضامندی سے ہمبستری کا موقع دے اس صورت میں مرد کے لئے ہمبستری جائز ہوگی۔

☆☆☆☆☆

رکھے تو وہ اپنا معاملہ لے کر حاکم شرع کی طرف رجوع کر سکتی ہے تاکہ شوہر کو میل جول کو بحال کرنے یا طلاق دینے میں سے کسی ایک پر مجبور کیا جا سکے ؟

م ۔ ۳۷۴ : اگر شوہر ایڈز کا مریض ہو تو بیوی طلاق لے سکتی ہے، اس کا کیا حکم ہو گا ؟

جواب : بیوی کے مطالبہ پر شوہر کو طلاق پر مجبور نہیں کیا سکتا اور حاکم کی طرف سے بھی اسے طلاق نہیں دی جا سکتی ۔ البتہ عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ہمبستری اور کسی بھی ایسے میل جول سے انکار کر دے جس سے اس بیماری میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اور اس کے باوجود شوہر پر بیوی کا نان و نفقہ واجب ہے ۔

م ۔ ۳۷۵ : کیا ایڈز کی مریضہ حاملہ خاتون اسقاط حمل کر سکتی ہے ؟

جواب : اسقاط حمل جائز نہیں ۔ خصوصاً جب جنین میں روح داخل ہو چکی ہو ۔ ہاں اگر حمل کو باقی رکھنا ماں کے لئے نقصان دہ ہو تو روح کے داخل ہونے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے ۔ روح کے داخل ہونے کے بعد جائز نہیں ۔

م ۔ ۳۷۶ : کیا ایڈز کی بیماری میں مبتلا ماں اپنے اس بچے کی پرورش کر سکتی ہے جو اس بیماری سے محفوظ ہے اسے پیوی کھیس (پہلا دودھ) پلانے کا حکم کیا ہو گا ؟

جواب : اس صورت میں بچے کی پرورش کا حق ساقط نہیں ہوتا البتہ ایسی احتیاطی تدابیر ضرور اپنائی جائیں جن سے بیماری کے نہ پھیلنے کا یقین حاصل ہو اور اگر اس بات کا قابل ذکر و اہمیت احتمال ہو کہ شیر خواری کے دوران پستان کے ذریعے یہ بیماری منتقل ہو گی تو اس صورت میں دودھ پلانے سے اجتناب ضروری ہے ۔

م ۔ ۳۷۷ : کیا ایڈز کے مرض کو مرض الموت کہا جا سکتا ہے ؟

جواب : چونکہ یہ بیماری عرصہ دراز تک مریض کے ساتھ رہتی ہے ۔ اس لئے اس بیماری کے اس مرحلے کو مرض الموت کہا جائے گا جو اس کی وفات کے نزدیک ہو ۔ جب مریض پر ہیجانی کیفیت طاری ہوتی ہے، اس کی دفاعی قوتیں ختم ہو جاتی ہیں اور مہلک قسم کی اعصابی علامتیں نمودار ہوتی ہیں ۔

شوہر اس بیماری سے محفوظ ہے جبکہ بیوی اس مرض میں مبتلا ہے۔ یعنی اس صورت میں اگر بیماری کے منتقل ہونے کا احتمال ہو جس کو عقلاء کوئی اہمیت دیتے ہوں تو شوہر بیوی سے ہمبستری نہیں کر سکتا (جائز نہیں) اور ہر چار مہینے میں ہمبستری کا جو حق بیوی کو حاصل ہے وہ بھی ساقط ہو جائے گا۔ مگر یہ کہ کوئی ایسا طریقہ اپنانا ممکن ہو جس سے بیماری نہ پھیلتی ہو اور ایسی صورت میں ہمبستری کرنا جائز ہو گا۔

م۔۳۷۴: میاں بیوی میں سے جو ایڈز کی بیماری سے محفوظ ہے کیا وہ علیحدگی کا مطالبہ کر سکتا ہے (اگر دوسرا بیماری میں مبتلا ہو)

جواب: اگر عقد نکاح اور اس موقع کی گفت و شنید کے وقت دھوکے سے کام لیا گیا ہو یعنی شوہر یا بیوی کو جو اس بیماری میں مبتلا ہو، عقد نکاح اور اس سلسلے کی گفتگو میں بیماری سے محفوظ ظاہر کیا گیا ہو اور اس اظہار کی بنیاد پر عقد پڑھا جائے (اور بعد میں اس کے خلاف ظاہر ہو) ایسی صورت میں جس سے دھوکا کیا گیا ہے اسے نکاح کو ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ البتہ اس صورت کو دھوکا نہیں کہا جائے گا جب شوہر کے خیال میں بیوی اس بیماری سے محفوظ ہو اور بیوی یا اس کے ولی سکوت اختیار کریں۔

لیکن اگر میاں بیوی میں سے کسی نے دھوکے سے کام نہ لیا ہو یا بیماری نکاح کے بعد لاحق ہوئی ہو تو ایسی صورت میں بیماری سے محفوظ شوہر ایڈز کی مریضہ بیوی کو طلاق دینے کا حق رکھتا ہے یعنی اس صورت میں طلاق شرعاً ناپسندیدہ عمل نہیں ہو گا۔ ورنہ اگر بیوی بیماری سے محفوظ اور شوہر ایڈز کا مریض ہو تو آیا صرف اس وجہ سے کہ بیوی ہمبستری سے محروم ہے، شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں دو احتمال ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کے تقاضوں کو ترک نہ کیا جائے۔ البتہ اگر شوہر اپنی بیوی سے بالکل الگ تھلگ رہے اور بیوی کو لٹکائے

اور کفارہ واجب ہوگا۔

م۔۳۷۰: کیا ایڈز کے مریض کے لئے جائز ہے کہ وہ اس بیماری سے محفوظ انسان سے شادی کرے؟

جواب: جی ہاں جائز ہے۔ البتہ ایڈز سے محفوظ شخص کو دھوکا دینا جائز نہیں ہے۔ بایں معنی کہ یہ جانتے ہوئے کہ میں ایڈز کا مریض ہوں عقد نکاح کے موقع پر اپنے آپ کو ایڈز سے محفوظ ظاہر کرے۔ چنانچہ ایڈز کے مریض کے لئے وہ ہمبستری بھی جائز نہیں جو بیماری کے منتقل ہونے کا باعث بنے۔ لیکن اگر بیماری کے منتقل ہونے کا صرف احتمال ہو اور یقین نہ ہو تو ہمبستری سے اجتناب کرنا واجب نہیں۔

م۔۳۷۱: کیا ایسے افراد ایک دوسرے سے شادی کر سکتے ہیں جن میں ایڈز کے وائرس (Vi-rus) موجود ہوں؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اگر جنسی تعلقات سے یہ بیماری خطرناک حد تک بڑھ جاتی ہے تو اس صورت میں اس سے اجتناب ضروری ہے۔

م۔۳۷۲: کیا ایڈز کا مریض دوسروں سے جنسی تعلقات استوار کر سکتا ہے؟ اور کیا ایڈز کی بیماری سے محفوظ انسان جنسی تعلقات سے انکار کر سکتا ہے۔ کیونکہ جنسی اتصال اس بیماری کے پھیلنے کے بنیادی اسباب میں سے ہے؟

جواب: ایڈز کی بیماری سے محفوظ بیوی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ایڈز کی بیماری میں مبتلا اپنے شوہر کو ہمبستری کا موقع نہ دے اگرچہ بیماری کے پھیلنے کا صرف احتمال ہو بلکہ ایسی صورت میں بیوی پر واجب ہے کہ وہ ہمبستری سے انکار کر دے اور اگر انزال باہر کر کے بیوی تک بیماری کے منتقل ہونے کا احتمال اتنا کم کیا جا سکے جس کی کوئی اہمیت نہ ہو، مثال کے طور پر ۲ فیصد احتمال باقی رہے، تو ایسی بیوی شوہر کو ہمبستری کا موقع دے سکتی ہے بلکہ اس صورت میں بطور احتیاط اس کے لئے انکار کرنا جائز نہیں۔ اس مسئلے سے اس فرض کا حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے جس میں

ولادت کے دوران یہ بیماری منتقل ہو سکتی ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق اس وقت دنیا کے تمام ممالک اس بیماری کی زد میں ہیں اور کوئی قوم اس بیماری سے محفوظ نہیں اور اس کے متاثرین کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے جن میں اکثریت مردوں کی ہے۔ اس بیماری کے ضمنی آثار میں ایک اثر یہ بھی ہے کہ بہت ساری بیماریاں جن سے دنیا مکمل طور پر نجات حاصل کرنے والی تھی دوبارہ پھیلنا شروع ہو گئی ہیں۔ جیسے پھیپھڑوں کی ٹی بی ہے۔

اس مقدمے اور تمہید کے بعد درج ذیل استفتاءات حضرتعالی کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

م۔ ۳۶۸ : ایڈز کے مریض کو الگ تھلگ رکھنے کا کیا حکم ہے۔ کیا ایڈز کے مریض پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے الگ تھلگ رکھے ؟ کیا اس کے اہل خانہ پر واجب ہے کہ ایڈز کے مریض کو الگ تھلگ رکھیں ؟

جواب : ایڈز کے مریض پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھے اور نہ اس کے اہل خانہ پر واجب ہے کہ اس کو الگ تھلگ رکھیں بلکہ مسجد اور اس قسم کے عمومی مقامات پر آنے سے اسے روکنا جائز نہیں ہے جب تک اس بیماری کے پھیلنے کا خطرہ نہ ہو۔ البتہ جن ذرائع سے یہ بیماری قطعی یا احتمالی طور پر پھیلتی ہے ان سے مریض کو بھی اور دوسروں کو بھی ہوشیار رہنا چاہئے۔

م۔ ۳۶۹ : اس بیماری کو جان بوجھ کر دوسروں تک منتقل کرنے کا کیا حکم ہے ؟

جواب : یہ عمل جائز نہیں اور اگر یہ عمل ایک عرصے کے بعد سہی، اس شخص کی موت کا باعث بنے جسے یہ بیماری منتقل کی گئی ہے تو مرنے والے کے ولی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ منتقل کرنے والے سے قصاص لے بشرطیکہ بیماری کو منتقل کرتے وقت اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ یہ بیماری عام طور پر جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اگر اسے اس بات کا علم نہ ہو یا عین موقع پر متوجہ نہ ہو تو اس پر صرف دیت

م۔۳۶۷ : کیا انسانی بدن اور چہرے پر پلاسٹک سرجری کرنا جائز ہے ؟

جواب : یہ عمل جائز ہے بشر طیکہ ایسے حصے کو چھونے اور دیکھنے سے اجتناب کیا جائے جسے دیکھنا اور چھونا حرام ہے

ایڈز یا قوت مدافعت میں کمی ان خطرناک بیماریوں میں سے ایک ہے جس سے آج کا انسان دوچار ہے۔ صرف ۱۹۹۶ء کے اعداد و شمار کے مطابق پورے کرہ ارض پر آٹھ ملین افراد اس موذی مرض میں مبتلا ہیں اور تقریباً بائیس ملین افراد میں اس بیماری کے وائرس (Virus) موجود ہیں اور آخری اعداد و شمار کے مطابق صرف ۱۹۹۶ء کے دوران ایڈز کی وجہ سے ڈیڑھ ملین افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ اس طرح آج تک اس بیماری سے مرنے والوں کی تعداد چھ ملین تک جا پہنچی ہے جس کا اعلان عالمی صحت کی تنظیم نے یکم دسمبر ۹۶ء کو ایڈز کے عالمی دن کے موقع پر کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحبان اس بیماری کے پھیلنے کے درج ذیل بنیادی اسباب بیان کرتے ہیں :

الف۔ جنسی اتصال (ملاپ)، چاہے یہ اتصال ہم جنس سے ہو یا مخالف جنس سے۔ بیماری پھیلنے کے اسباب میں یہ سبب سب سے زیادہ خطرناک اور عام ہے اور ۸۰ فیصد افراد تک اسی ذریعے سے یہ بیماری سرایت کرتی ہے۔

ب۔ خون کے ذریعے بھی یہ بیماری پھیلتی ہے مثلاً ایڈز کا مریض کسی کو خون دے یا ایڈز کے مریض کی استعمال کردہ سرنج استعمال کی جائے۔ خصوصاً جب یہ مریض منشیات کا بھی عادی ہو۔ اسی طرح کھلے زخم اور اعضاء کی پیوندکاری کے نتیجے میں بھی یہ بیماری دوسروں تک سرایت کرتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر سرجری کے اوزار مکمل طور پر جراثیم سے پاک نہ ہوں (Sterilization نہ کیا گیا ہو) تو آپریشن کے ذریعے بھی اس کے جراثیم دوسرے تک منتقل ہو سکتے ہیں۔

ج۔ ایڈز کی مریضہ ماں کے ذریعے اس کے پیٹ میں موجود جنین تک بھی حمل یا

م۔ ۳۶۲ : انسولین (Insulin) کا مادہ جو شوگر کی بیماری کے علاج میں استعمال ہوتا ہے، بعض اوقات خنزیر کے لبلبے (Panereas) سے بنایا جاتا ہے۔ کیا اس کا استعمال جائز ہے؟

جواب : گوشت، رگ یا جلد کے نیچے کا ٹیکہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔ ۳۶۳ : ☆☆☆

م۔ ۳۶۴ : کیا ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے عورت کے تخم اور مرد کے نطفے میں ملاپ کے بعد اسے دوبارہ رحم میں رکھنا جائز ہے؟

جواب : یہ عمل بذات خود جائز ہے (اگر اس دوران کوئی اور فعل حرام نہ کرنا پڑے)

م۔ ۳۶۵ : بعض موروثی بیماریاں ہوتی ہیں جو ماں باپ سے اولاد میں منتقل ہوتی ہیں اور مستقبل میں بڑے خطرے سے دوچار کرتی ہیں اور جدید علوم نے ان بیماریوں سے نجات کا ایک طریقہ ایجاد کر لیا ہے جس کے تحت خاتون کے تخم (Ovum) کو ٹیسٹ ٹیوب میں رکھ دیا جاتا ہے اور جنینوں کے معائنے کے بعد صحتمند جنین کا انتخاب کر کے اسے ماں کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے اور ڈاکٹر باقی جنینوں کو ضائع کر دیتا ہے۔

جواب : یہ عمل بذات خود جائز ہے۔

م۔ ۳۶۶ : بعض اوقات ٹیسٹ ٹیوب میں مصنوعی حمل کے نتیجے میں بیک وقت متعدد جنین وجود میں آتے ہیں اور ان سب کا عورت کے رحم میں رکھنا اس کی زندگی کے لئے خطرہ یا موت کا باعث بنتا ہے۔ کیا ان متعدد جنینوں میں سے ایک کا انتخاب کر کے باقی جنینوں کو ضائع کرنا جائز ہے؟

جواب : ٹیسٹ ٹیوب میں بنے ہوئے تمام کے تمام قابل حیات جنینوں کو رحم میں رکھنا واجب نہیں ہے۔ بنا بر ایں سابق الذکر سوال میں ایک جنین کا انتخاب کر کے باقی جنینوں کو ضائع کرنا جائز ہے۔

کے پوسٹ مارٹم کی اجازت دے اور در صورت امکان پوسٹ مارٹم کی مزاحمت کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر کوئی اہم اور غیر معمولی مصلحت جو پوسٹ مارٹم کے مفسدے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، پوسٹ مارٹم پر منحصر ہو تو پھر جائز ہو گا۔

م۔ ۳۶۰ : کیا مسلمان کافر کو یا کافر مسلمان کو اپنا زندہ عضو، جیسے گردہ ہے یا مردہ عضو کو بذریعہ وصیت کسی زندہ کو عطیہ دے سکتا ہے؟ نیز اس مسئلے میں بعض اعضاء کا حکم بعض اعضاء سے مختلف ہے؟

جواب : زندہ انسان اپنے بعض اعضاء بدن دوسرے کو بطور عطیہ دے سکتا ہے بشر طیکہ اس سے اس زندہ انسان کو کوئی بڑا نقصان نہ پہنچتا ہو۔ مثال کے طور کوئی شخص اپنے ایک گردے کا عطیہ کسی دوسرے کو دے اور اس کا دوسرا گردہ صحیح سالم ہو اور جہاں تک کسی شخص کی وصیت کے مطابق اس کے کسی اعضاء کو کاٹ کر دوسرے کو لگانے کا تعلق ہے یہ اس صورت میں جائز ہے جب مرنے والا مسلمان بھی نہ ہو اور ایسا شخص بھی نہ ہو جس پر مسلمان کے احکام جاری ہوتے ہوں یا کسی اور مسلمان کی زندگی بچانا اس وصیت پر عمل کرنے پر موقوف ہو۔ ان دو صورتوں کے علاوہ وصیت پر عمل کرنا اور میت کے کسی عضو کا کاٹنا اشکال سے خالی نہیں۔ لیکن وصیت کی صورت میں، عضو کو کاٹنے والے شخص پر دیت کسی صورت میں بھی ثابت نہیں ہو گی۔

م۔ ۳۶۱ : اگر کسی ملحد اور منکر خدا کا عضو بدن کسی مسلمان کو لگا دیا جائے اور آپریشن کے بعد وہ عضو مسلمان کے بدن کا حصہ شمار ہو جائے تو وہ پاک سمجھا جائے گا؟

جواب : زندہ انسان سے جدا شدہ بدن کا حصہ نجس ہے چاہے کسی مسلمان کا ہو یا کافر کا۔ لیکن اگر پیوند کاری کے بعد اس عضو میں زندگی آجائے اور مسلمان یا محکوم باسلام (جیسے نابالغ بچہ اور دیوانہ) کا جزو بدن شمار ہو تو اس پر طہارت کا حکم جاری ہو گا۔ (پاک سمجھا جائے گا)

م۔۳۵۷ : علم توالد و تناسل (genetic Ingenioring) کے بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ انسانی جین پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور اسے خوبصورت بنا سکتے ہیں جس کے دوران :

ا : بد صورتی کو دور کر سکتے ہیں۔

ب : خوبصورت خصوصیات کو شامل کر سکتے ہیں۔

ج : مذکورہ دونوں امور انجام دیتے ہیں کیا دانشمند حضرات یہ کام کر سکتے ہیں اور کیا کسی مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ڈاکٹر کو اپنے موروثی جینز کو خوبصورت بنانے کا موقع دے۔

جواب : اگر اس عمل سے شکل کی تبدیلی کے علاوہ کوئی اور ضمنی آثار مرتب نہ ہوں تو بذات خود اس میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۳۵۸ : مغربی ممالک میں دوا ساز کمپنیاں دواؤں کو مارکیٹ میں لانے سے پہلے ان کا تجربہ کرتی ہیں۔ کیا ان دواؤں کو تجربے کے مراحل سے گزارنے سے پہلے اور مریض کو بتائے بغیر ڈاکٹر کسی مریض پر تجربہ کر سکتا ہے، جب کہ ڈاکٹر یہ اطمینان رکھتا ہو کہ یہ دوا مریض کے لئے مفید ثابت ہو گی ؟

جواب : مریض کو صورت حال سے آگاہ کرنا اور اس پر دوائی کے تجربے کی اجازت لینا ضروری ہے۔ مگر یہ کہ دوائی کے ضمنی اثر (Reaction) نہ ہونے کا یقین ہو اور فائدہ مشکوک ہو۔ ایسی صورت میں اسے بتائے اور اجازت لئے بغیر بھی تجربہ کرنا جائز ہے۔

م۔۳۵۹ : بعض ادارے، موت کا سبب معلوم کرنے کی غرض سے میت کے پوسٹ مارٹم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کس صورت میں (لواحقین کے لئے) پوسٹ مارٹم کی اجازت دینا جائز اور کس صورت میں ناجائز ہے ؟

جواب : مسلمان میت کے ولی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ سابق الذکر مقصد کی خاطر میت

عرف کے نزدیک ایسے انسان پر میت صادق نہیں آتا۔

م۔۳۵۵ : طبی پیشے کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اپنی زنانہ مریضوں کا دقت اور غور سے معائنہ کریں۔ بعض یورپی ممالک میں یہ رواج ہے کہ معائنے کے دوران مریض کا بیرونی لباس اتار لیا جاتا ہے۔ کیا اس طرح سے طبّی پیشہ کو جاری رکھنا جائز ہے ؟

جواب : اگر اس نگاہ اور مس سے اجتناب کیا جائے جو حرام ہے اور اس حد تک محدود رہے جو مرض کی تشخیص کے لئے ناگزیر ہے تو جائز ہو گا۔

م۔۳۵۶ : بعض اوقات ڈاکٹر کی رائے کے مطابق (معائنے کے دوران) اجنبی عورت کو اعضاء بدن کو ظاہر کرنا پڑتا ہے جن میں شرم گاہ کے علاوہ بدن کے دیگر نازک اور حساس مقامات شامل ہوتے ہیں۔ کیا درج ذیل صورتوں میں عورت معائنے کی خاطر اپنا بدن ظاہر کر سکتی ہے ؟

الف : خاتون ڈاکٹر سے رجوع کرنا ممکن ہے مگر اس کا خرچ نسبتاً زیادہ ہے۔

ب : بیماری اتنی خطرناک نہیں مگر بہر حال بیماری ہے۔

ج : جہاں شرمگاہ کو ظاہر کرنا پڑے، حکم شرعی کیا ہو گا ؟

جواب :۔ الف : جب تک خاتون ڈاکٹر سے رجوع کرنا ممکن ہے مرد کو دکھانا جائز نہیں۔ مگر یہ کہ خاتون ڈاکٹر کا خرچ اتنا زیادہ ہو کہ مریضہ کی مالی حالت متاثر ہوتی ہو۔

ب : اگر علاج نہ کرنے سے نقصان کا خطرہ ہو یا ناقابل برداشت مشقت اور تکلیف ہوتی ہو تو جائز ہے۔

ج : اس کا حکم بھی یہی ہے جو بیان کیا گیا ہے اور دونوں حالتوں میں اتنا حصہ ظاہر کیا جائے جس کی ضرورت ہے۔ اگر اس جگہ کو دیکھے بغیر علاج ممکن ہو جسے دیکھنا حرام ہے۔ مثال کے طور پر ٹیلی ویژن کی سکرین یا آئینہ میں دیکھنا ممکن ہو تو احتیاط یہی ہے کہ اس طرح سے معائنہ اور علاج کیا جائے۔

صورت میں درج ذیل افراد کی سگریٹ نوشی کا کیا حکم ہو گا؟
ا۔ مبتدی (جو سگریٹ نوشی شروع کرنا چاہتا ہے)
۲۔ سگریٹ نوشی کا عادی۔
۳۔ سگریٹ پینے والوں کے پاس بیٹھنے والا شخص۔ چونکہ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ سگریٹ نوشی کرنے والوں کے پاس بیٹھنے والے کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ خصوصاً جب پاس بیٹھنے والے کو ڈاکٹروں کے بقول قابل ذکر نقصان کا احتمال بھی ہو۔

جواب: ا۔ سگریٹ نوشی اس صورت میں حرام ہو گی جب اس سے مستقبل میں سہی، کوئی بڑا نقصان پہنچتا ہو۔ فرق نہیں پڑتا کہ اس نقصان کا یقین ہو، ظن ہو یا ایسا احتمال ہو جس سے عقلاء خوف محسوس کریں۔ لیکن اگر کسی بڑے نقصان کا خطرہ نہ ہو، اگرچہ کثرت سے استعمال نہ کرنے کی وجہ سے ہو، تو سگریٹ نوشی میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ اگر باقاعدگی سے سگریٹ نوشی سے کوئی بڑا نقصان پہنچتا ہو تو اسے ترک کرنا ضروری ہے۔ مگر یہ کہ سگریٹ نوشی ترک کرنے سے بھی اتنا ہی بڑا نقصان پہنچتا ہو یا اس سے بڑا نقصان پہنچتا ہو یا سگریٹ نوشی ترک کرنے سے اس قدر تنگ آجائے جو عام حالات میں ناقابل برداشت ہو۔

۳۔ اس شخص پر بھی وہ تفصیل جاری ہو گی جو مبتدی پر جاری کی گئی ہے۔

م۔ ۳۵۴: بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ دماغ کی موت سے انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے اگرچہ فی الحال نبض کی حرکت بند نہ ہوئی ہو جو بعد میں یقیناً بند ہو جائے گی۔ جیسا کہ ڈاکٹروں کا کہنا ہے۔ کیا حرکت نبض کے باوجود دماغ کی موت سے انسان مردہ کہلائے گا۔

جواب: عنوان میت صادق آنے کا دارومدار جس پر بہت سے شرعی احکام کا انحصار ہے، عرف کی رائے پر ہے یعنی عرف کہے کہ یہ میت ہے اور سابق الذکر فرض میں

کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی۔ ڈاکٹر کا یہ کام اسلام میں نفس محترمہ کی اہمیت کے پیش نظر جائز نہیں ہے اور اگر مریض یا اس کے لواحقین مریض کی جان بچانے سے انکار کریں تو ڈاکٹر کو چاہئے کہ وہ اس انکار پر توجہ نہ دے اور اگر ڈاکٹر اس مشین کو نکال دے اور مریض کی موت واقع ہو جائے تو ڈاکٹر قاتل شمار ہو گا۔

م۔ ۳۵۰ : میڈیکل کے طالبعلموں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ تعلیم کے دوران کسی کی شرمگاہ کو دیکھے مگر یہ کہ مستقبل میں سہی کسی مسلمان کو بہت بڑے نقصان سے بچانا شرمگاہ کو دیکھنے پر موقوف ہو۔

م۔ ۳۵۱ : کسی بھی مسلمان پر دوائی کو استعمال سے پہلے تحقیق کر کے اس بات کا یقین حاصل کر لینا واجب نہیں کہ اس میں کوئی حرام مواد شامل نہیں، اگرچہ اس تحقیق اور یقین کا حصول بہت آسان ہو۔

اس فصل سے مخصوص بعض استفتاءات اور اس کے جوابات

م۔ ۳۵۲ : آج کل منشیات کے نقصانات، چاہے انہیں استعمال کرنے والا ان سے دوچار ہو یا عام معاشرہ، کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر حضرات اور حفظان صحت کے ذمہ داروں نے اس کے خلاف قیام کر رکھا ہے اور اجتماعی امور سے متعلق تنظیموں نے بھی اس کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے۔ ان (منشیات) کے بارے میں شریعت مقدسہ کی کیا رائے ہے؟

جواب : منشیات کے مسلسل استعمال یا کسی اور جہت سے اگر زیادہ نقصان ہو تو اس کا استعمال حرام ہے۔ بلکہ احتیاط واجب کے طور پر ہر حالت میں (نقصان ہو یا نہ ہو) ان کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہئے، مگر یہ کہ طبی نقطہ نظر سے اس کا استعمال ناگزیر ہو۔ ایسی صورت میں بقدر ضرورت استعمال کیا جائے گا۔ واللہ العالم۔

م۔ ۳۵۳ : طبی رپورٹوں کے مطابق سگریٹ نوشی، دل کے امراض اور سرطان (کینسر) کا بنیادی سبب بتایا جاتا ہے اور بعض اوقات تو کوتاہی عمر کا باعث بنتی ہے۔ ایسی

مغربی ممالک اور امریکہ میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی (حیرت انگیز) ترقی کے باعث مسلمان بڑی کثرت سے علاج کی خاطر ان ممالک کا رخ کرتے ہیں۔ چنانچہ ان ممالک میں مقیم مسلمانوں کو بھی وقتاً فوقتاً علاج معالجے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مناسبت سے درج ذیل احکام شرعیہ کی وضاحت کی جائے۔

م۔۳۴۷: تعلیم اور دیگر اغراض کی خاطر مسلمان کی میت کی چیر پھاڑ (پوسٹ مارٹم) جائز نہیں، لیکن اگر مستقبل میں سہی، کسی مسلمان کی زندگی اس پوسٹ مارٹم پر منحصر ہو تو جائز ہوگا۔

م۔۳۴۸: انسانی جسم میں حیوان کے اجزا میں سے کسی عضو کی پیوند کاری جائز ہے، اگرچہ یہ حیوان کتا اور خنزیر ہی کیوں نہ ہو اور انسانی بدن کو لگے ہوئے حیوانی عضو پر وہی احکام لاگو ہوں گے جو انسانی بدن پر لاگو ہوتے ہیں۔ اس بنا پر اس عضو کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہوگا۔ اس لئے کہ انسانی جسم کا جزو بننے اور اس میں زندگی کے داخل ہونے کے بعد وہ پاک سمجھا جائے گا۔

م۔۳۴۹: ڈاکٹر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے مریض کے بدن سے اس مشین کو الگ کر دے جو دماغ کی موت کے باوجود مریض کے دل میں حرکت پیدا کرتی ہے اور اس مریض کی زندگی پودے کی زندگی کے مانند ہو جاتی ہے جو اس مشین کے عمل

چھٹی فصل

طبّی مسائل

☆ مقدمہ

☆ طبّی امور سے متعلق چند احکام

☆ طبّی امور سے مخصوص استفتاءات

م۔۳۴۶: بیوی اگر شوہر کے باپ ماں اور اس کے بہن بھائیوں کی خدمت کرے تو یہ نیکی شمار ہو گی نیز اگر پردیس میں شوہر بیوی کے ماں باپ اور اس کے بہن بھائیوں کا خیال رکھے تو یہ بھی نیکی شمار ہو گی ؟

جواب : اس میں شک نہیں کہ یہ خدمت بالترتیب شوہر اور بیوی سے احسان اور نیکی شمار ہو گی۔ لیکن یہ واجب نہیں۔

☆☆☆☆☆

سے بحث اور مباحثہ کر سکتا ہے لیکن بیٹے کا یہ ضروری فرض بنتا ہے کہ والدین سے بحث و مباحثہ کے دوران ادب اور تہذیب کا خیال رکھے اور ان کی طرف گھور کر دیکھنے سے بھی گریز کرے۔ اپنی آواز کو والدین کی آواز سے زیادہ بلند نہ کرے۔ چہ جائیکہ تند و تیز الفاظ استعمال کرے جو بطریق اولی جائز نہیں۔

م۔ ۳۴۳: اگر ساس بہو کے اختلافات کی وجہ سے ماں اپنے بیٹے کو بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے تو ماں کی اطاعت واجب ہے ؟ اور اگر ماں بیٹے سے کہے اگر تم نے بیوی کو طلاق نہ دی تو تم میری طرف سے عاق ہو گے، تو اس کا کیا حکم ہو گا ؟

جواب: اس کام میں ماں کی اطاعت واجب نہیں اور نہ عاق کرنے سے متعلق اس کی دھمکی کا کوئی اثر ہو گا۔ البتہ بیٹے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قول و فعل کے ذریعے ماں سے بے ادبی سے اجتناب کرے۔

م۔ ۳۴۴: اگر باپ اپنے بیٹے کو اتنا شدید مارے کہ جس کی وجہ سے اس کی جلد سیاہ یا سرخ ہو جائے تو کیا والد پر اس کی دیت واجب ہو گی ؟ اور اگر مارنے والا باپ کے علاوہ کوئی اور ہو تو کیا اس کا حکم مختلف ہو گا ؟

جواب: مذکورہ صورت میں دیت واجب ہو گی چاہے مارنے والا باپ ہو یا کوئی اور ہو۔

م۔ ۳۴۵: اگر کسی مسلمان کو اس بات کا اطمینان ہو کہ میرے والد میرے بیرونی ملک سفر کرنے پر راضی نہیں اگرچہ وہ زبان سے نہیں روکتے۔ اس صورت میں بیٹے کے لئے ملک سے باہر سفر کرنا جائز ہو گا ؟ جبکہ بیٹے کی مصلحت اس میں ہے کہ وہ بیرون ملک سفر کرے ؟

جواب: اگر مسئلہ ۳۴۲ میں مذکور معنی میں والدین سے احسان اس امر کا متقاضی ہو کہ بیٹا باپ کے قریب رہے یا شفقت کی بنا پر بیٹے کے بیرونی ملک سفر سے باپ کو اذیت ہوتی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ لازمی طور پر سفر ترک کرے بشرطیکہ اس سے بیٹے کا نقصان نہ ہوتا ہو ورنہ سفر ترک کرنا واجب نہیں۔

۱۔ بیٹے کے کسی کام کی وجہ سے والدین کو اس لئے اذیت ہوتی ہو کہ وہ بچے سے شفقت اور دلسوزی رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں بچے کا ہر وہ کام حرام ہو گا جس سے والدین کو اذیت ہوتی ہو چاہے والدین اسے منع کریں یا نہ کریں۔

۲۔ والدین میں سے کسی ایک کو اس لئے اذیت ہوتی ہو کہ خود اس۔ والد یا والدہ۔ میں ایک بری خصلت اور عادت پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ماں یا باپ بیٹے کی دنیوی یا اخروی بھلائی نہیں چاہتے (جس کی وجہ سے بیٹا جب بھی کوئی نیک کام کرے ماں یا باپ کو اذیت ہوتی ہے) اگر والدین کی اذیت اس نوعیت کی ہو اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا اور والدین کی خواہش پوری کرنا واجب نہیں ہو گا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ بذات خود والدین کی ذات سے متعلق امر و نہی کی اطاعت واجب نہیں۔ واللہ العالم

م۔ ۳۴۱: بعض والدین اولاد کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خوفزدہ رہتے ہیں یعنی اگر اولاد نے اس فرض کی ادائیگی میں حصہ لیا تو اسے خطرہ ہو سکتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں والدین کی اطاعت (کر کے اس فرض کو ترک کرنا) واجب ہے؟ جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ درواقع بیٹے کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاثیر کا احتمال بھی ہے اور کسی ضرر کا خدشہ بھی نہیں۔

جواب: اگر شرائط کے مطابق امر بالعروف اور نہی عن المنکر بیٹے پر واجب ہوئے ہوں تو کسی مخلوق کی اطاعت کر کے اللہ تعالی کی معصیت نہیں کی جا سکتی۔

م۔ ۳۴۲: اگر روزمرہ کی زندگی کے کسی اہم اور حیاتی مسئلے میں باپ بیٹے یا ماں بیٹی میں تند و تیز بحث چھڑے اور وہ آپس میں الجھ پڑیں جس سے والدین تنگ دل اور بیقرار ہوں۔ کیا ایسی بحث جائز ہو گی یا کس حد تک بیٹے پر واجب نہیں کہ وہ اپنے والد کو غلطی پر ٹوکے؟

جواب: بیٹے کے عقیدے کے مطابق والدین کی جو رائے اور موقف صحیح نہیں اس میں ان

جواب : کسی سے گفتگو کرنے والے پر واجب نہیں کہ وہ گفتگو کرنے والے سے اس کی گفتگو ٹیپ کرنے کی اجازت لے۔ لیکن اگر مؤمن کی توہین یا اس کا راز فاش ہوتا ہو تو اس آواز کو مزید آگے نشر کرنا اور دوسروں کو سنانا جائز نہیں ، بشرطیکہ ایسے ہی یا اس سے زیادہ اہمیت کے حامل واجب سے ٹکراؤ نہ ہو۔

م۔۳۳۹ : کیا شادی کی ایسی تقریب کی فلم بنانا جائز ہے جس میں شراب پی جاتی ہو ؟

جواب : شراب خوری اور اس قسم کے دیگر حرام کاموں کی فلم بنانا جائز نہیں۔

م۔۳۴۰ : والدین کی اطاعت کی حدود کیا ہیں ؟

جواب : بیٹے پر والدین کے دو فرض عائد ہوتے ہیں :

اول : والدین سے نیکی کرے یعنی اگر وہ ضرورت مند ہوں تو ان کے لئے انفاق کرے اور ان کی زندگی کی ضروریات کو پورا کرے اور انسانی فطرت اور مزاج کے تقاضوں کے مطابق ان کی زندگی سے متعلق معمول کی فرمائشات کو بھی پورا کرے ایسی فرمائشات جن کو ٹھکرانا ان کے احسانات کے مقابلے میں ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ البتہ یہ فرمائشات والدین کی قوت و ضعف کے مطابق مختلف ہو سکتی ہیں۔

دوم : والدین کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ یعنی ان سے اپنے قول و فعل کے ذریعے برا سلوک نہ کرے۔ اگرچہ وہ اس پر ظلم کر رہے ہوں ! روایت میں ہے :

وان ضرباك فلا تنهر هما وقل: غفر الله لكما۔

"اگر والدین تمہیں ماریں تو تم انہیں نہ جھڑکو اور کہو خدا آپ کو بخش دے۔"

یہ وہ احکام ہیں جن کا تعلق والدین سے سلوک سے تھا جہاں تک اولاد کی ذات کی حد تک معاملات یا طرز عمل کا تعلق ہے جس کی وجہ سے والدین کو اذیت ہوتی ہو اس کی دو قسمیں ہیں :

نہ ہو تو کیا اسے اپنی ملکیت میں لینے کا حق رکھتا ہوں ؟

جواب : اگر اس مال میں ایسی علامت اور نشانی نہ ہو جس کے ذریعے مالک تک رسائی حاصل ہو سکے حتی کہ اس کی مقدار کے ذریعے مالک کی تلاش نہ ہو سکے تو اسے ملکیت میں لیا جا سکتا ہے، ماسوائے اس صورت کے جس کا گزشتہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ (یعنی معاہدہ کی صورت میں اس پر عمل کرنا ہوگا)

م۔۳۳۶ : مغربی ممالک میں بعض اوقات ایسی قیمتی اشیاء سستے دام فروخت کے لئے رکھی جاتی ہیں جس سے خریدار کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ یہ چوری کا مال ہوگا۔ اگر یقین یا ظن غالب حاصل ہو جائے کہ یہ کسی مسلمان یا کافر سے چرایا گیا ہے، چاہے بیچنے والا مسلمان ہو یا کافر، کیا ایسے مال کا خریدنا جائز ہے ؟

جواب : اگر مسلمان کو یقین یا اطمینان حاصل ہو کہ یہ ایسے آدمی سے چرایا گیا ہے جس کا مال محترم ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر۔ تو اس کو خریدنا اور ملکیت میں لینا جائز نہیں ہے۔

م۔۳۳۷ : مغربی ممالک میں سگریٹ کی قیمت روز بروز بڑھتی جاتی ہے کیا اسراف اور فضول خرچی کی بنا پر ان کا خریدنا حرام ہوگا ؟ (خصوصاً) جب خریدار کو یقین ہو کہ یہ فائدہ مند نہیں ہے بلکہ نقصان دہ ہے۔

جواب : اس کا خریدنا جائز ہے اور صرف مذکورہ وجوہات کی وجہ سے اس کا استعمال حرام نہیں ہوتا۔ ہاں اگر سگریٹ نوشی سگریٹ پینے والے کو بہت زیادہ نقصان پہنچائے اور اس کو ترک کرنے میں کوئی نقصان نہ ہو یا معمولی نقصان ہو تو اس سے اجتناب ضروری ہے۔

م۔۳۳۸ : ایسے آلات موجود ہیں جن کے ذریعے لوگوں کی ٹیلی فون کی گفتگو ٹیپ کی جاتی ہے، جس کی گفتگو کرنے والے کو خبر نہیں ہوتی۔ کیا کسی کو بتائے بغیر اس کی گفتگو ٹیپ کی جا سکتی ہے تاکہ بوقت ضرورت اس کے خلاف استعمال ہو سکے ؟

رخ بہ قبلہ ہیں تو کیا ان کو استعمال کر سکتے ہیں ؟ اور اگر جائز نہ ہو تو ہمارا شرعی فریضہ کیا ہو گا ؟

جواب : پہلی صورت میں بطور احتیاط استعمال جائز نہیں مگر یہ کہ سمت قبلہ کی تعیین سے مکمل مایوس ہو اور مزید انتظار ناممکن ہو یا انتظار باعث ضرر اور حرج ہو۔ دوسری صورت میں بطور احتیاط لازمی ہے کہ بیت الخلاء کے استعمال کے دوران رخ بہ قبلہ اور پشت بہ قبلہ بیٹھنے سے اجتناب کرے اور اگر مجبوری ہو تو پشت بہ قبلہ بیٹھے رخ بہ قبلہ نہ بیٹھے۔

م۔ ۳۳۴ :اگر کسی مسلمان کو یورپی ممالک یا امریکہ یا اس قسم کے دیگر ممالک میں کپڑوں کا ایسا تھیلا مل جائے جس پر مالک کی کوئی نشانی ہو یا ایسا تھیلا مل جائے جس پر کوئی نشانی نہ ہو تو ایسے مال کا کیا کیا جائے ؟

جواب : عام طور پر کپڑے کے تھیلوں پر کوئی نہ کوئی ایسی علامت ہوتی ہے جس کے ذریعے مالک تک رسائی حاصل ہو سکے اس بنا پر اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مال کسی مسلمان کا ہے اور یا ایسے شخص کا ہے جس کا مال محترم ہے (جیسے کافر ذمی) یا اس بات کا قابل اہمیت اور قابل ذکر احتمال ہو تو ایک سال تک اس کا اعلان کروایا جائے اور مالک تک رسائی سے مایوسی کی صورت میں بطور احتیاط واجب (مالک کی طرف سے) صدقہ دے۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مال کسی غیر مسلم کا ہے یا اس کا ہے جو غیر مسلم کے حکم میں ہے تو اس کو اپنی ملکیت میں لیا جا سکتا ہے بشر طیکہ اس شخص نے شرعی طور پر قابل عمل کسی شرط پر یہ عھد و پیمان نہ باندھا ہو کہ اس ملک میں جو چیز ملے گی وہ کسی خاص ادارہ یا دفتر کے حوالہ کر دے گا۔ ایسی صورت میں وہ دریافت شدہ چیز کو اپنی ملکیت میں نہیں لے سکتا عھد و پیمان کے مطابق عمل کرنا ہو گا۔

م۔ ۳۳۵ :اگر مجھے کسی یورپی ملک میں کچھ مقدار میں مال مل جائے اور اس پر کوئی نشانی بھی

مدارس میں بھیجنے سے بچیوں کے عقائد کو نقصان پہنچتا ہو یا پابند دین نہیں رہتیں، چنانچہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے تو بطریق اولی جائز نہیں ہوگا۔

م۔۳۲۸: مسلمان لڑکوں کے ساتھ یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی لڑکیوں کے لئے سیر و سیاحت کے سفروں میں لڑکوں کے ساتھ جانا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں! مگر یہ کہ کسی حرام میں پڑنے کا خطرہ نہ ہو۔

م۔۳۲۹: کیا (مغربی ممالک کی) سڑکوں پر پیش آنے والے عشقیہ مناظر کو دیکھنا جائز ہے؟

جواب: شہوت اور مشکوک نگاہ سے دیکھنا جائز نہیں بلکہ بطور احتیاط ہر حالت میں ترک کرنا چاہئے۔

م۔۳۳۰: کیا مخلوط سینما اور غیر شرعی لہو و لعب کے مقامات پر جانا جائز ہے جبکہ فعل حرام میں مبتلا ہونے کا اطمینان نہ ہو؟

جواب: جائز نہیں ہے۔

م۔۳۳۱: کیا پیراکی کے مخلوط تالابوں میں لذت و شہوت کے بغیر جا کر پیراکی کرنا جائز ہے؟

جواب: بطور احتیاط ایسے مقامات پر کسی صورت میں بھی نہیں جانا چاہے جہاں اخلاقی بگاڑ کا خطرہ ہے۔

م۔۳۳۲: کیا دھوپ کے دنوں میں ساحل سمندر پر عام باغات میں جانا جائز ہے جبکہ ان مقامات پر عام آداب و اخلاق کے منافی مناظر بھی دیکھنے میں آتے ہیں؟

جواب: اگر فعل حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ نہ ہو تو جائز نہیں۔

م۔۳۳۳: یورپی ممالک میں طبی مراکز، مخصوص مقاصد اور نقشوں کے تحت بنائے جاتے ہیں۔ جن میں یقینی طور پر قبلہ کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ چنانچہ اسلامی ممالک میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کیا ہم ان عمارتوں کے بیت الخلاء استعمال کر سکتے ہیں جبکہ ہمیں سمت قبلہ کا کچھ علم نہیں ہوتا اور اگر ہمیں معلوم ہو کہ ان کے بیت الخلاء

والے کو ہر حالت میں منکر سے روکنا ضروری ہے اگرچہ وہ جاہل قاصر ہو۔

م۔ ۳۲۴ : یورپ میں ایک اسکول ہے جس کے سٹاف میں ایسے اساتذہ ہیں جو کسی دین پر ایمان نہیں رکھتے اور شاگردوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔ کیا ایسے اسکول میں بچوں اور طالبعلموں کو رکھنا جائز ہے؟ جبکہ ان بچوں کو اساتذہ (کے باطل نظریات) سے متاثر ہونے کا شدید خطرہ ہو۔

جواب : ایسے سکولوں میں بچوں کو رکھنا جائز نہیں اور بچوں کے سرپرست اس کام کے ذمہ دار ہیں۔

م۔ ۳۲۵ : اگر مڈل اور ہائی سکولوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے مل بیٹھنے سے اس بات کا یقین ہو کہ کسی نہ کسی دن کوئی طالبعلم یا طالبہ نگاہ کی صورت میں سہی فعل حرام کی مرتکب ہو گی تو کیا ایسی مخلوط تعلیم جائز ہو گی؟

جواب : سابق الذکر صورت میں مخلوط تعلیم جائز نہیں۔

م۔ ۳۲۶ : کیا مسلمان مرد، ایسی پیراکی کے مقامات (سوئمنگ پول) پر جا سکتا ہے جہاں مرد اور عورتیں مل کر نہاتے ہیں۔ خصوصاً جب ان عورتوں نے عفت و پاک دامنی کی ردا اتار پھینکی ہوتی ہے اور انہیں کسی کام سے روکا جاتا ہے تو رکتی نہیں؟

جواب : اگرچہ شہوت کے بغیر اور غیر مشکوک نگاہ سے ان بے پردہ عورتوں کو دیکھنا جائز ہے جو بے حجابی سے روکنے پر رکتی نہیں، لیکن بطور احتیاط ایسے بے بند وبار مقامات پر جانا کسی صورت میں جائز نہیں۔

م۔ ۳۲۷ : کیا مغرب میں رہنے والے مسلمان اپنی باحجاب بیٹیوں کو ایسے سکولوں میں بھیج سکتے ہیں جہاں مخلوط تعلیم ہوتی ہے۔ خواہ حصول تعلیم لازمی ہو یا نہ ہو جبکہ ایسے سکول موجود ہیں جہاں تعلیم مخلوط نہیں لیکن ان کی فیس زیادہ ہے یا سکول دور ہے یا ان کا معیار تعلیم گرا ہوا ہے؟

جواب : اگر ان مدارس میں بھیجنے سے بچیوں کے اخلاقی بگاڑ کا خطرہ ہو تو جائز نہیں اور اگر ان

میں ایسا کیا جاتا ہے تو بیٹی سے باپ کی ولایت ساقط ہو جائے گی اور باپ کی اجازت اور رضامندی کے بغیر وہ اپنی پسند کا رشتہ کر سکتی ہے۔

م۔۴۰۱ : شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے بدن کے ظاہری اور باطنی حصوں حتی کہ شرمگاہ کو بھی دیکھ سکتے ہیں اس طرح یہ دونوں اپنے بدن کے کسی بھی حصے کو دوسرے کے بدن کے کسی بھی حصے سے مس کر سکتے ہیں چاہے لذت سے ہو یا بغیر لذت کے۔

م۔ ۴۰۲ : شوہر پر اپنی اس بیوی کا نان و نفقہ واجب ہے جس کا نکاح دائمی ہوا ہو اور جن باتوں میں شوہر کی اطاعت واجب ہے ان میں وہ اس کی اطاعت گزار ہو۔ بنا برایں شوہر پر واجب ہے کہ وہ بیوی کے لئے کھانا، لباس، ایسا مکان فراہم کرے جس میں ضروری وسائل موجود ہوں۔ جیسے ہیٹر، کولر، گھر کا فرش اور دیگر سامان ہے، جو شوہر کی حیثیت کے مطابق بیوی کے شایان شان ہو۔ البتہ یہ لوازمات زندگی زمان و مکان اور حالات و سطح زندگی کے لحاظ سے مختلف بھی ہو سکتے ہیں۔

م۔ ۴۰۳ : بیوی کے اخراجات شوہر پر واجب ہیں چاہے بیوی مسلمان ہو یا یہودی اور عیسائی کی طرح اہل کتاب ہو۔

م۔ ۴۰۴ : بیوی کا نان و نفقہ صرف اسی صورت میں شوہر پر واجب نہیں کہ جب بیوی فقیر اور محتاج ہو بلکہ اس صورت میں بھی واجب ہے جب وہ امیر اور بے نیاز ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۴۰۵ : اگر دوران سفر بیوی شوہر کے ساتھ ہو تو اس کا کرایہ اور دوسرے اخراجات شوہر کے ذمے واجب ہوں گے اگر چہ سفر کے اخراجات گھر اور وطن کے اخراجات سے زیادہ ہوں نیز اس صورت میں بھی کرایہ اور سفر کے اخراجات شوہر پر واجب ہوں گے جب بیوی اکیلی امور زندگی سے متعلق کسی سفر پر جا رہی ہو۔ مثال کے

طور پر وہ بیمار ہو اور اس کا علاج ڈاکٹر کی طرف سفر پر موقوف ہو۔ اس صورت میں بیوی کا نان و نفقہ سفر کا کرایہ اور علاج کے اخراجات شوہر پر واجب ہوں گے۔

م۔۴۰۶: جوان بیوی سے چار ماہ سے زیادہ مدت تک ہمبستری کو ترک کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی عذر در پیش ہو۔ مثلاً ہمبستری سے شوہر کو ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہو یا ہمبستری اس کے لئے مضر ہو یا بیوی اس بات پر راضی ہو یا شوہر نے عقد نکاح کے موقع پر بیوی سے چار ماہ سے زیادہ عرصے تک ہمبستری کو ترک کرنے کی شرط لگائی ہو اور بطور احتیاط یہ حکم صرف دائمی بیوی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس بیوی کو بھی شامل ہے جس سے متعہ کیا گیا ہو۔ چنانچہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم حاضر اور مقیم شخص سے مخصوص نہیں بلکہ مسافر بھی اس میں شامل ہے۔ اس بنا پر بغیر کسی شرعی عذر اور مجبوری کے سفر کو اتنا طول دینا جائز نہیں جس سے بیوی کا حق ضائع ہو جائے۔ خصوصاً جب یہ سفر عرف کے نزدیک بھی ضروری نہ ہو۔ مثال کے طور پر صرف سیر و سیاحت اور تفریح کے لئے سفر کیا جائے۔

(منہاج الصالحین معاملات القسم الثانی ص۱۰۔۱۱)

م۔۴۰۷: مسلمان عورت کافر مرد سے عقد دائمی بھی نہیں کر سکتی اور عقد انقطاعی (متعہ) بھی۔

(حوالہ سابق)

م۔۴۰۸: اگر شوہر اپنی بیوی کو اذیت دے اور بغیر کسی شرعی جواز کے اس پر تشدد کرے تو بیوی اپنا معاملہ لے کر حاکم شرع کی طرف رجوع کر سکتی ہے تاکہ حاکم شرع اس کے شوہر کو حسن سلوک کرنے کا حکم دے اور اگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہو تو اپنی صوابدید کے مطابق اسے سرزنش کرے اور اگر اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہو تو

بیوی طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کر دے اور اسے طلاق پر مجبور نہ کیا جا سکے تو حاکم شرع (اپنے اختیارات استعمال کر کے) اس کا صیغہ طلاق جاری کر سکتا ہے۔

(حوالہ سابق)

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۰۹ : مصنوعی طریقے سے شوہر کی منی زوجہ کے رحم میں پہنچانا جائز ہے بشرطیکہ اس عمل کے دوران کوئی اور فعل حرام انجام نہ دیا جائے۔ مثلاً بدن کے ایسے حصے کو نہ دیکھنا پڑے جسے دیکھنا جائز نہیں یا اس قسم کے دیگر حرام کام۔

(اس فصل سے ملحق استفتاء ات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۱۰ : عورت کے لئے ایسی دواؤں کا استعمال جائز ہے جو مانع حمل ہوں بشرطیکہ اس سے عورت کو کوئی بڑا نقصان نہ ہوتا ہو۔ فرق نہیں پڑتا کہ اس سے مرد راضی ہو یا نہ ہو۔

م۔۴۱۱ : عورت حمل کو روکنے کے لئے کوائل اور دوسرے ذرائع استعمال کر سکتی ہے بشرطیکہ اس سے عورت کو کوئی بڑا نقصان نہ پہنچتا ہو اور مانع حمل کے استعمال کے دوران کوئی فعل حرام انجام نہ دینا پڑے۔ مثلاً مرد (ڈاکٹر) کو کوائل رکھتے وقت عورت کے بدن کو مس کرنا یا دیکھنا نہ پڑے۔ اسی طرح اگر کوئی عورت اس کوائل کو رکھنے والی ہو تو اسے بھی دستانے کے بغیر عورت کی شرمگاہ کو مس کرنا یا دیکھنا نہ پڑے۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ اس کوائل کی وجہ سے ٹھہرا ہو نطفہ ضائع نہ ہو۔

م۔۴۱۲ : عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ حمل میں روح داخل ہونے کے بعد کسی بھی وجہ سے اسے ضائع کرے۔ اگر حمل کو باقی رکھنے سے ماں کو ناقابل برداشت نقصان پہنچتا ہے یا تکلیف ہوتی ہے تو اس میں روح داخل ہونے سے پہلے اسے گرا سکتی ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۴۱۳ : اگر ماں خود سے رحم میں بچے کو ضائع کردے تو اس پر دیت واجب ہوگی اسی طرح اگر باپ یا کوئی اور شخص مثلاً ڈاکٹر ضائع کرے تو اس پر دیت واجب ہوگی۔

م۔ ۴۱۴ : اگر کسی خاتون کا ناجائز طریقے سے حمل ٹھہر جائے پھر بھی حمل کو ضائع کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس حمل کو باقی رکھنے سے خاتون کی جان کو خطرہ ہو۔ اس صورت میں روح داخل ہونے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے لیکن روح داخل ہونے کے بعد کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

اس مسئلے کی مزید تفصیلات ہیں جو رسالۂ عملیہ اور دیگر فقہ اسلامی کی کتابوں میں درج ہیں۔(۱)

اس فصل سے مخصوص استفتاءات اور حضرت آیۃاللہ کے جوابات :

م۔ ۴۱۵ : کیا یہ ممکن ہے کہ مغرب میں کسی مؤمن کی شادی میں مدد کے لئے مال امام خرچ کیا جائے جبکہ اسی بھاری کرنسی سے بہت سارے اسلامی ممالک میں ایک سے زیادہ مؤمنین کی شادی کرائی جاسکتی ہے۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ اس حق امام سے جتنا ممکن ہو زیادہ سے زیادہ مستحقین کو فائدہ پہنچایا جائے۔

جواب : اگرچہ مال امام کو ضرورتمند مؤمنین کی ازدواج میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس میں اور دیگر ضروریات میں مرجع تقلید یا اس کے وکیل کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا جائز نہیں اور اس حق کو زیادہ سے زیادہ مستحقین میں خرچ کرنا واجب نہیں۔ بلکہ ضروریات کی اہمیت کو مد نظر رکھنا چاہئے اور یہ اہمیت مختلف موارد اور

---

(۱) (آقای سیستانی کی کتب "منہاج الصالحین المعاملات القسم الثانی ص۳۶ اور المسائل المنتخبہ ص۳۸۵-۳۱۹)

مقامات میں مختلف ہو سکتی ہے۔

م۔ ۴۱۵ : کیا عقد نکاح میں اس غیر عرب کا عربی صیغوں کا تلفظ کافی ہو گا جو الفاظ کے معانی کو نہیں سمجھتا جبکہ اس کا ارادہ یہی ہوتا ہے کہ حقیقی عقد نکاح پڑھا جائے اور کیا کافی ہونے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ عربی زبان میں ہی پڑھا جائے اور دوسری زبان میں کافی نہیں ؟

جواب : اگر اجمالی اور سربستہ طور پر بھی صیغے کے معانی کی طرف متوجہ ہو تو کافی ہو گا۔ البتہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ کسی اور زبان میں صیغہ نکاح کافی نہ ہو۔

م۔ ۴۱۶ : کیا ٹیلی فون کے ذریعے عقد نکاح پڑھنا صحیح ہے ؟

جواب : صحیح ہے۔

م۔ ۴۱۷ : کیا ٹیلی فون، فیکس اور خط و کتاب کے ذریعے گواہی دی جاسکتی ہے ؟

جواب : جن احکام کے اثبات میں قاضی کے سامنے گواہ کی حاضری ضروری ہو ان میں سابق الذکر ذرائع سے شہادت نہیں دی جاسکتی لیکن جن احکام کے اثبات کے لئے کسی بھی ذریعہ سے خبر دینا کافی ہو ان میں سابق الذکر ذرائع سے شہادت دینا کافی ہے، بشرطیکہ جھوٹ اور غلطی سے محفوظ ہو۔

م۔ ۴۱۸ : کیا جس خاتون سے شادی کا ارادہ ہو اس کی شرمگاہ کے علاوہ دیگر اعضاء بدن کو لذت کی نیت سے یا بغیر لذت کے بغور دیکھنا جائز ہے ؟

جواب : لذت کی نیت کے بغیر اس کے چہرے، بال اور ہتھیلی جیسے مقامات حسن کو دیکھنا جائز ہے۔ اگر چہ غیر اختیاری طور پر لذت حاصل ہو جائے۔ اگر پہلی نگاہ کے نتیجے میں مطلوبہ آگاہی حاصل ہو جائے تو بار بار دیکھنا جائز نہیں۔

م۔ ۴۱۹ : بعض مغربی ممالک میں سولہ سال کے بعد لڑکی کو یہ حق دیتے ہیں کہ مادی اور مالی اعتبار سے اور رہائش کے حوالے سے والدین سے الگ تھلگ ہو جائے۔ اس کے بعد وہ تمام معاملات میں مستقل اور خود کفیل ہوتی ہے اور کبھی کبھی محض والدین

کی رائے سے تائید حاصل کرنے یا اخلاقی تقاضوں کو پورا کرنے کی غرض سے والدین سے مشورہ کرلیتی ہے۔ کیا اس قسم کی کنواری لڑکی باپ کی اجازت کے بغیر دائمی یا انقطاعی نکاح کر سکتی ہے ؟

جواب : اگر اس علیحدگی کا یہ مطلب لیا جائے کہ باپ نے بیٹی کو جس سے چاہے شادی کرنے کی اجازت دے دی ہے یا اس کے ازدواجی معاملات میں مداخلت سے کنارہ کش ہو گیا ہے تو باپ کی اجازت کے بغیر شادی کر سکتی ہے، بصورت دیگر بطور احتیاط جائز نہیں۔

م۔۴۲۰ : اگر کسی کنواری لڑکی کی عمر تیس سال سے تجاوز کر جائے تو بھی ازدواج کے لئے باپ سے اجازت لینا واجب ہے۔

جواب : اگر یہ خاتون زندگی کے معاملات میں مستقل نہ ہو تو باپ سے اجازت لیناواجب ہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ مستقل ہونے کی صورت میں بھی باپ کی اجازت ضروری ہے۔

م۔۴۲۱ : کیا کنواری لڑکی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ عورتوں سے مخصوص محفل میں ازدواج کی خاطر حسن میں اضافے اور اہل محفل کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے بناؤ سنگھار (میک اپ) کا سامان استعمال کرے ؟ کیا یہ عمل جسمانی عیب چھپانے کے زمرے میں آئے گا ؟

جواب : خاتون کا یہ عمل جائز ہے اور یہ عیب چھپانے کے زمرے میں نہیں آتا اور اگر اس زمرے میں آئے بھی تو فعل حرام نہیں ہو گا مگر یہ کہ یہ عمل اس شخص سے دھوکا شمار ہو جو اس خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

م۔۴۲۲ : زوجہ، حاکم شرع سے طلاق کا مطالبہ کب کر سکتی ہے۔ کیا وہ زوجہ طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے جس سے اس کا شوہر مسلسل ناروا سلوک کرتا ہو یا جس کا شوہر اس کی جنسی خواہش کو پورا نہیں کرتا اور اسے فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو ؟

جواب : اگر شوہر بیوی کے ازدواجی حقوق کی ادائیگی سے انکار کرے اور طلاق دینے پر بھی آمادہ نہ ہو اور حاکم شرع کی طرف سے ان دونوں میں سے کسی ایک کا پابند بنانے کے باوجود شوہر اس پر عمل نہ کرے تو زوجہ حاکم شرع سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے جو اس کا صیغہ طلاق جاری کرے۔ اس کے علاوہ درج ذیل حالات میں بھی سابق الذکر حکم نافذ ہو گا۔

الف : جب شوہر بیوی کا نان و نفقہ دینے سے انکار کرے اور اسے طلاق دینے سے بھی انکار کرے اور اس صورت کا حکم بھی یہی ہو گا جب بیوی کا نان و نفقہ دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو۔

ب : جب شوہر بیوی کو اذیت دے، اس پر ظلم کرے اور اس سے اچھا سلوک نہ کرے۔ چنانچہ (قرآن میں) خدا نے یہی حکم دیا ہے۔

ج : جب شوہر بیوی سے کنارہ کش ہو جائے اس طرح کہ نہ وہ شوہر دار رہے نہ مکمل آزاد۔ لیکن جہاں شوہر بیوی کی جنسی خواہش کو مکمل طور پر پورا نہ کرتا ہو جس سے اس کے گناہ کا مرتکب ہونے کا خطرہ ہو، اس صورت میں اگرچہ احتیاط واجب یہی ہے کہ شوہر بیوی کی خواہش پوری کرے یا اس کے طلاق کے مطالبے کو پورا کرے۔ لیکن اگر شوہر ایسا نہ کرے تو بیوی کو صبر اور انتظار کرنا چاہئے۔

م۔ ۴۲۳ : ایک مسلمان خاتون جو کافی عرصے سے شوہر سے جدا ہے اور اسے مستقبل قریب میں بھی شوہر کے ساتھ یکجا ہونے کی توقع نہیں اور اس خاتون کا دعوی ہے کہ مغرب کے ناخوشگوار حالات کے تحت ایک خاتون شوہر کے بغیر تنہا نہیں رہ سکتی، چونکہ اسے گھر پر چوری یا ڈاکے کی واردات کا بھی خطرہ ہے، کیا ایسی صورت میں بیوی حاکم شرع سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے تاکہ طلاق کے بعد کسی اور سے اپنی مرضی سے شادی کر سکے ؟

جواب: اگر شوہر نے ہی بیوی سے مفارقت اختیار کی ہو اور اس سے کنارہ کش ہوا ہو تو بیوی اپنا معاملہ لے کر حاکم شرع کے پاس جا سکتی ہے جو شوہر کو دو باتوں میں سے ایک کا پابند کرے۔ یا بیوی کو گھر لا کر بسائے یا اسے خوش اسلوبی سے طلاق دے دے تاکہ وہ کسی اور سے شادی کر سکے۔ اگر شوہر ان دونوں سے انکار کر دے اور اسے ان دونوں میں سے کسی ایک پر مجبور نہ کیا جا سکے تو حاکم شرع بیوی کے مطالبے پر اس کا صیغہ طلاق جاری کر سکتا ہے۔

اور اگر اس سے جدائی کا سبب بیوی بنی ہو جس کا کوئی شرعی جواز نہ ہو تو اسے حاکم شرع کی طرف سے طلاق دئے جانے کی کوئی سبیل نہیں۔

م۔ ۴۲۴: اگر حالات، مسلمان زوج و زوجہ کو عرصہ دراز تک ایک دوسرے سے دور رہنے پر مجبور کریں تو کیا شوہر کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بیوی کو بتائے بغیر کسی اہل کتاب خاتون سے نکاح دائمی یا نکاح انقطاعی (متعہ) کر لے اور اگر شوہر بیوی سے دوسری شادی کی اجازت مانگے اور وہ اجازت بھی دے دے تو کیا اسے دوسری شادی کا حق پہنچتا ہے؟

جواب: مسلمان مرد کا اہل کتاب خاتون سے نکاح دائمی کرنا ہر حالت میں (اس کی مسلمان زوجہ ہو یا نہ ہو) احتیاط واجب کے خلاف ہے اور اگر شوہر کے یہاں کوئی مسلمان زوجہ نہ ہو تو وہ اہل کتاب سے نکاح انقطاعی (متعہ) کر سکتا ہے لیکن اگر اس کے پاس مسلمان زوجہ موجود ہو تو اس بیوی کی اجازت کے بغیر نکاح انقطاعی بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ احتیاط واجب کے طور پر بیوی کی اجازت کے باوجود بھی اہل کتاب سے نکاح انقطاعی (متعہ) جائز نہیں۔

م۔ ۴۲۵: اگر کسی مسلمان خاتون کا مسلمان شوہر کئی سال تک اپنے شہر سے دور رہے اور حالات اسے اس بات پر مجبور کریں کہ وہ اپنی مسلمان زوجہ کو طلاق دے اور کسی اہل کتاب خاتون سے نکاح انقطاعی (متعہ) انجام دے تو کیا شوہر، بیوی کی عدت

کے دن گزرنے سے پہلے یہ کام کر سکتا ہے؟

جواب: گزشتہ صورت میں نکاح انقطاعی (متعہ) باطل ہو گا کیونکہ جس خاتون کو طلاق رجعی دی گئی ہو وہ زوجہ کے حکم میں ہوتی ہے اور گزشتہ مسئلے میں یہ بیان کیا جا چکا کہ مسلمان بیوی کی موجودگی میں اہل کتاب عورت سے نکاح انقطاعی جائز نہیں۔

م۔۴۲۶: جو شخص کسی گزشتہ آسمانی دین کی پابند یا مسلمان عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے، کیا اس مرد کو یہ بتانا ضروری ہے کہ اس عورت نے سابق شوہر سے جدائی کے بعد عدت نہیں رکھی یا عدت کی حالت میں ہے۔

جواب: اسے یہ بتانا ضروری نہیں۔

م۔۴۲۷: کیا کسی مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی کافر کی کافر زوجہ سے نکاح کرے؟ اور اگر کافر زوجہ اپنے شوہر سے جدا ہو جائے (اس کو طلاق ہو جائے) تو اس کے لئے عدت رکھنا ضروری ہے؟ اور عدت کی مدت کتنی ہے؟ کیا دوران عدت اس سے وطی کرنا جائز ہے؟ اور اگر وہ عورت اسلام لے آئے اور اس پر عدت واجب ہو تو کتنی مدت عدت میں رہے تاکہ کسی مسلمان سے شادی کر سکے؟

جواب: اگر کافر کے عقیدے کے مطابق صحیح نکاح ہوا ہو تو جب تک یہ عورت کافر کی زوجہ ہے اس سے نکاح کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ یہ شوہر دار شمار ہو گی۔ البتہ طلاق کے بعد اور عدت کی مدت کے گزرنے کے بعد اس سے نکاح انقطاعی جائز ہے۔ کافر عورت (اہل کتاب) کی عدت کی مدت بھی اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کسی مسلمان عورت کی ہوتی ہے اور اس مدت کے پورا ہونے سے پہلے اس سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر شوہر کی ہمبستری کے بعد اس کی زوجہ اسلام لے آئے اور زوج مسلمان نہ ہو تو احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ عدت کی مدت گزرنے سے پہلے مسلمان اس سے شادی نہ کرے اور اگر شوہر کی ہمبستری سے پہلے اس کی زوجہ مسلمان ہو جائے تو فوری طور پر ان کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور اس کے ذمے کسی قسم کی عدت

بھی نہیں۔

م۔۴۲۸ :اس عدالت سے کیا مراد ہے جس کو بیویوں میں لازمی طور پر روا رکھنے کی تاکید کی گئی ہے؟

جواب : بیویوں کے ساتھ جس عدالت کے لازمی طور پر روا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد راتوں کی تقسیم میں عدالت ہے۔ باین معنی کہ اگر ایک شب ایک بیوی کے پاس سویا ہو تو چار راتوں میں سے ایک رات کسی دوسری بیوی کے پاس بھی سوئے۔ جو عدالت، شرعی نقطہ نگاہ سے مستحب ہے اس سے مراد نان و نفقہ اور ان کی طرف توجہ دینے، چہرے کو ہشاش بشاش رکھنے اور جنسی خواہش پوری کرنے میں برابری ہے۔

م۔۴۲۹ :اگر کوئی مسلمان عورت زنا کرے تو اس کے شوہر کے لئے اس کو قتل کرنا جائز ہے؟

جواب : احتیاط واجب کے طور پر ایسی بیوی کو قتل کرنا جائز نہیں اگرچہ اسے زنا کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔

م۔۴۳۰ :بعض اوقات رسالہ عملیہ (توضیح المسائل، منہاج وغیرہ) میں "زناکار عورت جو زنا میں مشہور" کی عبارت ہوتی ہے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب : اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں زنا سے سروکار رکھنے میں مشہور ہے۔

م۔۴۳۱ :اگر کسی جوان مرد کو شادی کی اشد ضرورت ہو اور زنا میں مشہور عورت کے علاوہ کوئی خاتون نہ مل سکے تو اس (زانی عورت) سے عقد انقطاعی (متعہ) کرنا جائز ہے؟

جواب : احتیاط واجب کے طور پر جب تک وہ خاتون توبہ نہ کرے اس سے متعہ کرنا جائز نہیں۔

م۔۴۳۲ : فقہا کا قول "لاعدة على الزانية من زناها" "زنا کی وجہ سے زانیہ پر عدت واجب نہیں" کا کیا مطلب ہے؟

جواب : اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی غیر شادی شدہ خاتون زنا کر لے تو فوری

طور پر عدت کے بغیر اس سے شادی کرنا جائز ہے اور اگر وہ شادی شدہ ہو اور زنا کرلے تو اس کا شوہر عدت کے بغیر ہی اس سے ہمبستری کرسکتا ہے، مگر یہ کہ کوئی اجنبی شخص شوہر دار عورت کو غلطی سے اپنی بیوی سمجھ کر اس سے وطی (ہمبستری) کرے تو اس صورت میں عدت ضروری ہے۔

م۔ ۴۳۳: کوئی مرد شادی کی نیت سے کسی عورت سے جنسی تعلقات استوار کرے اور اسی دوران ان کے یہاں بچہ بھی ہو جائے، اس کے بعد شرعی طریقے سے عقد نکاح پڑھا جائے تو کیا شرعی نکاح سے پہلے کے ازدواجی دورانیہ کی کوئی شرعی حیثیت ہو گی؟ اور کیا بعد کا عقد شرعی سابق تعلقات کو جائز بنانے میں موثر بنے گا؟ اور ان احتمالات کی روشنی میں عقد سے پہلے پیدا ہونے والی اولاد کی شرعی حیثیت کیا ہو گی؟

جواب: نکاح میں شرط ہے کہ الفاظ کے ذریعے ایجاب و قبول کی صورت میں ازدواجی وابستگی (گرہ) کو ایجاد کیا جائے اور کوئی بھی عملی اقدام جو ایجاب و قبول پر دلالت کرے الفاظ کا قائم مقام نہیں بن سکتا، جس کا نتیجہ یہی ہے کہ سابق الذکر صورت میں جب تک شرعی طریقے سے عقد نکاح نہیں کیا جائے گا نکاح صحیح نہیں ہو گا اور بعد والے نکاح کی وجہ سے سابقہ تعلقات کا جواز حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ اگر والدین نے جہالت کی وجہ سے یہ عمل انجام دیا ہے تو پیدا ہونے والی اولاد حلال زادہ شمار ہو گی کیونکہ اس صورت میں یہ وطی، وطی بالشبہ کہلائے گی اور اگر مسئلے کو جانتے ہوئے یہ کام کیا ہے تو یہ زنا ہو گا اور پیدا ہونے والی اولاد ولد الزنا شمار ہو گی اور اگر عورت اور مرد میں سے ایک مسئلہ کو جانتا ہو اور دوسرا نہ جانتا ہو تو جاہل کے لئے حلال زادہ ہو گی اور مسئلہ کو جاننے والے کے لئے ولد الزنا۔

م۔ ۴۳۴: بعض مخصوص حالات اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ مرد ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر کے ذریعے مرد کی منی مصنوعی طریقے سے زوجہ کے رحم میں رکھی جائے تاکہ حمل کا زیادہ سے زیادہ امکان پیدا ہو اور یہ عمل خود بے پردگی کا متقاضی ہوتا ہے۔

کیا یہ جائز ہے ؟

جواب : سابق الذکر مقصد کی خاطر شرمگاہ کو ظاہر کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر اولاد کی شدید ضرورت ہو اور شرمگاہ کو ظاہر کئے بغیر یہ عمل ممکن نہ ہو تو جائز ہوگا۔ اولاد کی ضرورت کی ایک صورت یہ ہے کہ شوہر بیوی کا لاولد رہنا ان کے لئے ناقابل برداشت زحمت و مشقت کا باعث ہو۔

م۔۴۳۵ : اگر کوئی خاتون اولاد کی خواہش مند نہ ہو اور ڈاکٹر سے اپنے تخم دان کو باندھنے اور اسے بند کرنے کا مطالبہ کرے تو کیا اس کا یہ عمل جائز ہوگا؟ چاہے بعد میں اس کا کھولنا ممکن ہو یا نہ ہو۔ چاہے شوہر اس کام پر راضی ہو یا نہ ہو؟

جواب : اگر اس کام کے لئے حرام مقامات کو چھونا اور دیکھنا پڑتا ہو تو جائز نہیں ہے چاہے بعد میں اس کی نالیوں کا کھولنا ممکن ہو یا نہ ہو اور اس کام کے لئے محض اس لئے شوہر کی اجازت شرط نہیں کہ اس سے اولاد نہیں ہو سکے گی۔ البتہ دوسرے پہلوؤں سے شوہر کی اجازت شرط ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر گھر سے باہر نکلنے کے لئے شوہر کی اجازت لازمی ہے۔

م۔۴۳۶ : مغرب میں مصنوعی تولید کا ایسا عمل انجام دیا جاتا ہے جس کے تحت خاتون کے تخم اور مرد کے نطفے کو ٹیسٹ ٹیوب میں رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس جنین اور ٹھہرے ہوئے نطفے کو خاتون کی ماں کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے اور اسی میں نشوونما اور تکمیل کے بعد بچہ جنم لیتا ہے۔ ایسی صورت میں شرعی نقطہ نگاہ سے بچے کی ماں کون ہوگی ؟

جواب : اس عمل کے لئے جس حرام نگاہ اور مس کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے قطع نظر بھی یہ کام اشکال سے خالی نہیں اور اگر یہ عمل انجام دیا جائے اور بچہ جنم لے لے تو شرعی حیثیت سے تخم کی مالک بچے کی ماں بنے گی یا رحم کی مالک۔ دو احتمال ہیں (بہتر یہ ہے کہ) دونوں خواتین احتیاط کے تقاضوں کو ترک نہ کریں (دونوں

اپنے آپ کو ماں سمجھیں)۔

م۔۴۳۷: بعض اوقات مرد کی منی کو بینک میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ کیا ایک طلاق یافتہ خاتون شرعی عقد کے بغیر کسی اجنبی مرد کی اجازت سے یا اس کی اجازت کے بغیر اس کی منی استعمال کر سکتی ہے؟ نیز اگر یہی منی طلاق یافتہ خاتون کے شوہر کی ہو تو عدت پوری ہونے سے پہلے یا اس کے بعد اس کے استعمال کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: مصنوعی تولید کے لئے عورت اجنبی مرد کی منی استعمال نہیں کر سکتی۔ البتہ اپنے شوہر کی منی استعمال کر سکتی ہے اگرچہ عدت کے دوران ہو۔ عدت کی مدت گزرنے کے بعد جائز نہیں۔

م۔۴۳۸: اگر کسی شخص کا معاملہ اپنے اہل خانہ اور بیوی میں سے ایک کو راضی کرنے میں منحصر ہو۔ (بیوی کو راضی کرے تو اہل خانہ ناراض ہوتے ہیں۔ اہل خانہ کو راضی کرے تو بیوی ناراض ہوتی ہے۔) ایسا آدمی اہل خانہ کی رضامندی کی خاطر بیوی کو طلاق دے یا بیوی کی رضامندی کی خاطر اہل خانہ کو ناراض کرے؟

جواب: ایسا شخص وہ فیصلہ کرے جس میں اس کے دین ودنیا کا مفاد ہو اور عدل وانصاف کی راہ اختیار کرے اور ظلم اور دوسروں کے حق تلفی سے گریز کرے۔

م۔۴۳۹: زوج پر زوجہ کے واجب نفقہ سے کیا مراد ہے؟ زوجہ کا نان ونفقہ، معاشرے میں زوج کے مقام وحیثیت کے مطابق ہونا چاہئے یا زوجہ کے باپ کے گھر کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہئے یا کسی تیسری حیثیت کے مطابق واجب ہوگا؟

جواب: شوہر کی حیثیت کے مطابق بیوی کے شایان شان نفقہ شوہر پر واجب ہے۔

م۔۴۴۰: اگر زوج، زوجہ کے واجب حقوق کو ادا نہ کرے تو کیا زوجہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مرد کے جنسی حقوق کو روک لے (ہمبستری سے انکار کرے)

جواب: عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ البتہ اگر وعظ ونصیحت اور ڈرانے دھمکانے کا کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ اپنا معاملہ لے کر حاکم شرع کے پاس چلی جائے جو اس کے حقوق

کے لئے مناسب اقدام کرے۔

م۔۴۴۱: کیا مرد کے لئے جائز ہے کہ لوگوں کے سامنے استقبال اور خدا حافظی کے موقع پر اپنی بیوی کو گلے لگائے یا اس کا بوسہ لے۔

جواب: اگر اسلامی حجاب کا خیال رکھا جائے اور یہ عمل (اوروں کے لئے) شہوت انگیز نہ ہو تو حرام نہ ہوگا۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ اس قسم کی حرکات سے احتراز کیا جائے۔

م۔۴۴۲: اگر مغربی قوانین کے مطابق میاں بیوی کی قانونی طلاق واقع ہو گئی ہو لیکن شوہر بیوی کے شرعی حقوق ادا کرنے کے لئے تیار ہے اور نہ بیوی کا نان ونفقہ دیتا ہے اور تمام بروئے کار لائے جانے والے شرعی ذرائع کو ٹھکرا دیتا ہے اور ایسے حالات میں مسلسل صبر کئے رہنا خاتون کے لئے یقیناً باعث زحمت ومشقت ہے۔ ایسی صورت میں عورت کا کیا موقف ہونا چاہئے؟

جواب: ایسی صورت میں خاتون اپنا معاملہ لے کر حاکم شرع یا اس کے وکیل کے پاس جائے جو شوہر کو نوٹس دے کر اسے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا پابند بنائے۔ بیوی کو خرچہ دے یا شرعی طلاق جاری کرے۔ اگرچہ کسی اور کو وکیل بنانا پڑے اور اگر شوہر ان دونوں باتوں سے انکار کر دے اور اس کے مال میں سے بیوی کو خرچہ دینا بھی ممکن نہ ہو تو حاکم شرع یا اس کا وکیل اس کا صیغہ طلاق جاری کر دے۔

م۔۴۴۳: کیا کافر عورت، جو اہل کتاب ہو یا بالکل بے دین، سے عقد شرعی کے بغیر مجامعت کرنا جائز ہے جبکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ اس عورت کا ملک بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

م۔۴۴۴: ایک عورت جو اپنے خاوند کی اطاعت گزار نہیں اور اس کے ازدواجی حقوق کو بھی ادا نہیں کرتی اور شوہر کی اجازت کے بغیر جا کر اپنے والدین کے پاس سات مہینے

تک رہ جاتی ہے اور طلاق کے علاوہ ۔ طلاق کے ساتھ ساتھ۔ اولاد اور نان و نفقہ کے حصول کی خاطر شرعی احکام کی طرف رجوع کرنے کی بجائے غیر اسلامی عدالت کا سہارا لیتی ہے، کیا ایسی خاتون اپنے شوہر سے کسی چیز کی حقدار بن سکتی ہے اور کیا ان حالات میں جبکہ یہ عورت طلاق و حقوق (نان و نفقہ و اولاد) کے حصول کے لئے غیر اسلامی عدالت کی طرف رجوع کرتی ہے جو غیر اسلامی قوانین نافذ کرتی ہے، کیا یہ خاتون مکمل ازدواجی حقوق کی حقدار بنتی ہے؟

جواب: سابق الذکر خاتون نفقہ شرعی کی حقدار نہیں۔ البتہ (اس کی نافرمانی کی وجہ سے) اس کا حق مہر اور دو سال تک اپنے بچے کی پرورش کا حق ساقط نہیں ہو جاتا

م۔۴۴۵: ایک جوان لڑکی جو آپریشن کے ذریعے اپنی بچہ دانی نکلوا چکی ہے اور پندرہ سال سے زیادہ عرصے سے اس کی ماہواری بھی بند ہو گئی ہے۔ اس کے بعد ایک محدود مدت کے لئے عقد انقطاعی کرتی ہے جو ختم ہو گئی ہے۔ کیا اس عورت پر عدت واجب ہے اور واجب ہونے کی صورت میں اس کی مدت کتنی ہے؟

جواب: اگر یہ خاتون اس سن و سال میں ہے جس میں ماہواری آسکتی ہو تو عقد انقطاعی کے بعد اس کی عدت پینتالیس دن ہو گی۔

م۔۴۴۶: بعض اوقات غیر مسلم عورت شادی کی خاطر شہادتین کا اقرار کر لیتی ہے، لیکن اس بات کا قابل ذکر احتمال نہیں ہوتا کہ وہ در واقع اسلام لے آئی ہو کیا ان شہادتین کو سننے والا شخص اس عورت پر آثار و احکام اسلام نافذ کر سکتا ہے؟

جواب: جب تک اس خاتون سے اسلام کے منافی کوئی قول و فعل سرزد نہ ہو اس پر اسلام کے احکام نافذ ہوں گے۔

م۔۴۴۷: کیا ایک عورت کا تخم دوسری عورت کی طرف منتقل کرنا جائز ہے؟ اگر اس سے حمل ٹھہر جائے تو یہ بچہ کس خاتون کا شمار ہو گا۔

جواب: اگر اس عمل کے لئے ایسی جگہ کو چھونا یا دیکھنا نہ پڑے جو حرام ہو تو کوئی حرج

نہیں اور جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے کہ آیا بچہ اس خاتون کا شمار ہو گا جس کا تخم تھا یا اس خاتون کا شمار ہو گا جس کا رحم تھا تو اس میں دو احتمال ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اس سلسلے میں احتیاط برتی جائے اور دونوں خواتین اپنے آپ کو بچے کی ماں تصور کریں۔

م۔۴۴۸: رحم مادر میں بچہ ایک مائع میں تیر رہا ہوتا ہے اور یہ مائع پیدائش کے وقت یا اس سے پہلے کبھی خون کے ہمراہ اور کبھی بغیر خون کے باہر آجاتا ہے، کیا یہ مائع اگر خون کے بغیر نکل آئے تو پاک ہے؟

جواب: اس صورت میں مائع پاک ہو گا۔

م۔۴۴۹: اسقاط حمل کس صورت میں جائز ہے؟ کیا اس میں حمل کی عمر کو کوئی دخل ہے؟

جواب: نطفے کے ٹھہرنے کے بعد اسے گرانا جائز نہیں مگر یہ کہ حمل کو باقی رکھنے کی صورت میں اس کی ماں کو کوئی نقصان پہنچتا ہو یا اتنی تکلیف ہوتی ہو جو عام حالات میں قابل برداشت نہ ہو اور اسقاط حمل کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہ ہو۔ ایسی صورت میں جنین میں روح داخل ہونے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے۔ لیکن روح کے داخل ہونے کی بعد کسی صورت میں بھی اسقاط حمل جائز نہیں۔

م۔۴۵۰: بعض اوقات ڈاکٹر کسی جنین (پیٹ کا بچہ) کے بارے میں اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ یہ کسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہے اور اس کے ضائع کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اس لئے کہ اگر یہ بچہ جنم بھی لے لے تو فوراً مر جائے گا یا بدشکل یا بدنما زندہ رہے گا، کیا ایسی صورت میں ڈاکٹر حمل کو ضائع کر سکتا ہے؟ اور کیا ماں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اسقاط حمل کی غرض سے ڈاکٹر کے سامنے پیش ہو؟ اور یہ کہ دیت ان دونوں میں سے کس کے ذمے ہو گی؟

جواب: صرف اس بنیاد پر اسقاط حمل جائز نہیں ہو جاتا ہے کہ ولادت کے بعد بچہ مر جائے گا یا بدشکل زندہ رہے گا۔ اس لئے ماں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ڈاکٹر کو اسقاط

حمل کی اجازت دے اور نہ ڈاکٹر کے لئے اسقاط حمل جائز ہو گا اور جس کے ہاتھ سے حمل گرایا جائے گا دیت بھی اسی کے ذمے ہو گی۔

م۔۴۵۱ :اگر کوئی خاتون اولاد کی خواہش مند نہ ہو اور اس کے پیٹ کے جنین میں ابھی روح داخل نہ ہوئی ہو تو کیا اس کو ضائع کر سکتی ہے جبکہ بچے کی ولادت سے اس کی زندگی کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو ؟

جواب : اس صورت میں اسقاط حمل جائز نہیں۔ مگر یہ کہ اس کو باقی رکھنے میں خاتون کا نقصان یا تکلیف ناقابل برداشت ہو۔

☆☆☆☆☆

آٹھویں فصل

جوانوں کے مسائل

☆ مقدمہ

☆ جوانی سے متعلق چند شرعی احکام

☆ جوانی سے متعلق مخصوص استفتاءات

اکثر اوقات مؤمن نوجوانوں کو تعلیم، عارضی یا دائمی رہائش کی غرض سے غیر اسلامی ممالک میں خصوصا یورپی ممالک اور امریکا جانا پڑتا ہے۔ چونکہ مسلمان نوجوان اسلام کے پابند ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بہت ساری پریشانیوں، مشکلات اور سوالات سے دوچار ہوتے ہیں۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان نوجوانوں کی خدمت میں درج ذیل شرعی احکام بیان کر دیئے جائیں جو ان مشکلات سے نکلنے میں مدد و معاون ثابت ہوں۔

م۔ ۴۵۲: فقہاء کرام اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ شک اور لذت کی نیت سے عورتوں کو دیکھنا حرام ہے اور لذت کی نگاہ کا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھا جائے اور شک کی نگاہ کا مطلب یہ ہے کہ فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔ ۴۵۳: جو عورتیں بے حجابی سے روکے جانے پر نہیں رکتیں ان کے چہرے، ہتھیلیوں اور ان اعضاء کو دیکھنا جائز ہے جو عام طور پر نہیں چھپائے جاتے۔ بشرطیکہ جنسی لذت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے اور دیکھنے والے کا فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی نہ ہو۔ لیکن ان اعضاء کو دیکھنا جائز نہیں جنہیں معمول کے خلاف صرف کچھ عورتیں ظاہر کرتی ہیں۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔ ۴۵۴: مرد، مرد کو شہوت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا اسی طرح عورت بھی عورت

کو شہوت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی (جائز نہیں)۔

م۔۴۵۵: "لواط،، یعنی مرد کا مرد سے غیر فطری عمل انجام دینا جائز نہیں، اسی طرح "سحاق،، یعنی عورت کی شرمگاہ کا عورت کی شرمگاہ سے ملنا بھی جائز نہیں۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۵۶: استمناء (مشت زنی) کسی بھی ذریعے سے ہو حرام ہے۔

م۔۴۵۷: احتیاط واجب کے طور فحش فلموں اور تصویروں کو دیکھنا حرام ہے۔اگر چہ شک اور لذت کے بغیر دیکھا جائے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۵۸: فحاشی کے مراکز میں ایسے آلات بنائے گئے ہیں جو مرد اور عورت کی شرمگاہ کی خصوصیات پر مشتمل ہوتے ہیں، احتیاط واجب کے طور پر ان کے استعمال کو ترک کر دینا چاہئے۔اگر چہ اس کے استعمال کا مقصد انزال نہ ہو۔فرق نہیں پڑتا کہ استعمال کرنے والا شخص شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۵۹: مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ فیملی پلاننگ کے لئے "ساتھی" اور اس قسم کے دوسرے کور (Cover) استعمال کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ استعمال سے پہلے اپنی بیوی سے اجازت لے لے۔

م۔۴۶۰: اگر پیراکی کے مخلوط مقامات (Swimming Pools) اور فحاشی کے دوسرے مراکز میں فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو مرد کے لئے ایسے مقامات پر جانا جائز نہیں۔ بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ بھی ہو تو وہاں جانے سے احتراز کرے۔

م۔۴۶۱: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دستانے یا اس قسم کے کسی حائل کے بغیر (نامحرم) عورت سے مصافحہ کرے مگر یہ کہ مصافحہ نہ کرنے سے کوئی قابل ذکر

نقصان یا نا قابل برداشت مشقت اٹھانی پڑے۔ ایسی صورت میں صرف اتنا مصافحہ جائز ہو گا جس سے ضرورت پوری ہو۔ یعنی نقصان اور مشقت سے بچ سکے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م ۴۶۲ : جوان مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ محبت اور پیار کے طور پر اپنی جوان بہن، خالہ، پھوپھی یا ان کی چھوٹی بیٹیوں کو بوسہ دے اور اگر یہی بوسہ شہوت کا باعث بنے تو جائز نہیں ہو گا۔

م۔ ۴۶۳ : شطرنج کھیلنا حرام ہے۔ کمپیوٹر پر بھی دو افراد کا مل کر شطرنج کھیلنا حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ایک آدمی بھی کمپیوٹر کے ساتھ مل کر شطرنج کھیلے تو بھی حرام ہے۔ چاہے کسی مال کی شرط پر کھیلا جائے یا اس کے بغیر کھیلا جائے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۴۶۴ : جوئے کے تمام آلات کے ذریعے جیسے کارڈ ہیں، کھیلنا حرام ہے بشر طیکہ کسی مال کی شرط پر کھیلا جائے، بلکہ احتیاط واجب یہ ہے مال کی شرط کے بغیر بھی جوا بازی کو ترک کیا جائے۔

م۔ ۴۶۵ : ورزش کی غرض سے فٹ بال، باسکٹ بال، والی بال اور ٹیبل ٹینس کھیلنا جائز ہے۔ نیز گراؤنڈ اور سٹیڈیم وغیرہ یا ٹیلی ویژن پر کھیل دیکھنا بھی جائز ہے چاہے اس کے لئے ٹکٹ خریدنا پڑے یا بغیر ٹکٹ کے دیکھے، بشر طیکہ اس کی وجہ سے کوئی فعل حرام نہ کرنا پڑے۔ مثلاً شہوت کی نظر سے نہ دیکھنا پڑے یا نماز یا کسی اور واجب کو ترک نہ کرنا پڑے۔

م۔ ۴۶۶ : شرط کے بغیر کشتی لڑنا اور باکسنگ کھیلنا جائز ہے بشر طیکہ اس سے کوئی بڑا جسمانی نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

م۔ ۴۶۷ : احتیاط واجب کے طور پر مرد کے لئے داڑھی منڈوانا جائز نہیں۔ نیز احتیاط واجب

کے طور پر مرد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ صرف ٹھوڑی کے بال رکھے اور باقی منڈوائے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۶۸ :اگر کسی مسلمان کو داڑھی منڈوانے پر مجبور کیا جائے یا کسی علاج وغیرہ کی وجہ سے منڈوانے پر مجبور ہو یا داڑھی نہ منڈوانے سے کسی نقصان کا خوف ہو یا داڑھی نہ منڈوانے سے مسلمان مشقت میں پڑ جاتا ہو، مثال کے طور پر داڑھی رکھنے سے ناقابل برداشت تمسخر اور سخت توہین کی جاتی ہو تو ان صورتوں میں داڑھی منڈوانا جائز ہو جائے گا۔

اس فصل سے متعلق بعض سوالات اور حضرت آیۃ العظمی سیستانی (مد ظلہ) کے جوابات :

م۔۴۶۹ : ایک باپ اپنے بیٹے کے دوست سے یہ کہتا ہے کہ میرے بیٹے کا چال چلن نوٹ کرتے رہو اور وقتاً فوقتاً پوچھتا رہتا ہے تاکہ بیٹے کی خصوصیات ظاہر کر کے بیان کی جائیں جن میں ایسی خصوصیات بھی شامل ہیں جنہیں ظاہر کرنے پر بیٹا کسی صورت میں بھی راضی نہیں۔

جواب : جائز نہیں۔ مگر یہ کہ یہ چال چلن ایسی برائی ہو جس سے روکنا واجب ہو اور اذیت ناک اور توہین آمیز انداز میں ظاہر کئے بغیر اسے نہ روکا جا سکے۔

م۔۴۷۰ :روایات میں منقول جملہ "النظرة الاولی لك والثانية عليك،، "پہلی نگاہ تمہارے فائدے میں اور دوسری نظر نقصان میں" کا کیا مطلب ہے ؟ اور کیا کسی خاتون کی طرف پہلی نگاہ کو طول دینا اور اس بنیاد پر اس کو گھورنا جائز ہے کہ یہ پہلی نگاہ ہے جیسا کہ بعض کا یہ دعوی ہے ؟

جواب : علی الظاہر روایت کے اس حصے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں نگاہوں میں اس حوالے

سے فرق پایا جاتا ہے کہ پہلی نگاہ اتفاقی اور سرسری اور لذت و شہوت سے خالی ہوتی ہے (اس لئے قابل مواخذہ نہیں ہوتی) برخلاف دوسری نگاہ کے جو قصد اور ارادے سے ہوتی ہے، جس میں لذت بھی شامل ہوتی ہے اس لئے دیکھنے والے کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

النظر ة بعد النظرة تزرع فی القلب الشهوة و
کفی بها لصاحبها فتنة.

"ایک کے بعد دوسری نگاہ (دیکھنے والے کے) دل میں شہوت کا بیج بو دیتی ہے اور یہ دیکھنے والے کی آزمائش کے لئے کافی ہے"

بہر کیف یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ روایت مذکورہ کا جملہ، انسانی نگاہ کو تعداد کی بنیاد پر جائز قرار نہیں دیتا۔ بایں معنی کہ پہلی نگاہ ہر حالت میں جائز ہو اگرچہ قصد و ارادہ سے کی جائے اور ابتدائی طور پر پاک نہ ہو (بلکہ غلط نگاہ ہو) یا یہ نگاہ مسلسل جمی رہنے کی وجہ سے غلط نگاہ میں تبدیل ہو گئی ہو۔ کیونکہ دیکھنے والے کا نفس امارہ اس کا اطاعت گزار نہیں ہوتا کہ وہ فوراً آنکھیں بند کر لے اور نہ روایت کا یہ جملہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ دوسری ہر حالت میں حرام ہے اگرچہ ایک لمحہ کے لئے ہو اور لذت سے بالکل خالی ہو۔

م ۔ ۱۷۴: اجنبی عورت کی طرف نگاہ کی حرمت (حرام ہونا) میں ایسی عبارتیں دی جاتی ہیں جن کی حد اور تعریف اکثر لوگوں کے لئے واضح نہیں ہوتی۔ مثلاً ریبة، تلذذ اور شہوة امید وار ہیں کہ مکلفین کے لئے ان عبارتوں کی وضاحت فرما دیں اور کیا تمام الفاظ کا ایک ہی مطلب ہے؟

جواب: "تلذذ" اور "شہوت" سے مراد جنسی شہوت کی لذت ہے، ہر قسم کی لذت

مراد نہیں جو ہر اس فطری لذت کو بھی شامل ہو جو انسان کو خوبصورت مناظر کو دیکھ کر حاصل ہوتی ہے اور ریبۃ سے مراد فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہے۔

م۔ ۴۷۲ : حرام لذت کی حد کیا ہے ؟

جواب : اگر حد سے مراد مرتبہ ہو تو اس کی سب سے ادنی حد جنسی احساس کا پہلا درجہ ہے۔

م۔ ۴۷۳ : برطانیہ اور مغربی ممالک کے سرکاری اسکولوں میں طلباء و طالبات کو ایسا مضمون پڑھایا جاتا ہے جس میں جنسی تربیت کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور اس دوران مجسم اور غیر مجسم تصویروں کے ذریعہ آلات تناسل کی تشریح کی جاتی ہے۔ کیا جوان طالب علم کے لئے اس قسم کی کلاسوں میں شرکت کرنا جائز ہے ؟ اور اگر طالبعلم اس خیال سے کہ یہ بحثیں مستقبل میں مفید ثابت ہوں گی ان کلاسوں میں شرکت کا خواہش مند ہو تو والدین پر فرض ہے کہ وہ اسے شرکت سے روکیں ؟

جواب : اگر ان کلاسوں میں شرکت سے کوئی اور حرام کام نہ کرنا پڑے مثلاً لذت اور شہوت سے نہ دیکھنا پڑتا ہو اور اس مضمون کو پڑھنے کے دوران طالب علم اخلاقی انحراف سے دور رہتا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

م۔ ۴۷۴ : کیا عورتوں کے سامنے غزلی اشعار کہنا جائز ہے ؟ جبکہ یہ غزل ان عورتوں کے بارے میں نہ ہو یا یہی عورتیں مراد ہوں اور وہ غیر شادی شدہ ہوں اور یہ شعر گوئی ان پر اثر بھی کرتی ہو ؟

جواب : جائز نہیں۔

م۔ ۴۷۵ : کیا لذت، دعوت حرام اور غلط نیت کے بغیر عورتوں سے غزلی (عشقیہ) گفتگو کرنا جائز ہے ؟

جواب : بطور احتیاط جائز نہیں ہے۔

م۔۴۷۶: کیا نا معلوم خاتون یا عام عورتوں کے بارے میں نظم اور نثر کی صورت میں عشقیہ گفتگو کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر یہ گفتگو حرام کی تمنا سے خالی ہو اور اس پر کوئی اور مفسدہ بھی مترتب نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔

م۔۴۷۷: کیا اس نیت سے عورتوں سے گفتگو کرنا جائز ہے کہ ان میں سے کسی کو پسند کیا جائے اور پھر اس سے عقد انقطاعی (متعہ) کا مطالبہ کیا جائے؟

جواب: اگر ایسی گفتگو نہ ہو جو ایک اجنبی عورت سے نہیں کی جانی چاہئے تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۴۷۸: یورپ میں ایسے فیشن کا رواج عام ہو رہا ہے جس میں مرد، ایک یا دونوں کانوں میں زنانہ بالیاں پہنتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اگر یہ بالیاں سونے کی ہوں تو جائز نہیں بلکہ بطور احتیاط ہر صورت میں (جس چیز سے بھی بنائی گئی ہوں) جائز نہیں۔

م۔۴۷۹: اگر کوئی شخص فعل حرام کا مرتکب ہو اور پہلے دن بلیڈ سے اپنی داڑھی منڈوالے تو کیا دوسرے، تیسرے اور چوتھے دن اس طرح بلیڈ پھیرنا جائز ہے؟

جواب: احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے۔

م۔۴۸۰: بعض اوقات یورپ کی بڑی بڑی کمپنیاں اپنے (ملازمت کے) امیدواروں میں باریش اور بے ریش افراد میں امتیازی سلوک کرتی ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو کیا ملازمت کی خاطر داڑھی منڈوانا جائز ہے؟

جواب: اگر داڑھی منڈوانا حرام ہو چنانچہ احتیاط یہی ہے، تو کسی کمپنی میں ملازمت کی خاطر اس کا منڈوانا حلال نہیں ہو جاتا۔

م۔۴۸۱: کیا ٹھوڑی کے اوپر داڑھی رکھ کر رخسار پر سے منڈوانا جائز ہے؟

جواب: جس داڑھی کا بطور احتیاط منڈوانا حرام ہے وہ دونوں جبڑوں پر اگے ہوئے بالوں کو

شامل ہے۔ رخسار پر ابھری ہوئی جگہ کے بالوں کو صاف کرنا حرام نہیں۔

م۔۴۸۲: کیا شرط کے بغیر کمپیوٹر پر جوئے کے مختلف کھیل کھیلنا جائز ہے ؟اور کیا شرط کے ساتھ کھیلنا جائز ہے ؟

جواب: جوا کھیلنا جائز نہیں ہے اور کمپیوٹر پر جوا کھیلنے کا یہی حکم ہے جو عام آلات کے ذریعے کھیلنے کا حکم ہے۔

م۔۴۸۳: بعض جائز کھیل جن میں ڈائس شامل ہے کیا کمپیوٹر کے ذریعے ان کا کھیلنا جائز ہے ؟

جواب: اگر ڈائس ان آلات میں سے نہ ہو جو جوئے سے مخصوص ہیں تو اس کے ذریعے جوئے کے علاوہ دوسرے کھیل کھیلنا جائز ہے۔

م۔۴۸۴: کیا بدن کے ان حصوں کو دیکھنا جائز ہے جنہیں عام طور پر غیر مسلم عورتیں گرمیوں میں ظاہر کرتی ہیں ؟

جواب: اگر ایسی نگاہ کے ساتھ جنسی لذت اور فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۴۸۵: کیا کسی جانی پہچانی باپردہ خاتون کی بے پردہ تصویر کو دیکھنا جائز ہے ؟

جواب: احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ دیگر اعضاء کو نہ دیکھے۔ جہاں تک چہرہ اور ہاتھوں کا تعلق ہے، اگر جنسی شہوت اور فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو ان کو دیکھنا جائز ہے۔

م۔۴۸۶: الف۔ کیا ٹیلی ویژن وغیرہ پر عریاں یا نیم عریاں غیر مسلم عورتوں کو دیکھنا جائز ہے جس کا مقصد معلومات حاصل کرنا اور تفریح ہو اور جنسی لذت حاصل ہونے کا اطمینان نہ ہو ؟

ب۔ اور اگر سابق الذکر ارادے سے نہ دیکھے بلکہ اپنی ازدواجی شہوت کو ابھارنے کے لئے دیکھے تو اس کا کیا حکم ہوگا ؟

جواب : فحش مناظر چاہے وہ براہ راست ہوں یا ٹیلی ویژن پر ہوں، شہوت کی نگاہ سے ان کو دیکھنا جائز نہیں بلکہ احتیاط واجب کے طور پر کسی طرح سے بھی (اگرچہ بغیر شہوت کے ہو) دیکھنے کو ترک کرنا چاہئے۔

م۔۴۸۷ : کیا شہوت انگیز مناظر کو دیکھنا جائز ہے جبکہ دیکھنے والے کو اطمینان ہو کہ ان مناظر کا اس پر کوئی اثر نہ ہو گا؟

جواب : بطور احتیاط شہوت انگیز مناظر نہ دیکھے جائیں۔

م۔۴۸۸ : کیا لذت کے بغیر جنسی فلموں کو دیکھنا جائز ہے۔

جواب : بطور احتیاط کسی صورت میں بھی نہ دیکھا جائے۔

م۔۴۸۹ : بعض ٹیلی ویژن اسٹیشن ایسے پروگراموں کی ماہوار فیس لیتے ہیں جو فحاشی سے مخصوص نہیں ہوتے، لیکن آدھی رات کے بعد فحش فلموں کو نشر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا ایسے پروگرام کا ممبر بن کر فیس دینا جائز ہے؟

جواب : جائز نہیں۔ مگر یہ کہ انسان کو اپنے نفس وغیرہ پر مکمل اعتماد ہو کہ وہ فحش پروگرام نہیں دیکھے گا۔

م۔۴۹۰ : بعض ممالک میں کسی محفل میں آنے والا عورتوں سمیت تمام حاضرین سے کسی جنسی لذت کے بغیر ہاتھ ملاتا ہے اور اگر وہ عورتوں سے مصافحہ نہ کرے تو اس کی یہ روش عجیب سمجھی جاتی ہے بلکہ اکثر اوقات اسے عورت کی توہین اور تحقیر سمجھا جاتا ہے جس کی وجہ سے آنے والے کو منفی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کیا ایسی صورتوں میں عورتوں سے مصافحہ کرنا جائز ہے؟

جواب : عورتوں سے ہاتھ ملانا جائز نہیں۔ اس لئے ایسے آنے والے افراد کو چاہئے کہ یا تو وہ کسی سے بھی ہاتھ نہ ملائیں یا دستانے پہن کر ہاتھ ملائیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور مصافحہ سے انکار پر ناقابل برداشت تکلیف اور تنگی لازم آتی ہو تو ایسی صورت میں جائز ہو گا۔ یہ سب اس صورت کے احکام ہیں جب ایسی محافل میں شرکت

کرنا ضروری اور ناگزیر ہو۔ بصورت دیگر اگر مصافحہ سے اجتناب ممکن نہ ہو تو ایسی محافل میں شرکت ہی جائز نہیں۔

م۔۴۹۱ : مغربی ممالک میں مصافحہ سلام کا ذریعہ اور طریقہ سمجھا جاتا ہے جس کو ترک کرنے سے بعض اوقات انسان تعلیمی اور کاروباری مواقع سے محروم ہو جاتا ہے۔ کیا مجبوری کی صورت میں مسلمان مرد (نامحرم) عورت سے مصافحہ کر سکتا ہے یا مسلمان عورت (نامحرم) مرد سے مصافحہ کر سکتی ہے؟

جواب : اگر دستانے وغیرہ کے ذریعے اجنبی کو ہاتھ لگانے سے بچنا ممکن نہ ہو تو صرف اس صورت میں نامحرم سے ہاتھ ملانا جائز ہو گا جب اس کو ترک کرنے سے قابل ذکر نقصان اور ناقابل برداشت تکلیف لازم آتی ہو۔

م۔۴۹۲ : جو مسلمان مغربی ممالک میں رہ رہا ہو اور اسے مسلمان عورت میسر نہ آئے تو کیا اس کے لئے غیر مسلم عورتوں سے شادی کرنا جائز ہے؟ جبکہ غیر مسلم عورتوں سے شادی کرنا اولاد کے لئے خطرے سے خالی نہیں۔ کیونکہ ان غیر مسلموں کی زبان، ان کا دین، تربیت کے طریقے اور اجتماعی اقدار اور عادات مسلمانوں سے یکسر مختلف ہیں جو اولاد کے لئے بہت سی نفسانی مشکلات کا سبب بن سکتے ہیں۔

جواب : بطور احتیاط اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) عورتوں سے دائمی نکاح جائز نہیں اگرچہ انقطاعی نکاح (متعہ) جائز ہے۔ لیکن ہم ایسے مسلمانوں کو نصیحت کریں گے کہ وہ غیر مسلم عورتوں سے اولاد پیدا نہ کریں۔ یہ اس صورت کا حکم ہے جب اس مسلمان مرد کی اگرچہ غائب سہی، مسلمان بیوی نہ ہو اور اگر مسلمان مرد کی مسلمان بیوی موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نکاح انقطاعی بھی جائز نہیں، بلکہ احتیاط واجب کے طور پر مسلمان بیوی کی اجازت سے بھی عقد انقطاعی جائز نہیں۔

م۔۴۹۳ : بعض کمپنیاں ایسے آلات بناتی ہیں جو عورت کی شرمگاہ کے مشابہ ہوتے ہیں جن

کو مرد لذت کی غرض سے سوتے وقت اپنے آلہ تناسل پر رکھ دیتے ہیں کیا یہ عمل استمناء اور حرام شمار ہوگا؟

جواب: اگر اس سے منی خارج کرنا مقصود ہے یا اس کی عادت ایسی ہو کہ اس قسم کے اعمال سے منی خارج ہوتی ہو اور منی خارج نہ بھی ہو تو یہ عمل حرام ہوگا۔ بلکہ احتیاط واجب کے طور پر اگر منی کے خارج نہ ہونے کا اطمینان بھی ہو پھر بھی جائز نہیں۔

م۔۴۹۴: مرد شہوت کی نیت سے کسی دوسرے مرد کو گلے لگا سکتا ہے یا جنسی لذت کی نیت سے ایک دوسرے کا بوسہ لے سکتے ہیں اور اگر معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ جائے اور غیر فطری عمل کی نوبت آئے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: یہ سب کام حرام ہیں، اگرچہ حرام کے درجے مختلف ہیں۔

☆☆☆☆☆

نویں فصل

عورتوں کے معاملات

- ☆ مقدمہ
- ☆ عورتوں سے متعلق بعض شرعی احکام
- ☆ عورتوں سے مخصوص استفتاءات

محظوظ ہونا جائز ہے ؟

جواب : اگر تلاوت میں استعمال ہونے والی طرز، گانے والی نہ ہو تو اس کو سننے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔ ۵۵۳ : بعض قاری حضرات، کلام کہنے والے اور گانا گانے والے فاسقوں کی طرز کو لے لیتے ہیں اور اس طرز میں معصومین (ع) کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں، گویا کلام کا مضمون تو فاسقوں اور فاجروں کے مضمون کلام سے مختلف ہوتا ہے لیکن طرز انہی کی ہوتی ہے کیا اس طرح کا کلام سنانا اور اس کا سننا حرام ہے ؟

جواب : جی ہاں، بطور احتیاط حرام ہے۔

م۔ ۵۵۴ : کیا شب زفاف کسی بھی لحن اور طرز میں اگرچہ فاسقوں کی طرز سے ہم آہنگ ہو، عورتوں کے لئے گانا جائز ہے ؟ اور کیا اس شب میں آلات موسیقی کو استعمال کرنا بھی عورت کے لئے جائز ہے ؟ نیز کیا عقد کی محفل میں، مہندی کی رات یا شب ہفتم کو بھی اسی طرح گانا جائز ہے یا صرف شب زفاف یہ گانا جائز ہے ؟

جواب : احتیاط واجب کے طور پر شب زفاف کو بھی گانا کو ترک کرنا چاہیے چہ جائیکہ دیگر شبوں میں جائز ہو۔ موسیقی کا حکم گزشتہ مسائل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

م۔ ۵۵۵ : کیا پیانو، سارنگی، ڈھول، بانسری الیکٹرانک پیانو پر مشتمل انقلابی ترانے سننا جائز ہے ؟

جواب : اگر ان چیزوں سے نکلنے والی موسیقی کی آواز لہو ولعب کی محافل سے مناسبت رکھتی ہو تو اس کو سننا جائز نہیں۔

م۔ ۵۵۶ : "اہل فسق کے نزدیک "متعارف"" کی اصطلاح کا کیا مطلب ہے ؟

جواب : یہ تعبیر ہمارے فتاوی میں استعمال نہیں ہوئی۔ ہم نے غنا کی تعریف یہ کی تھی : "اہل لہو و لعب کے نزدیک متعارف لحن اور طرز" اور اس کا مطلب کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اور ہم آہنگی نہ رکھتی ہو، اگرچہ اعصاب کو سکون نہ بخشے۔ جیسے عسکری اور جنازوں میں بجائی جانے والے موسیقی ہے۔

م۔۵۵۰ : جس طرح حلال موسیقی اور حرام موسیقی کے بارے میں کثرت سے پوچھا جاتا ہے، اس طرح حلال گانوں اور حرام گانوں کے بارے میں زیادہ سوال کیا جاتا ہے۔ کیا ہم ان سوالات کا یہ جواب دے سکتے ہیں کہ حرام گانے وہ ہیں جو جنسی اور شہوانی میلان کو ابھاریں اور گھٹیاپن اور مستی پر برانگیختہ کریں اور جو گانے یا گیت ان پست میلانات کو نہ ابھاریں بلکہ انسانی نفس اور اس کے افکار کو ایک بلند معیار تک پہنچائیں، جیسے وہ گیت ہیں جو سیرت نبی (ص) اور مدح اہل بیت (ع) کے بارے میں گائے جاتے ہیں یا وہ گیت اور ترانے جو جرأت و شجاعت انگیز ہوتے ہیں، وہ حلال ہیں؟

جواب : غنا (گانے) تمام کے تمام حرام ہیں اور ہماری رائے کے مطابق غنا اس لہو و لعب اور بے ہودہ کلام کا نام ہے جو اہل لہو و لعب کے لحن میں پیش کیا جائے اور اسی طرح اس (گانے والے) لحن اور طرز میں قرآن کی تلاوت کرنا، دعائیں پڑھنا اور اہل بیت (ع) کی شان میں قصیدے پڑھنا بھی حرام ہے۔ اس لہو و لعب اور بے ہودہ کلام کے علاوہ کچھ اور گانے کی طرز پر کلام جیسے گانے کی طرز پر شجاعت و بہادری کے ترانے ہیں تو یہ احتیاط واجب کے طور پر حرام ہیں۔ جس لحن اور طرز پر گانے کی گزشتہ تعریف صادق نہ آتی ہو وہ حرام نہیں۔

م۔۵۵۱ : کیا موسیقی پر مشتمل اہل بیتؑ کی تعریف میں گیت سننا جائز ہے؟

جواب : غنا (گانے) ہر صورت میں حرام ہیں باقی رہے وہ قصیدے جو کسی خوبصورت طرز میں پڑھے جائیں لیکن ان میں غنا کی کیفیت نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ جو موسیقی محافل لہو و لعب سے مناسبت نہ رکھتی ہو وہ حلال ہے۔

م۔۵۵۲ : جو قاری تلاوت کے دوران اپنی آواز کو حلق میں گھماتا ہو، اس کی تلاوت کو سن کر

نیز آپ (ص) نے فرمایا:

الغناء والموسیقی رقیۃ الزنا

"غنا گانا اور موسیقی زنا کا ایک ذریعہ ہے"،

م۔ ۵۴۷ : عورت اپنے شوہر کو خوشحال کرنے اور اس کے جذبات کو ابھارنے کی غرض سے اس کے سامنے رقص کر سکتی ہے۔ لیکن دوسرے مردوں کے سامنے رقص نہیں کر سکتی اور احتیاط واجب کے طور پر عورتوں کے سامنے بھی رقص نہیں کرنا چاہئے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۵۴۸ : شادیوں، دینی تقریبات، سیمیناروں اور جشنوں میں مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں طور پر تالیاں بجانا جائز ہے۔

اس فصل سے ملحق استفتاءات اور ان کے جوابات :

م۔ ۵۴۹ : اکثر اوقات حلال موسیقی اور حرام موسیقی کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ کیا ہم جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو موسیقی جنسی اور شہوانی طبیعت کو برانگیختہ کرے اور مستی، گھٹیا پن اور چھچھورے پن کو ابھارے وہ حرام موسیقی ہے اور جو موسیقی اعصاب کو سکون پہنچائے، نفس کو راحت اور آرام پہنچائے یا وہ موسیقی جو فلمی واقعات کے ساتھ سنائی جاتی ہے تاکہ فلم کا منظر زیادہ سے زیادہ ذہنوں پر مؤثر ثابت ہو سکے یا وہ موسیقی جو ورزش کے کھیلوں میں ورزشی مشق کے دوران بجائی جاتی ہے یا وہ موسیقی جو مخصوص ساز کے ذریعے کسی خاص منظر کا نقشہ پیش کرتی ہے یا وہ موسیقی جو انسان میں جرأت وشجاعت پیدا کرتی ہے، یہ ساری موسیقی حلال ہیں؟

جواب : حرام موسیقی وہ ہے جو لہو ولعب کی محافل سے مناسبت رکھتی ہو۔ اگرچہ جنسی غریزے کو نہ ابھارے اور حلال موسیقی وہ ہے جو لہو ولعب کی محافل سے مناسبت

غنا کا مصداق ہے۔

م۔ ۵۴۵ : اہل لہو ولعب میں رائج لحن میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور دعاؤں اور دیگر اذکار کو پڑھنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ احتیاط واجب کے طور پر اس شعر یا نثر پر مشتمل کلام کو بھی گانے کے لحن اور طرز میں پیش کرنا جائز نہیں جو بے ہودہ مفہوم پر مشتمل نہ ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۵۴۶ : سنت (روایات) میں وارد ہے کہ غنا (گانا) اور حرام موسیقی کو سننا حرام ہے۔ چنانچہ جناب رسول خدا (ص) نے ایک حدیث میں فرمایا:

ويحشر صاحب الغنا من قبره أعمى و أخرس وأبكم و يحشرا لزانى مثل ذلك، و يحشر صاحب المزمار مثل ذلك و صاحب الدف مثل ذلك.

(المسائل الشرعية للسيد الخوئى ج۲ص۲۲)

"گانے والے کو اپنی قبر سے اندھا، گونگا اور بہرہ اٹھایا جائے گا، زناکار کو بھی ایسے ہی اٹھایا جائے گا، بانسری بجانے والے کو بھی اسی حالت میں اور اٹھایا جائے گا اور ڈھول بجانے والے کو بھی اسی طرح اٹھایا جائے گا۔"

نیز آنحضرت (ص) نے فرمایا:

من استمع الى اللهو(الغناء و الموسيقى) يذاب فى أذنه الآنك (الرصاص المذاب) يو م القيامة.

"جو شخص (قصد و ارادے سے) لہو کی باتوں (گانے اور موسیقی) کو سنے تو روز قیامت اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جائے گا۔"

ہوتا ہے یا اس لحن سے شباہت رکھتا ہے جو لہو و لعب میں استعمال ہوتا ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۵۴۱: ان مقامات پر آمد و رفت جائز ہے جہاں حلال موسیقی بجائی جاتی ہو اور جب تک یہ موسیقی حلال ہو جان بوجھ کر اسے سننا بھی جائز ہے۔

م۔ ۵۴۲: ان عمومی جگہوں پر آنا جانا جائز ہے جہاں موسیقی بجائی جاتی ہو بشرطیکہ یہ موسیقی عمداً نہ سنی جائے۔ جیسے استقبالیہ کے ہال (لاؤنج)، مہمان خانے، عام باغات اور ہوٹل اور قہوہ خانے وغیرہ ہیں۔ اگرچہ ان مقامات پر بجائی جانے والی موسیقی لہو و لعب کی محافل سے مناسبت رکھتی ہو۔ اس لئے کہ اس امر میں شرعاً کوئی مانع اور رکاوٹ نہیں کہ کانوں کو کوئی حرام لحن سنائی دے لیکن آپ اس لحن کو سننے کا قصد اور ارادہ نہ رکھتے ہوں۔

م۔ ۵۴۳: چھوٹوں اور بڑوں کے لئے یکساں طور پر موسیقی کی تعلیم کے لئے بنائے گئے مراکز یا دیگر مقامات پر جا کر حلال موسیقی سیکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ ان جگہوں پر آمد و رفت سے دینی تربیت اور پرورش پر منفی اثر نہ پڑے۔

م۔ ۵۴۴: گانے گانا، سننا اور اس کا کاروبار کرنا (یہ سب) حرام ہیں اور غنا (گانے) سے مراد وہ بے ہودہ کلام ہے جو اہل لہو و لعب میں معروف لحن میں پیش کیا جائے۔

(الف) حرام غنا میں سے شادیوں میں عورتوں کے گانے کو مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔ (یعنی اسے جائز قرار دیا جاتا ہے) بشرطیکہ اس میں کوئی اور فعل حرام شامل نہ کیا جائے۔ جیسے ڈھول بجانا، باطل گفتگو کرنا، مردوں کا عورتوں کے مجمع میں جانا اور اس طرح سے مردوں کا عورتوں کی ہیجان خیز آواز کا سننا۔ لیکن اسے مستثنیٰ قرار دینا اشکار سے خالی نہیں۔

(ب) مشہور و معروف حودی خوانی غنا شمار نہیں ہوتی لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اس آواز کو بھی سننا جائز ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ یہ

غیر مسلم ممالک میں رہنے والے بلکہ بعض اسلامی ممالک کے رہنے والے بھی آلات موسیقی کی آواز سننے ، گویوں کی خوش الحانی اور سڑک، اسکول اور ہمسائے کے گھر سے رقص کی دھنیں سننے کے عادی ہیں۔ سڑکوں سے گزرنے والی گاڑیوں سے آلات موسیقی کی آواز راہ گیروں کو ہلا کر رکھ دیتی ہے اور انہیں بے قرار کر دیتی ہے اور انسان خود سے پوچھتا ہے، کیا میں ان آلات کی آواز اور گانے کو سن سکتا ہوں اور کیا میرے لئے رقص کرنا جائز ہے ؟

درج ذیل مسائل میں، ہم گزشتہ دونوں سوالات اور اس قسم کے دیگر سوالوں کے جوابات تحریر کریں گے۔

م۔۵۳۸ : موسیقی انسانی فنون میں سے ایک فن ہے جو آج کل بڑی کثرت سے پھیل گیا ہے۔ اس فن کی بعض قسمیں حلال اور بعض قسمیں حرام ہیں۔ حلال موسیقی کو سننا جائز ہے اور حرام موسیقی کو سننا جائز نہیں ہے۔

م۔۵۳۹ : حلال موسیقی وہ ہے جو لہو ولعب کی محفلوں سے مناسبت اور ہم آہنگی نہ رکھتی ہو اور حرام موسیقی وہ ہے جو لہو ولعب کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہو۔

م۔۵۴۰ : موسیقی یا غنا کے لہو ولعب کی محفلوں سے مناسبت رکھنے کا مطلب یہ نہیں کہ موسیقی یا غنا کا لحن نفس کو راحت اور سکون پہنچائے اور اس کی کیفیت کو تبدیل کرے۔ اس لئے کہ یہ چیزیں تو درست ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیقی کی آواز اور غنا کے لحن کو سننے والا، خصوصاً اگر وہ شخص جو ان چیزوں کی خصوصیات سے باخبر ہو ، اس بات کو تشخیص دے کہ یہ لحن لہو ولعب کی محافل میں استعمال

دسویں فصل

موسیقی، غنا (گانے) اور رقص کے احکام

☆ مقدمہ

☆ موسیقی گانے اور رقص سے متعلق بعض شرعی احکام

☆ غنا، موسیقی اور رقص سے مخصوص استفتاءات

نہیں۔

م۔ ۵۳۴: اگر حمل خاتون کے لئے شدید مشقت اور خاندان کی بدنامی کا باعث بنے تو اسقاط حمل جائز ہے؟

جواب : اگر یہ مشقت عام حالات میں ناقابل برداشت ہو اور اسقاط حمل کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ ہو تو جنین (بچے) میں روح داخل ہونے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے۔

م۔ ۵۳۵: کیا خاتون کے لئے پینٹ شرٹ پہن کر بازاروں اور سڑکوں پر نکلنا جائز ہے؟

جواب : اگر اس کے بدن کے حساس حصے مجسم ہو کر ظاہر ہوتے ہوں یا ناظرین کے جنسی احساسات برانگیختہ ہوتے ہوں تو جائز نہیں۔

م۔ ۵۳۶: کیا عورتوں سے مخصوص محفلوں میں دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور حسن و جمال میں اضافے کی خاطر مصنوعی بال (Wig) پہننا جائز ہے اور یہ عیب پوشی کے زمرے میں آئے گا؟

جواب : اگر Wig کو پہننے کا مقصد کسی کو دھوکا دینا یا اپنی شادی کے موقع پر عیب پوشی نہ ہو بلکہ زینت کی خاطر ہو تو کوئی حرج نہیں۔

م۔ ۵۳۷: کیا حیض والی عورت سجدہ والی آیات کے علاوہ سات آیتوں سے زیادہ کی تلاوت کر سکتی ہے اور کیا جائز ہونے کی صورت میں یہ کوئی مکروہ عمل ہوگا اور کیا اس کے مکروہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تلاوت کا ثواب تو ملے گا مگر کم؟

جواب : حیض والی عورت سجدہ والی آیات کے علاوہ دیگر آیات کی تلاوت کر سکتی ہے۔ سات سے زیادہ آیات کی تلاوت کو اگر مکروہ قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کا ثواب کم ہے۔

☆☆☆☆☆

میں کوئی حرج نہیں، ورنہ جائز نہیں۔

م۔۵۳۰ :بعض مغربی ممالک کے عام میدانوں میں مصور بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں جو لوگوں کو اپنے سامنے بٹھا کر اور ان کے چہروں کی طرف دیکھ دیکھ کر کھڑے کھڑے ان کی تصویر بنا دیتے ہیں۔ کیا ایک باحجاب خاتون اس طرح سے اپنی تصویر بنوا سکتی ہے؟

جواب : خاتون کو چاہئے کہ وہ اس طرح سے اپنی تصویر نہ بنوائے۔

م۔۵۳۱ :کیا خواتین کے لئے مختلف طریقوں سے کشتی لڑنا جائز ہے؟ اور کیا بغیر لذت کے براہ راست یا ٹیلی ویژن کے ذریعے کشتی لڑنے والوں کے برہنہ بدن کو دیکھنا جائز ہے؟

جواب : اس حد تک کشتی لڑنا جائز نہیں جو کشتی لڑنے والے یا دوسروں کے لئے حرام کی حد تک نقصان دہ ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت لذت کے بغیر اور ٹیلی ویژن پر بھی مرد کے بدن کو نہ دیکھے ماسوائے سر، دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں اور دیگر ایسے اعضاء کے جن کو مسلمانوں کی عام سیرت کے مطابق چھپانے کی پابندی نہیں کی جاتی۔

م۔۵۳۲ :کیا خواتین ان مردوں کا بدن دیکھ سکتی ہیں جو عزاداری کے دوران اپنا لباس اتار دیتے ہیں؟

جواب : احتیاط واجب کے طور پر اسے ترک کرنا چاہئے۔

م۔۵۳۳ :اگر کوئی شخص رضاکارانہ طور پر کسی بچی کی تربیت کرے (اسے اپنی بیٹی بنا لے) اور اس کے پاس بڑی ہو اور سن بلوغ تک پہنچ جائے۔ کیا اس بچی پر واجب ہے کہ اپنے اس مربی سے پردہ کرے اور مربی پر واجب ہے کہ اس کے بالوں کو نہ دیکھے اور اس کے جسم کو ہاتھ نہ لگائے؟

جواب : جی ہاں۔ یہ سب ضروری ہیں اور اس مربی اور دیگر نامحرم مردوں میں کوئی فرق

م۔۵۲۵ : عورت کے لئے زینت والی انگوٹھی اور چوڑیاں اور ہار پہننا حلال ہے یا حرام ؟

جواب : حلال ہے۔ البتہ انگوٹھی اور چوڑیوں کے علاوہ دوسرے اسباب زینت کو چھپانا واجب ہے اور انگوٹھی اور چوڑیاں اس صورت میں ظاہر کر سکتی ہے جب اس سے کسی کے فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور اس نیت سے نہ پہنی جائیں کہ اس کی طرف حرام نگاہ سے دیکھا جائے۔

م۔۵۲۶ : آج کل مغرب نے آنکھ کی سیاہی کے اوپر مختلف رنگ کے (مصنوعی) عدسے (Lens) لگانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ کیا عورت آرائش اور نامحرم مردوں کے سامنے نمائش کی غرض سے یہ کام کر سکتی ہے ؟

جواب : اگر یہ چیز اس کی زینت شمار ہو تو جائز نہیں۔

م۔۵۲۷ : کیا عورت کے تخم (Ovum) کی خرید و فروخت جائز ہے ؟

جواب : جائز ہے۔

م۔۵۲۸ : بعض مخصوص حالات میں بعض خواتین کے بال گرتے ہیں۔ علاج کی نیت سے مرد ڈاکٹر کو بال دکھانا جائز ہے ؟ چاہے بالوں کا گرنا اس کے لئے باعث زحمت و تکلیف ہو یا نہ ہو بلکہ صرف آرائش کا یہ تقاضا ہو ؟

جواب : اگر بال گرنے سے عام حالات میں ناقابل برداشت زحمت و تکلیف ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

م۔۵۲۹ : کیا مسلمان عورت مغربی ممالک کے ان کالجوں میں داخلہ لے سکتی ہے جن میں مخلوط تعلیم ہوتی ہے۔ جن میں بعض طلباء اور طالبات کی روش آزادانہ ہے اور وہ اخلاقی اقدار کے پابند نہیں۔

جواب : ایسے حالات میں اگر خاتون کو یقین ہے کہ اس کا دین محفوظ رہے گا۔ حجاب سمیت دیگر شرعی فرائض کی پابند رہ سکے گی۔ حرام نگاہ اور مس کرنے سے اجتناب کر سکے گی اور اس آزاد اور بگڑے ہوئے ماحول سے متاثر نہیں ہو گی تو داخلہ لینے

زینت اور ستر کی نیت سے ظاہر کرنا جائز ہے ؟

جواب : عورت کے لئے مصنوعی بال لگوانا جائز ہے۔ لیکن یہ زینت ہے جسے نامحرم مردوں سے چھپانا واجب ہے۔

م۔ ۵۲۱ : کیا جوان خواتین وہ جراب استعمال کر سکتی ہیں جو جلد کی ہم رنگ ہوتی ہے اور پنڈلی کی خوبصورتی کا باعث بنتی ہے ؟

جواب : اس قسم کی جراب پہننا جائز ہے۔ لیکن اگر یہ لباس میں زینت شمار ہو تو اسے نامحرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے۔

م۔ ۵۲۲ : کیا عورت وہ جراب پہن سکتی ہے جس سے پردہ تو ہوتا ہے مگر عضو کو نمایاں کر دیتی ہے ؟

جواب : اس کو پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔ ۵۲۳ : جو مسلمان نرس کسی کلینک میں کام کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں مسلمان اور غیر مسلم مردوں کو ہاتھ لگایا جاتا ہے۔ کیا یہ کام جائز ہے ؟ جبکہ یہ بھی عیاں ہے کہ اس ملازمت کو ترک کرنا بھی ایک مشکل کام ہے کیونکہ ملازمت کے مواقع بہت کم ملتے ہیں۔ نیز یہ بھی فرمائیں کہ مسلمان مرد کے بدن کو چھونے اور غیر مسلم مرد کے بدن کو چھونے میں کوئی فرق ہے ؟

جواب : عورت کے لئے نامحرم مرد کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں، چاہے وہ مرد مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ مگر یہ کہ یہ ملازمت اس قدر ناگزیر ہے کہ جس کی وجہ سے حرام، حرام نہ رہے۔

م۔ ۵۲۴ : کیا خاتون ایڑی والے جوتے پہن سکتی ہے جن کے زمین پر لگنے اور ٹک ٹک کی آواز سے دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے ؟

جواب : اگر ایسے جوتے نامحرم مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے پہنے جائیں یا وہ عام طور پر فعل حرام میں مبتلا کرنے کا باعث بنیں تو جائز نہیں ہوگا۔

جبکہ سیکھنے کے دوران مرد استاد اور خاتون کے علاوہ کوئی تیسرا آدمی نہیں ہوتا اور فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی نہیں ہوتا؟

جواب : اگر گمراہی اور اخلاقی بگاڑ سے محفوظ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۱۷ :زنانہ آرائش کی دوکانوں پر خاتون کارکن کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا مؤمنہ خاتون کے لئے ایسی بے پردہ عورتوں کا بناؤ سنگھار جائز ہے جو آرائش کے بعد نامحرم مردوں کے سامنے جاتی ہیں۔ یہ عورتیں مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔

جواب : اگر یہ عمل منکر اور برائی کی ترویج اور اس کو عام کرنے میں شریک شمار ہو تو جائز نہیں ہوگا۔ مگر اس عنوان (منکر کی ترویج میں شریک) کا صادق آنا بہت بعید ہے۔

م۔۵۱۸ :جو عورت اپنے چہرے کا پردہ نہیں کرتی کیا وہ اپنے چہرے کے بالوں کی صفائی اور ابروؤں کے کچھ بال صاف کر کے ان کو سیدھا کر سکتی ہے؟ اور کیا چہرے پر ہلکا پاؤڈر لگا سکتی ہے؟

جواب : چہرے کے بال صاف کرنے اور ابروؤں کو سیدھا کرنے سے، چہرے کو ظاہر کرنا ممنوع نہیں ہو جاتا بشر طیکہ فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور چہرے کو ظاہر کرنے کا مقصد بھی یہ نہ ہو کہ اس پر نامحرم مرد کی نظر پڑے۔ لیکن بناؤ سنگھار کی غرض سے سرخی پاؤڈر لگانے کے بعد چہرے کو چھپانا ضروری ہے۔

م۔۵۱۹ :کیا شادی کی زنانہ محافل میں اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے سب یا بعض بالوں کی رنگائی جائز ہے؟

جواب : اگر رنگائی کا مقصد صرف زینت ہو، کسی کو دھوکا دینا نہ ہو، مثال کے طور پر عیب یا سن وسال کی زیادتی کو چھپانا، تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۲۰ :اگر کوئی خاتون اپنے اصل بال چھپانے کے لئے اپنے سر پر مصنوعی بال لگائے جن سے اس کے اصلی بال چھپ جائیں۔ کیا اپنے اصلی حلیہ کے برعکس اس حلیہ کو

م۔ ۵۱۳ : بہت ساری باحجاب مسلمان خواتین کی یہ عادت ہے کہ وہ گردن کا تو پردہ کر لیتی ہیں لیکن ٹھوڑی اور اس کے نیچے کا کچھ حصہ ظاہر رکھتی ہیں۔ کیا ان کا یہ عمل جائز ہے ؟ اور چہرہ جس کو ظاہر رکھنا جائز ہے، کی حد کیا ہے ؟ کیا کان چہرے کا حصہ ہیں ؟

جواب : چہرہ کانوں کو شامل نہیں، اس لئے انہیں چھپانا ضروری ہے۔ باقی رہا ٹھوڑی اور اس کے نیچے کا حصہ، جو عام طور پر چہرے پر مقنعہ پہنے ہوئے بھی دکھائی دیتا ہے، چہرے کا حصہ ہے اور اسے چھپانا ضروری نہیں۔

م۔ ۵۱۴ : کیا ان نامحرم عمر رسیدہ خواتین سے ہاتھ ملانا جائز ہے جو کسی نکاح کی خواہش نہیں رکھتیں ؟ اور کس عمر کی خواتین پر یہ حکم صادق آتا ہے۔

جواب : بغیر ضرورت اور مجبوری کے کسی بھی (عمر کی) نامحرم عورت کو ہاتھ لگانا جائز نہیں اور عمر رسیدہ خواتین (جنہیں قرآن نے "قواعد،، کہا ہے اور انہیں پردے سے مستثنیٰ قرار دیا ہے) کی سن وسال کے لحاظ سے کوئی حد بندی نہیں، بلکہ اس سلسلے میں بعض عورتیں بعض سے مختلف ہوتی ہیں اور اس کا دارومدار وہی ہے جسے قرآن نے بیان کیا ہے یعنی زیادہ عمر کی وجہ سے ان میں نکاح کی خواہش اور رجحان نہ رہے۔

م۔ ۵۱۵ : اگر کسی ملک میں نقاب پہننا حیرت و تعجب کا باعث ہو اور اکثر اوقات لوگ سوالیہ نظروں سے دیکھیں (انگشت نمائی کرتے رہیں) تو کیا ایسی صورت میں نقاب پہننا بدنامی شمار ہوگا اور اس کا اتارنا واجب ہوگا ؟

جواب : نقاب اتارنا واجب نہیں۔ ہاں اگر نقاب پہننا عام لوگوں کے نزدیک باعث توہین اور تحقیر سمجھا جائے اور اس ملک کے تمام لوگوں کے نزدیک ایک برا عمل سمجھا جائے تو بدنام لباس شمار ہوگا اور اس کا پہننا جائز نہیں ہوگا۔

م۔ ۵۱۶ : کیا باحجاب خاتون کے لئے جائز ہے کہ وہ مرد استاد سے گاڑی کی ڈرائیونگ سیکھے

صاف صاف جواب دے سکتا ہے ؟

جواب : شرعی احکام کی تعلیم کی غرض سے خواتین اپنے سوالات کو صاف صاف بیان کر سکتی ہیں اور طالب علم بھی ان سوالات کے جوابات صاف صاف دے سکتا ہے، لیکن ان دونوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ صدق نیت، پاکدامنی اور شرم و حیا کا خیال رکھیں اور ایسی چیزوں کے ناموں کی تصریح کرنے سے احتراز کریں جن کی تصریح قبیح اور ناپسند سمجھی جاتی ہے۔

م۔۵۱۱ : عورت سے ملاعبت اور چھیڑ چھاڑ کے دوران اس کی اندام نہانی سے ایک لیسدار مادہ خارج ہوتا ہے اور جب عورت سے ملاعبت اور چھیڑ چھاڑ مزید جاری رکھی جائے تو عورت کا جنسی ہیجان اور تناؤ اپنے عروج کو پہنچتا ہے اور اسے انزال ہو جاتا ہے اور مزید مواد خارج ہوتا ہے۔ کیا اس ہیجان کے آغاز ہی سے غسل واجب ہو جاتا ہے یا اس وقت غسل واجب ہوگا جب انزال ہو اور کیا غسل عورت کو وضو سے بے نیاز کر سکتا ہے ؟

جواب : غسل اس وقت تک واجب نہیں ہوتا جب تک اس کا جنسی ہیجان اپنے عروج تک نہ پہنچے۔ جب اس کا ہیجان اپنے عروج تک پہنچ جائے اور اس سے بہنے والا مواد خارج ہو جائے تو ہر اس کام کے لئے غسل واجب ہوگا جس میں حدث جنابت کا ازالہ اور طہارت لازمی ہے اور یہی غسل اسے وضو سے بھی بے نیاز کر دے گا۔

م۔۵۱۲ : بعض خواتین ایام حج میں ماہواری کو مؤخر کرنے کی غرض سے دوائیاں استعمال کرتی ہیں اور جب ماہواری کے دن آجاتے ہیں تو خاتون کا خون رک رک کر آتا ہے۔ کیا ایسی خاتون پر حیض والے احکام لاگو ہوں گے ؟

جواب : اگر خاتون کا خون رک رک کر آئے اور تین دن مسلسل نہ آئے، حتی کہ کچھ خون کے خارج ہونے کے بعد شرمگاہ کے اندرونی حصے میں بھی تین دن مسلسل نہ رہے تو ایسے خون پر حیض والے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔

م۔۵۰۷ :عالمی شہرت یافتہ فلم ساز بیتشکوک کا کہنا ہے کہ مشرقی عورت کی جاذبیت بذات خود بہت زیادہ ہے اور یہ جاذبیت اور کشش اسے بہت زیادہ قوت و طاقت سے نوازتی ہے۔ لیکن ان کوششوں کے نتیجے میں، جو اس نے اپنے آپ کو مغربی عورت کے برابر لانے کی خاطر کیں، آہستہ آہستہ اس کا حجاب اتر گیا اور حجاب کے خاتمے کے ساتھ ساتھ اس کی جنسی کشش رفتہ رفتہ کم ہوتی چلی گئی۔

(حوالہ سابق)

م۔۵۰۸ : مشہور محقق اور دانشمند ویل ڈیورانٹ "عورت کے نزدیک جنسی روش کے اصول" سے متعلق لکھتے ہیں :

"آج عورت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ بے راہروی ضعف وناتوانی اور ذلت کا باعث بنتی ہے اور اس نے اپنی بیٹیوں کو بھی یہی تعلیم دی ہے۔

(حوالہ سابق)

پس عورت عفت و پاکدامنی، حیا اور جسم پوشی کے قدرتی رجحان کی بدولت اپنی ارزش اور قیمت کو دوبالا کر دیتی ہے اور مردوں کے نزدیک اپنی عزت اور حیثیت کو استحکام بخش دیتی ہے۔

خواتین سے متعلق بعض استفتاءات اور آیۃ اللہ کے جوابات

م۔۵۰۹ : شہوت کی نیت سے عورت کا عورت کو گلے لگانا، اس کا بوسہ لینا اور اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے کا کیا حکم ہے اور اگر معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب : یہ سارے اعمال حرام ہیں اگرچہ ان کے درجات مختلف ہیں۔

م۔۵۱۰ :اکثر اوقات خواتین اپنے مخصوص مسائل کے جوابات کے لئے دینی طالبعلموں کی محتاج ہوتی ہیں۔ کیا یہ خواتین اپنے مخصوص مسائل طالب علموں کے سامنے کھول کر صاف صاف بیان کر سکتی ہیں اور کیا طالب علم بھی ان کے سوالات کے

دو سال سے پہلے بچے کا دودھ چھڑا دیں تو بہتر ہے۔

(منہاج الصالحین السید سیستانی ج۲ ص۱۲۰)

م۔۵۰۳ : عورت کے لئے مستحب ہے کہ وہ شوہر کی جنسی ضرورت کو پورا کرنے کے علاوہ بھی اس کی گھریلو خدمت کرتی رہے۔ مثال کے طور پر گھر کا کھانا پکائے، کپڑے سی دے، گھر کی صفائی کرے اور کپڑے وغیرہ دھو کر دے۔ البتہ (جنسی ضرورت پوری کرنے کے علاوہ) یہ سارے کام عورت پر واجب نہیں۔

م۔۵۰۴ : اجنبی عورت کی آواز سننا جائز ہے بشر طیکہ لذت و شہوت کی نیت سے نہ ہو اور فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی نہ ہو۔ اسی طرح عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ اپنی آواز اجنبی مردوں کو سنائے مگر یہ کہ فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو (اس صورت میں جائز نہ ہوگا)۔ البتہ عورت کے لئے اپنی آواز کو اس طرح دلکش اور خوبصورت بنانا جائز نہیں کہ سننے والے کے لئے عام طور پر ہیجان آور ہو اگرچہ سننے والا عورت کا محرم ہو۔

(حوالہ سابق ص ۱۵)

م۔۵۰۵ : اگر عورت کسی بیماری کا علاج کرانے پر مجبور ہو اور مرد ڈاکٹر اس کا زیادہ ہمدرد ہو تو وہ عورت کے بدن کو دیکھ اور چھو سکتا ہے، بشر طیکہ اسے دیکھے اور ہاتھ لگائے بغیر علاج ممکن نہ ہو اور اگر صرف دیکھنے سے علاج ممکن ہو تو ہاتھ لگانا جائز نہیں اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج ممکن ہو تو دیکھنا جائز نہیں۔

(حوالہ سابق ص ۱۳)

م۔۵۰۶ : بعض علماء کا خیال ہے کہ اسلام نے تمام تر جنسی لذتوں کو فیملی از دواجی زندگی تک محدود کرنے کی خاطر، جو مرد عورت اور فیملی سبھی کی خدمت ہے، عورت پر اجنبی مردوں سے ملاقات کے موقع پر حجاب کو فرض قرار دیا۔

(مسئلہ حجاب الشیخ شہید مرتضیٰ مطہریؒ)

سے محفوظ رہے ورنہ محرموں سے بھی پردہ کرنا واجب ہوگا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۹۸ : عورت اپنے گھر سے، ضروری کاموں کے لئے، عطر لگا کر نکل سکتی ہے اگرچہ نامحرم مرد تک اس کی خوشبو پہنچ جائے بشرطیکہ اس کی وجہ سے اجنبی مرد کے جذبات برانگیختہ نہ ہوتے ہوں اور اس کے عطر لگانے کا مقصد بھی یہ نہ ہو۔

م۔۴۹۹ : عورت کسی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ اکیلی گاڑی میں سفر کرسکتی ہے بشرطیکہ کسی فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۵۰۰ : عورت کے لئے اپنی شرمگاہ کو اتنا چھیڑنا جائز نہیں کہ اس کی لذت اوج تک پہنچ جائے اور اسے انزال ہو جائے اور اگر اس سے اس کی لذّت اوج تک پہنچ جائے اور اس کا بہنے والا مواد خارج ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہوگا اور وضو کی جگہ اسی غسل پر اکتفا کرسکتی ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۵۰۱ :وہ عورت جو بانجھ پن کی بیماری میں مبتلا ہے علاج کی غرض سے اپنی شرم گاہ کو ظاہر کرسکتی ہے بشرطیکہ اولاد اس کی ضرورت ہو اور اولاد نہ ہونے سے اتنی مشقت و تکلیف ہوتی ہو جس سے انسان مکلّف نہ رہتا ہو۔

م۔۵۰۲ :بچے کو اپنی ماں کا دودھ پلانا چاہئے چنانچہ حدیث میں ہے :

ما من لبن رضع به الصبی اعظم برکة علیه من لبن امه۔

"اور بچے کے لئے اپنی ماں کے دودھ سے زیادہ با برکت کوئی اور دودھ نہیں۔"

بچے کو اکیس ماہ دودھ پلانا چاہئے اور اس سے کم نہیں پلانا چاہئے۔ اسی طرح دو سال سے زیادہ عرصہ بھی نہیں پلانا چاہئے اور اگر والدین باہمی رضامندی سے

شریعت میں عورتوں کے خاص خاص احکام ہیں جو اسلامی فقہ کی کتابوں میں درج ہیں اور ان کے بارے میں فقہ کے مختلف ابواب میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

امریکا اور یورپی ممالک کے غیر اسلامی ممالک میں رہنے کی وجہ سے مسلمان خواتین نئے حالات سے دوچار ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے ان کے سامنے نئے نئے مسائل اور استفسارات و سوالات ابھرتے رہتے ہیں۔ اس وقت ان بعض سوالات کو ذیل میں پیش کر رہا ہوں جن کے ساتھ بعض دوسرے اور مشہور احکام بھی ذکر کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ ہماری قارئات کے لئے فائدہ مند ثابت ہوں گے۔

م۔ ۴۹۵ : عورت نا محرم مرد کے سامنے اپنا چہرہ اور ہتھیلی ظاہر کر سکتی ہے بشرطیکہ اس سے فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اس کا مقصد مردوں کو حرام نگاہ میں مبتلا کرنا نہ ہو اور عام طور پر فعل حرام میں مبتلا ہونے کا موجب نہ بنے، ورنہ (اگر فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو) محرم مردوں سے بھی پردہ کرنا واجب ہو گا۔

م۔ ۴۹۶ : عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے قدموں کی پشت نا محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرے، البتہ اگر نا محرم نہ دیکھ رہا ہو تو نماز کی حالت میں پاؤں کے اوپر اور نیچے کے حصے کو ظاہر کرنا جائز ہے۔

م۔ ۴۹۷ : عورتوں کے لئے آنکھوں میں سرمہ لگانا اور انگوٹھی پہننا جائز ہے، بشرطیکہ اس کا مقصد مردوں کی شہوت و جذبات کو ابھارنا نہ ہو اور فعل حرام میں مبتلا ہونے

ذیل میں بعض ایسے مواد اور اجزاء درج کیے جاتے ہیں جو عام طور پر کھانے پینے کی چیزوں میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ مواد اور اجزاء نباتات یا حیوانات یا کیمیائی طریقے سے بنائے جاتے ہیں چونکہ اکثر غذائی اشیاء پر چسپاں معلومات' ان تمام اجزاء پر مشتمل نہیں ہوتیں جو ان غذائی اشیاء میں شامل ہوتے ہیں اس لئے ان اشیاء میں شامل اجزاء کے حلال یا حرام ہونے کا حتمی حکم اسی صورت میں ممکن ہے جب ان اشیاء کو بنانے والی کمپنیوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

جو اجزاء اور مواد ہم نے بیان کئے ہیں ان کے بارے میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ اپنی معلومات کی روشنی میں اس کے حلال استعمال کی صلاحیت کو بیان کریں اس کے ساتھ ان نکتے کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ استعمال کرنے والے پر واجب نہیں کہ وہ ان غذائی اشیاء کے اجزاء کے بارے میں پوچھ گچھ اور تحقیق کرے تاکہ اس بات کا یقین حاصل کر لیا جائے کہ وہ ایسے اجزا سے خالی ہیں جن کا کھانا جائز نہیں۔

(مأکولات اور مشروبات سے مخصوص فصل کی طرف رجوع فرمائیں)

Acetic Acid-1: (سرکہ میں ۵ سے ۱۰ فیصد تک ہوتا ہے' باقی پانی ہوتا ہے) یہ چیز سبزیوں کے جوس اور رس سے بنائی جاتی ہے چنانچہ کیمیائی طریقے سے اور حیوانات کے پٹھوں سے بھی بنائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اسے سبزیوں کے رس یا کیمیائی مواد سے بنایا جائے تو اس کو مأکولات میں استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اگر اسے ایسے حیوان کے پٹھوں سے

بنایا جائے جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا تو اسے ایک حلال مواد کی طرح مأکولات میں استعمال کرنا ممکن نہ ہوگا مگر یہ کہ اس میں استحالہ کے شرائط پائی جائیں۔

2۔ Adipic Acid : اس کی اصل نباتات سے ہے البتہ اسے کیمیائی طریقے سے بھی تیار کیا جاسکتا ہے اس وجہ سے اسے کھانے پینے میں استعمال کرنا جائز ہوگا۔

3۔ Agar : اسے عام طور پر سمندری نباتات سے بنایا جاتا ہے Gelatan کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتا ہے چونکہ یہ اصل میں نباتات سے بنایا جاتا ہے اس لئے اس کا کھانا حلال ہے۔

4۔ C 30 Apocartenal E160e Beta-apa-8-Carotenal

اسے نباتات سے بنایا جاتا ہے اور یہ مالٹے رنگ کا ہوتا ہے۔ مگر کبھی کبھی جلاٹن یا خنزیر کی انتڑیوں سے بنائے گئے روغنی مواد کو پانی میں پگھلانے میں استعمال ہوتا ہے اگر جلاٹن کی اصل مچھلی کے علاوہ کوئی اور حیوانی مواد ہو تو مأکولات میں اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا اور اس کا کھانا جائز نہیں۔

5۔ Carmine/Cochineal E-120 : یہ ایک رنگین مواد ہے جسے Cachineal Caeti نامی کیڑے سے نکالا جاتا ہے اور کھانوں میں اس کا استعمال جائز ہے۔

6۔ Casein : یہ ایک پروٹین ہے جس کی اصل دودھ ہے اور پنیر بنانے میں استعمال ہوتا ہے جو حیوانی یا نباتاتی انزائیم یا کھٹی چیزوں کو ملانے کے بعد مکمل ہوتا ہے لہذا اگر اس میں شامل انزائیم کی اصل حیوانی اجزاء نہ ہوں تو کھانے میں استعمال جائز ہوگا لیکن اگر اس میں شامل انزائیم حیوانی ہوں اور ایسے حیوان کے اجزاء سے بنایا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا گیا ہو اور اس کا استحالہ بھی نہ ہوا ہو تو اس کو حلال شمار کرنے کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔

7۔ Chocolate Liquor : یہ ایک مائع ہے جس کا ذائقہ میٹھا ہے اور چاکلیٹ میں

شامل ہے جسے خوشبو کی خاطر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی مشروب نہیں ہے اور نہ اس میں الکحل شامل ہے جیسے لفظ Liquor سے یہ خیال کیا جاتا ہے۔ صرف مائع ہونے کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا ہے۔ بہر حال کھانوں میں اس کا استعمال جائز ہے جو کہ بالکل واضح ہے۔

8۔ Dextrose (Cornrsyrup): یہ ایک شکر ہے۔ چونکہ اس کی اصل نباتات ہے اس لئے کھانوں میں اس کا استعمال جائز ہے۔

9۔ E153-Carbon Black یہ ایک رنگ ہے جسے ہڈیوں' گوشت' لکڑی یا سیاہ رنگ نباتات سے نکالا جاتا ہے۔ اگر اس بات کا امکان ہو کہ اس کی اصل حیوانی اجزاء نہ ہوں تو اکثر اوقات ماکولات میں اس کا استعمال جائز ہوگا ہمیشہ نہیں۔ پس اگر یہ چیز لکڑی یا سیاہ رنگ کے نباتات سے بنی ہوئی ہوگی تو حلال ہوگی۔ نیز اس صورت میں بھی حلال ہوگی جب شک ہو کہ یہ نباتاتی ہے یا حیوانی۔ لیکن اگر اس بات کا علم اور یقین ہو کہ اس کی اصل حیوانی اجزاء ہیں تو یہ صرف اسی صورت میں حلال ہوگا جب اس حیوان کے شرعی طریقے سے ذبح ہونے کا یقین ہو یا اس کا استحالہ ہوا ہو اور اگر اس کا استحالہ نہ ہوا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ اسے حیوان کے اجزاء سے بنایا گیا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا تو وہ نجس ہوگا۔

10۔ E 322-Lecithino: یہ ایک کیمیائی مادہ ہے جسے انڈے کی زردی سے بنایا جاتا ہے لیکن تجارتی سطح پر سویابین کے تیل سے بنایا جاتا ہے۔ اس کا استعمال حلال ہے۔

11۔ E422-Glycerine/Glycerol: یہ ایک صاف وشفاف مائع ہے جسے حیوانات' نباتات اور کیمیکلز سے بنایا جاتا ہے اگر اس کی اصل نباتات اور کیمیکلز ہوں تو یہ حلال ہوگا اور اگر اس کی اصل حیوانی اجزاء ہوں اور اسے ایسے حیوان سے نکالا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا گیا ہو اور اس کا استحالہ بھی نہ ہوا ہو تو یہ حلال نہ ہوگا

12۔ E471-Mono and Di-glycerides of fatty Acid: اسے نباتات اور حیوانات دونوں سے بنایا جاتا ہے اور نباتات سے بنایا گیا ہو تو کھانے میں اس کا

استعمال حلال ہوگا اور اگر ایسے حیوان سے بنایا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا مگر استحالہ ہو گیا ہو تو حلال ہو گا ورنہ حرام ہو گا۔

13۔ E 472 (a-f) Acid ester of Mono and Di-glycerides of fatty Acids اسے نباتات اور حیوانات دونوں سے بنایا جاتا ہے اگر نباتات سے بنایا گیا ہو یا ایسے حیوان سے بنایا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو یا اسے شرعی طریقے سے ذبح تو نہیں کیا گیا مگر اس کا استحالہ ہو گیا ہو یعنی کسی اور مواد میں تبدیل ہو گیا ہو تو وہ حلال ہو گا۔

14۔ E476 - Polyglycerol Esters of Polycondensed fatty acid of castor Oil: اگر اسے حیوانی اجزاء سے بنایا گیا ہو تو وہ حرام ہو گا مگر یہ کہ اس کا استحالہ ہوا ہو۔

15۔ E621-Monosodium Glutamate : اسے جاپان کے ساحل سمندر پر اگنے والے سبزے اور گنے سے بنایا جاتا ہے اور چینی کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ اس کی اصل نباتات سے ہے اس لئے یہ حلال ہے۔

16۔ Gelatine : یہ ایک مواد ہے جسے نباتات یا حیوانی اجزاء سے بنایا جاتا ہے۔ اگر نباتات سے بنا ہوا ہو تو اس کے استعمال میں کوئی اشکال نہیں اور اگر ایسے حیوان سے بنایا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا تو آیۃ اللہ العظمی خوئی (قدس) کے فتوی کے مطابق حلال ہے اس لئے کہ اس پر استحالہ کے احکام لاگو ہوں گے۔ لیکن آقای سیستانی (دام ظلہ) کے فتوی کے مطابق یہ حرام ہے اس لئے کہ آقای سیستانی اس شرط پر استحالہ کو مطہرات میں شامل کرتے ہیں کہ پہلی چیز کے بنیادی اجزاء باقی نہ رہے ہوں۔

17۔ Guar Gum : (گوارے کی گوند) اسے نباتات سے بنایا جاتا ہے اس لئے اسے ماکولات میں استعمال کرنا جائز ہے۔

18۔ Lactic Acid : اسے باجرہ' سویابین اور گنے سے بنایا جاسکتا ہے نیز کیمیکلز سے بھی بنایا جاسکتا ہے۔

19۔ Pectin : یہ ایک مواد ہے جسے پھلوں سے نکالا جاتا ہے اور تجارتی سطح پر سیب سے بنایا جاتا ہے اور مربوں اور جیلی بنانے میں استعمال ہوتا ہے اور مأکولات میں اس کا استعمال جائز ہے۔

20۔ Pepsin : یہ انزائیم کی ایک قسم ہے جو حیوانات کے معدہ میں موجود ہوتا ہے اور تجارتی سطح پر خنزیر کے معدے سے لیا جاتا ہے اور اس کا کھانا حرام ہے جو ایک واضح حقیقت ہے مگر یہ کہ اس کا استحالہ ہو جائے۔ جس کی طرف گزشتہ مسائل میں اشارہ کیا جاچکا ہے۔

21۔ Renin (Rennet) : یہ پنیر مایہ کا انگلش نام ہے۔ یہ ایک مواد ہے جو پنیر بنانے میں استعمال ہوتا ہے جسے بچھڑا یا نباتات اور جراثیموں سے بنایا جاتا ہے۔

22۔ Whey (Whey Powder) Whey Solids,Whey Liquid

یہ ایک مائع ہے جس کی اصل دودھ ہے۔ دہی یا خراب ہو جانے والے دودھ میں سے جو مائع الگ ہوتا ہے اسے کہتے ہیں

☆☆☆☆☆

ضمیمہ سوم

چھلکے والی بعض ان مچھلیوں کے نام

اور

تصاویر جن کا کھانا حلال ہے۔

الاسم العلمي (باللاتينية)	الاسم بالانجليزية	الاسم بالفرنسية	الاسم بالعربية
Alosa Sardina Clupea Sardina	Sardine	Sardines - Sarda	سردين
	Pilchard	Pilchard - célan	البلشار (نوع يشبه السردين
	Coal Fish	Colin - Lieu noir	نازلي
Cyprinus - Carpio	Carp	Carpe	شبّوط
Mugil	Mugil - Grey Mulet	Muge - Mulet Mullet	بوري / بيّاح (أكثر من مئة نوع
Thynnus	Tunny - Tuna	Thon	تُن/ تون/ طون
Thynnus Alalonga	White Tunny-Fish	Thon Blanc-Germon	تون أبيض/ طون بيض/ كنعد/ كعند
Salmo Salar	Salmon	Saumon	سمك سنيمان /
Trutta	Trout	Truite	تروتة/ أطروط
Solea	Sole	Sole	سمك موسى
Clupea	Herring	Hareng	رنكة
Perca fluviatilis	Perch	Perche	سمك الفرخ
Gadus	cod-codfish	Morue-Gade	غادُس/ غُدس/ غَيدس/ مورة
	Cod	Cabillaud	غادُس أسمر

Platycephalus	Flathead	Platycéphale	راقود
Morone Labrax	Sea Bass	Bar-Loup-Louvine Loubine	قاروس/قَروس
Cobitis-Fossilis	Pond Loach	Loche D'étang	لُخ/ كَبيت
Lucioperca Lucioperca	Pike-Perch	Sandre	صَنْدر
Osmerus Eperlanus	Smelt	Eperlan	سمك البنفسج
Thymallus Thymallus	Grayling	Ombre	عَتوم
Alosa	Allice Shad	Alose	شابل
Priacanthus	Catalufa Bigeye	Priacanthe	حُسْرُم/ حُمرور/ أبو عين
Tinca Tinca	Tench	Tanche	كمهة
Barbus Barbus	Barbel-Barbus	Barbeau Commun Barbot	بُنّي/ بربيس
Scardinius Erythrophtalmus	Rudd	Rotengle	برعان أحمر
Rhodeus Amarus Bloch	Bitterling	Bouviére	قنومة
Leucaspius delineatus	Rain-Bleak	Able de Stymphale	سمكة بيضاء

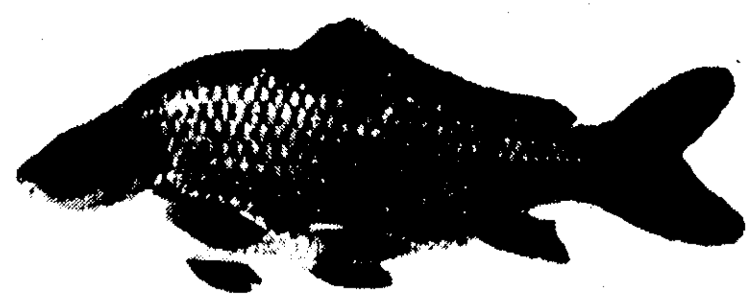
Alburnoides Bipunctatus	Stream-Bleak	Ablette De Riviére spirlin	سمكة بيضاء (نوع ثانٍ)
Alburnus Alburnus	Bleak	Ablette	سمكة بيضاء (نوع آخر)
Rutilus Pigus	*Danube Roach*	Gardon Galant	برعان (دانوبي)
Pelecus Cultratus	Sabre Carp	Rasoir	
Abramis-Ballerus	Zope	Zope	
Chrysophrys	Gilt-Head	Daurade Daurat	رَبَاك
Platichthys-Flesus	Flounder	Flet	سمك التُّرس
	Brill	Barbue	سمك البريل
Aspius-Aspius		Aspe	مُطوّقة/ أم حَسَرْد
Acerina Cernua	Ruffe-Pope	Grémille	فرخ غجومي
Chondrostoma Nanus	Common Nose	Nase Commun	
Micropterus Salmoides	Black-Bass	Black-Bass	فرخ أسود
Squaalius-Leuciscus	Dace	Vandoise	فاندوازة
Pagrus	Porgy	Pagre	قُجاج
Rutilus-rutilus	Roach	Gardon Commun	برعان
Abramis Vimba	Zaerthe	Zahrte	

Leuciscus Idus Idus Idus	Ide	Ide (Mélanote)	سمك الارجوان
Phoxinus Phoxinus	Minnow	Vairon	فيرون
Squalius Cephalus Leuciscuc Cephalus	Chub	Chevine Chevenne	سمك الطحان
Scomber Scombrus	Maquerel Mackerel	Maquereau	إسقمري/ طراخور
Abramis-Brama	Abramis-Bream	Braine-Breme	أبراميس/ براميس
Pagellus	Braise-Braize Red Porgy	Pagel-Pageau Pageul	فريدي
Sargus	Sargo-Sargue	Sargue	سرغوس

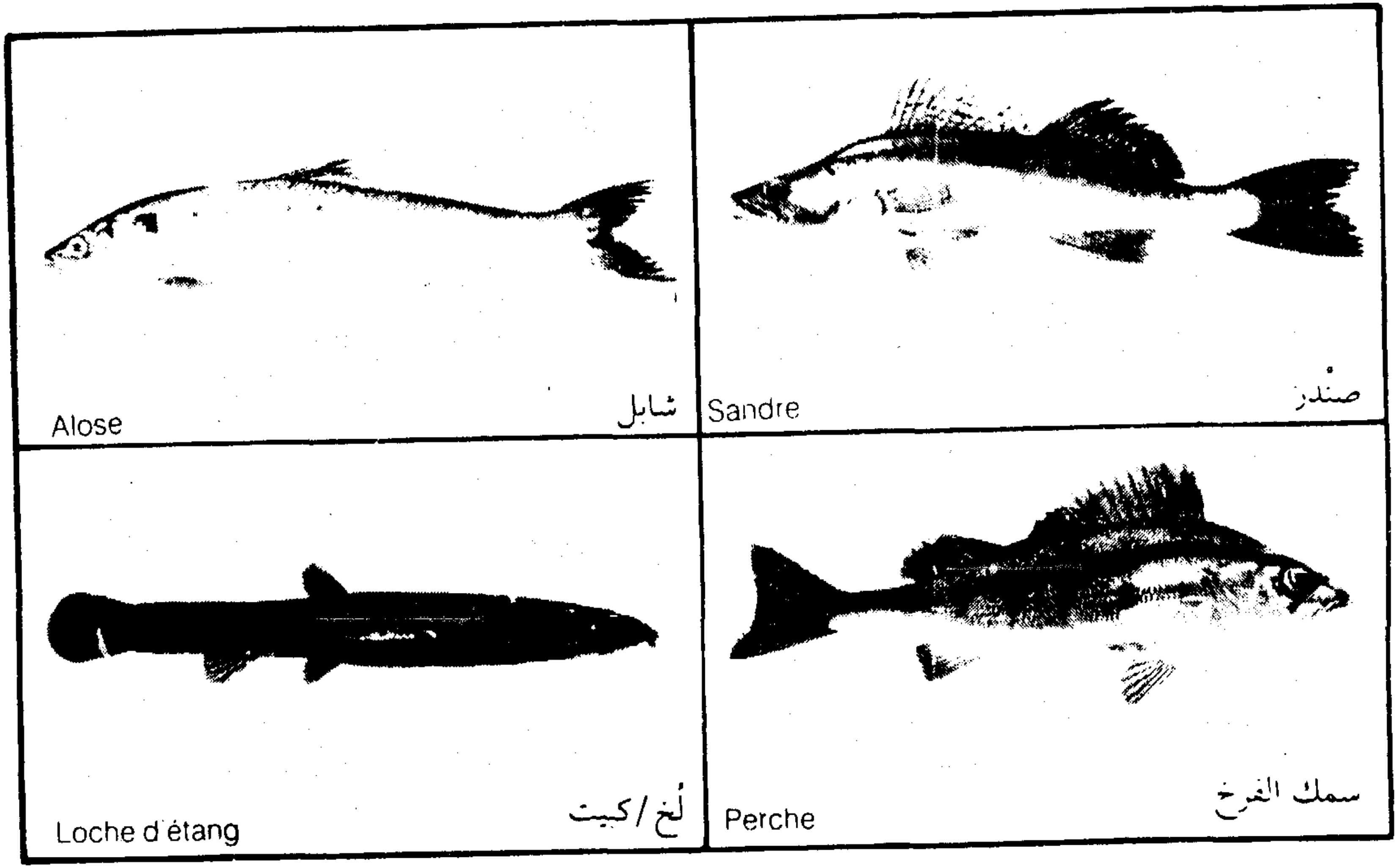
أسماك ذوات فلس ذُكرت في الملحق

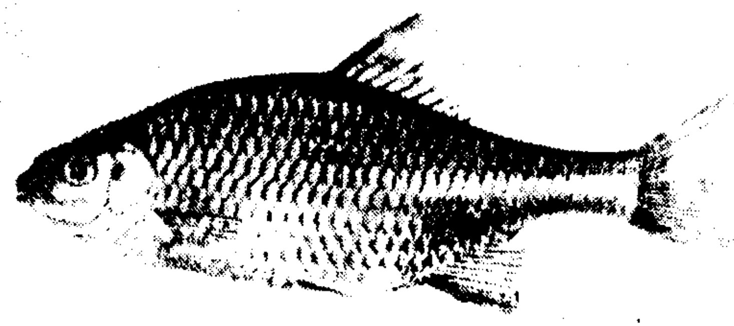

Saumon سمك سليمان/سلمون


Truite تروتة/أُطروط


Carpe شبّوط


Mullet بوري/بيّاح (أكثر من مئة نوع)

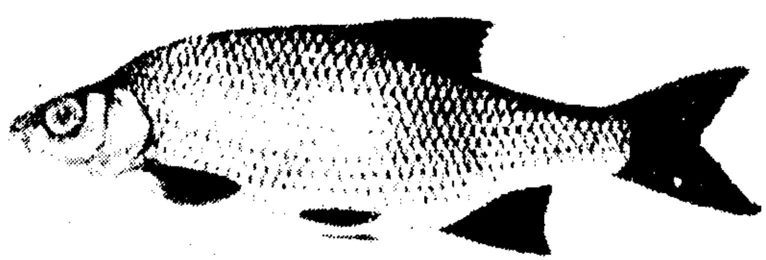

Alose
شابل
Sandre
صنْدز
Loche d'étang
لُخ / كيت
Perche
سمك الفرخ



Bouvière قنومة



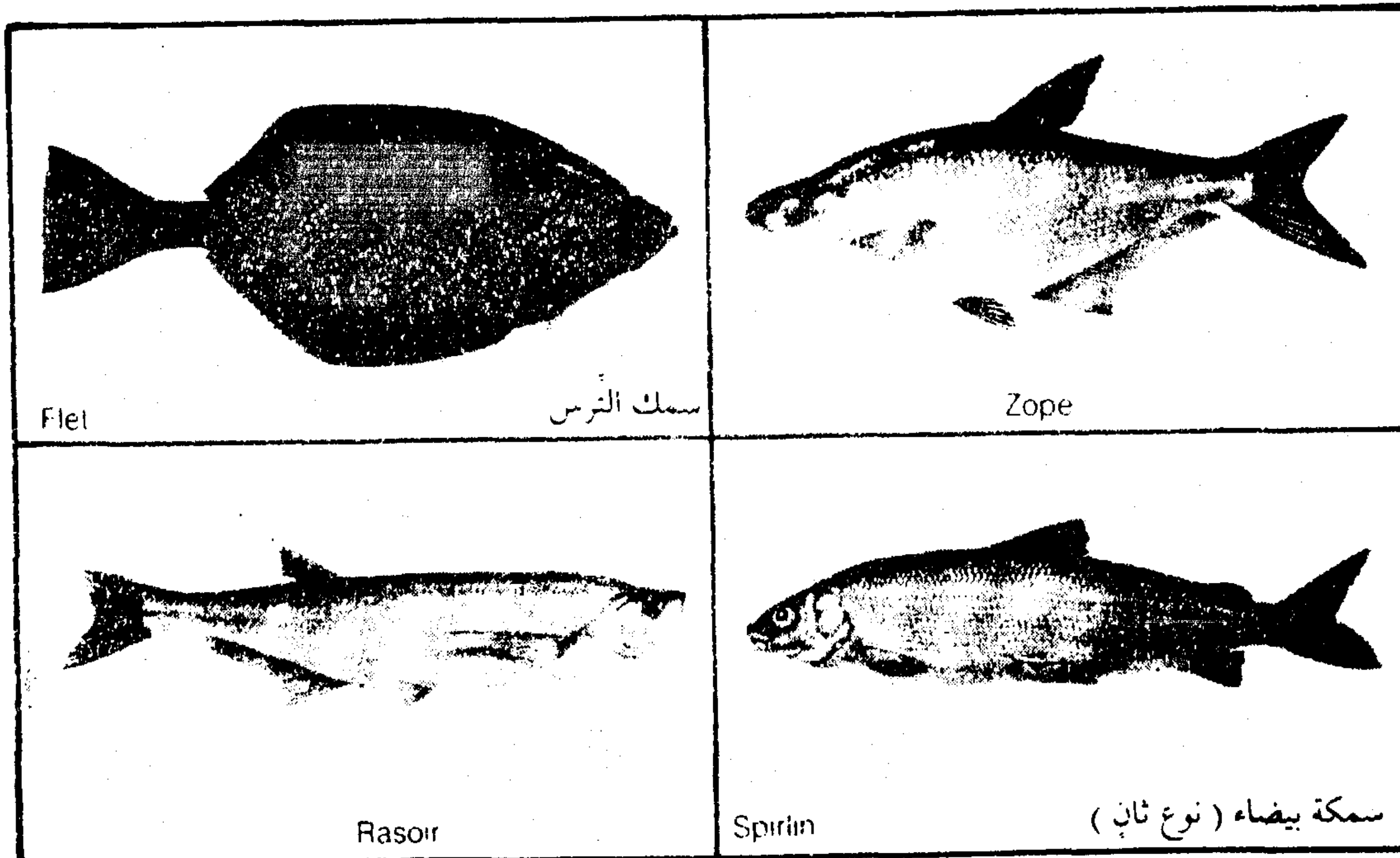
Barbeau Commun بني / بربيس

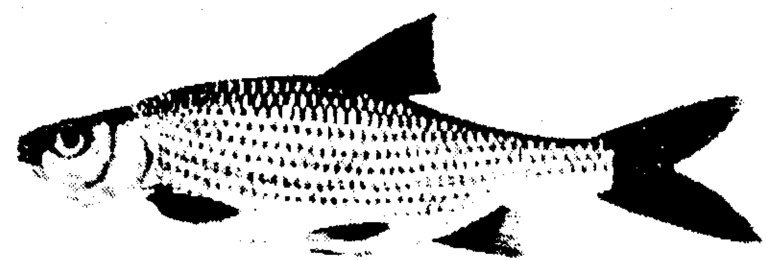


Rotengle برعان أحمر

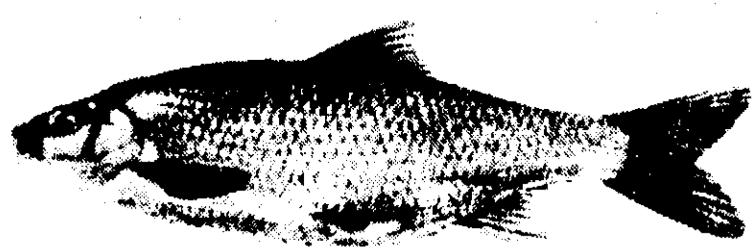


Tanche كمهة

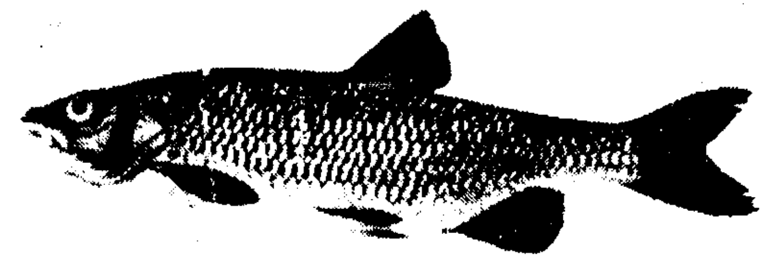

Flet
سمك الترس
Zope
Rasoir
Spirlin
سمكة بيضاء (نوع ثان)


Gardon Commun برعان


Black-bass فرخ أسود


فاندوازة Vandoise


Aspe مُطوّقة / أم خشْرَد



سمك الطحّان Chevenne



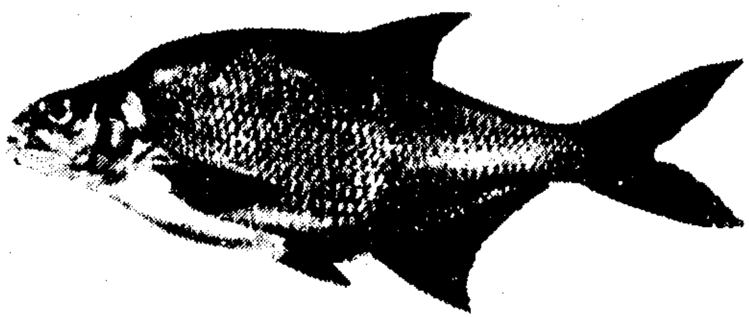
سمكة بيضاء (نوع آخر) Eblette



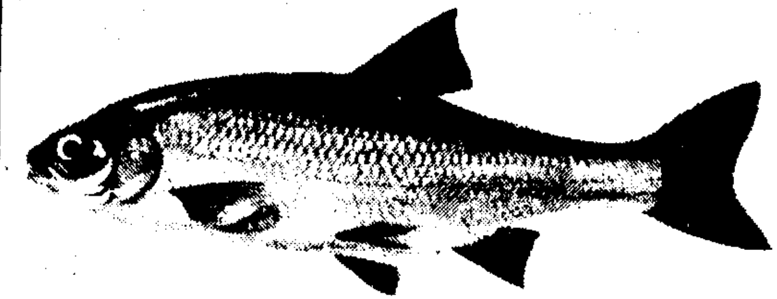
Zahrte



فيرون Vairon



Braine / Brème — أبراميس / براميس



ide mélanote — سمك الأرجوان



Grémille — فرخ غجومي



Nase Commun

م۔۵۵۷ :ایک مسلمان جو پہلے آزاد خیال اور لا پرواہ تھا اور اب دیندار اور پرہیزگار بن گیا ہے۔ کیا یہ شخص با خود یا دوستوں کے سامنے ان پرانے گانوں کو گا سکتا ہے جو اسے یاد ہیں؟

جواب : اگر اس پر غنا اور گانا صادق آتا ہو تو جائز نہیں۔

م۔۵۵۸ :بعض اجنبی زبانوں (مثلاً انگلش) کے گانے ہوتے ہیں جو ان زبانوں کے اساتذہ کی طرف سے پڑھائے جاتے ہیں تاکہ ان زبانوں کو سیکھنے میں آسانی ہو۔ کیا اس مقصد کے لئے ان کو سننا جائز ہے؟

جواب : اگر ان پر گزشتہ معنی میں غنا صادق آئے تو جائز نہیں۔

م۔۵۵۹ : موسیقی کے آلات کی کئی قسمیں ہیں جو کبھی غنا کی محفلوں میں استعمال ہوتے ہیں اور کبھی نفس کو راحت اور سکون پہنچانے کی غرض سے استعمال ہوتے ہیں۔ کیا ایسے آلات کو خریدنا، ان کو بنانا، ان کی تجارت کرنا، نفس کو سکون پہنچانے کی خاطر ان کو بجانا اور ان پر بجنے والے ساز کو سننا جائز ہے؟

جواب : حرام لہو و لعب کے آلات کی تجارت، خرید و فروخت کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں، جائز نہیں۔ چنانچہ ان کو بنانا اور اس کی اجرت (مزدوری) لینا بھی جائز نہیں۔ حرام لہو و لعب کے آلات کا مطلب یہ ہے کہ اس کی موجودہ ساخت، شکل و صورت، جس پر اس کی مالیت و ارزش کا انحصار ہو اور جس کی خاطر اکثر اوقات اسے پاس رکھا جاتا ہے، حرام لہو سے ہی مناسبت رکھتی ہو۔

م۔۵۶۰ :کیا ان موسیقی کے آلات کو بنانا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے جن کے ذریعے بچوں کو بہلایا جاتا ہے اور کیا بڑوں کے لئے ان کا استعمال جائز ہے؟

جواب : اگر ان آلات سے موسیقی کی ایسی آواز نکلتی ہو جو لہو و لعب سے مناسبت رکھتی ہو تو اس کا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے اور مکلفوں (بالغوں) کے لئے ان کا استعمال بھی جائز نہیں۔

م۔۵۶۱ :برطانیہ وغیرہ کے سرکاری اسکولوں میں ایک مضمون پڑھایا جاتا ہے جس میں موسیقی کی خاص دھنوں میں رقص سکھایا جاتا ہے جس کے ذریعے دوران رقص طالب علموں کی حرکات کی راہنمائی کی جاتی ہے۔

الف۔ کیا اس قسم کی کلاسوں میں شرکت کرنا جائز ہے ؟

ب۔ اور کیا والدین پر واجب ہے کہ اگر ان کے جوان بیٹے یا بیٹیاں اس کلاس میں شرکت کرنا چاہیں تو انہیں منع کریں ؟

جواب : الف۔ اگر اس سے بچوں کی دینی تربیت پر برا اثر پڑتا ہو، چنانچہ غالباً ایسا ہی ہوتا ہے تو جائز نہیں۔ بلکہ احتیاط کے طور پر ہر حالت میں (برا اثر نہ بھی پڑتا ہو) جائز نہیں۔

ب۔ جی ہاں۔ والدین پر واجب ہے کہ اپنے بچوں کو منع کریں۔

م۔۵۶۲ : کیا رقص کے فن کو سیکھنا جائز ہے ؟

جواب : بطور احتیاط کسی صورت میں جائز نہیں۔

م۔۵۶۳ : کیا رقص کی ایسی محفلیں منعقد کرنا جائز ہے جن میں صرف میاں بیوی ہلکی موسیقی کی دھن میں اور مناسب لباس میں جو مبتذل نہ ہو، رقص کرتے ہوں ؟

جواب : جائز نہیں۔

م۔۵۶۴ : کیا عورتیں عورتوں کے سامنے اور مرد مرد کے سامنے موسیقی کے ساتھ یا بغیر موسیقی کے غیر مخلوط محفل میں رقص کر سکتے ہیں ؟

جواب : عورتوں کے سامنے عورتوں کا رقص اور مردوں کے سامنے مردوں کا رقص اشکال سے خالی نہیں۔ احتیاطاً اس کو ترک کرنا چاہئے۔ موسیقی کا حکم گزشتہ مسائل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

م۔۵۶۵ : کیا بیوی شوہر کے سامنے موسیقی کے ساتھ یا بغیر موسیقی کے رقص کر سکتی ہے ؟

جواب : اگر حرام موسیقی کے ساتھ نہیں ہے تو جائز ہے۔

م۔۵٦٦ :بعض مغربی ممالک میں طلباء وطالبات کو رقص کا فن سیکھنے پر مجبور کیا جاتا ہے اس رقص کے ساتھ عام غنا نہیں ہوتا اور نہ کسی قسم کے لہو ولعب کی خاطر کیا جاتا ہے۔بلکہ درسی مضامین میں شامل ہے۔کیاوالدین کے لئے حرام ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ان کلاسوں میں شرکت کی اجازت دیں ؟

جواب : جی ہاں ! اگر یہ چیز ان کی دینی تربیت کے منافی ہو تو حرام ہے۔ بلکہ اگر طالب علم بالغ ہو تو بطور احتیاط ہر حالت میں (منافی ہو یا نہ ہو) حرام ہے۔ مگر یہ کہ ان طلباء کے پاس کلاسوں میں شرکت کے جائز ہونے کی کوئی شرعی حجت اور دلیل موجود ہو۔ مثال کے طور پر ان کا مرجع تقلید اس کو جائز سمجھتا ہو، ایسی صورت میں ان کو اجازت دینے میں کوئی حرج نہیں۔

☆☆☆☆☆

گیارہویں فصل

متفرق مسائل

☆ مقدمہ
☆ بعض متفرق اور مفید احکام
☆ مختلف امور سے متعلق استفتاءات

اس فصل میں قارئین کرام کی خدمت میں امور زندگی سے متعلق ایسے شرعی احکام اور استفتاءات پیش کئے جائیں گے جو گزشتہ فصلوں میں سے کسی فصل میں بہت کم ذکر کیے گئے ہوں گے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان کو متفرقات کے نام سے ایک مستقل فصل میں درج کروں۔

یہ متفرقات درج ذیل احکام پر مشتمل ہیں :

م۔۵۶۷ :اللہ تعالی کی عبودیت کے مفہوم پر مشتمل اسماء کے مطابق نام رکھنا مستحب ہے ۔چنانچہ پیغمبر اکرم (ص) باقی انبیائے کرام' حضرت علی (ع)' امام حسن (ع)' امام حسین (ع)' جناب جعفر طیارؓ' طالب' حمزہؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرا (س) کے اسماء کے مطابق نام رکھنا مستحب ہے اور اسلام اور اہل بیت (ع) کے دشمنوں کے نام کے مطابق نام رکھنا مکروہ ہے۔

م۔۵۶۸ :ہجری دو سال تک اولاد کی پرورش چاہے لڑکا ہو یا لڑکی والدین کا یکساں حق ہے اور باپ کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان دو سالوں کے دوران بچے کو اس کی ماں سے الگ کردے اور ہجری دو سال کے مکمل ہونے کے بعد یہ حق باپ کے ساتھ مخصوص ہو جاتا ہے۔ تاہم مستحب ہے کہ باپ سات سال تک بچے کو اس کی ماں سے جدا نہ کرے۔

م۔۵۶۹ :اگر فسخ یا طلاق کی وجہ سے بچے (لڑکا ہو یا لڑکی) کے دو سال پورے ہونے سے پہلے اس کے والدین میں جدائی آجائے تو اس وقت تک ماں کا حق پرورش ساقط اور ختم نہیں ہو جاتا جب تک وہ کسی اور مرد سے شادی نہ کرلے۔ اس لئے والدین کے

لئے ضروری ہے کہ وہ پرورش کے اس مشترک حق کو باری باری یا کسی اور انداز میں (جس پر ان کا اتفاق ہو) استعمال کرتے رہیں۔

(الف) اگر بچے کے باپ سے جدائی کے بعد اس کی ماں کسی اور مرد سے شادی کر لے تو ماں کا پرورش کا حق ساقط (ختم) ہو جاتا ہے اور باپ کے ساتھ مخصوص ہو جاتا ہے۔

م۔۵۷۰: بچے کے بالغ اور سمجھدار ہو جانے کے بعد سب کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے۔ اس بناء پر بچہ بالغ اور سمجھدار ہو جائے تو اس کی پرورش کا حق کسی کے پاس نہیں رہتا یہاں تک کہ والدین کا حق بھی ختم ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ کسی اور کو یہ حق حاصل ہو۔ بلکہ بچہ چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی اپنے معاملات کا خود ہی مالک بن جاتا ہے اور اسے یہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ والدین یا کسی اور میں سے جس کے ساتھ چاہے جا ملے۔ البتہ اگر والدین سے جدائی ان کی شفقت کی وجہ سے ان کے لئے باعث اذیت ہو تو ان کی مخالفت جائز نہیں ہو گی اور اگر بچے کو ساتھ رکھنے میں ماں باپ میں اختلاف ہو جائے تو ماں' باپ پر مقدم ہو گی۔

م۔۵۷۱: اگر بچے کا باپ مر جائے تو اس کی ماں دوسروں کی نسبت بچے کے بالغ ہونے تک اس کی پرورش کی زیادہ حقدار ہے۔

م۔۵۷۲: اگر بچے کی پرورش کے دوران اس کی ماں کا انتقال ہو جائے تو بچے کی پرورش اس کے باپ کے ساتھ مخصوص ہو جائے گی۔

م۔۵۷۳: جس طرح بچے کی پرورش والدین کا حق ہے اسی طرح بچے کا بھی اپنے والدین پر یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس کی پرورش کریں۔ پس اگر بچے کے والدین اس کی پرورش سے انکار کر دیں تو انہیں اس پر مجبور کیا جائے گا۔

م۔۵۷۴: اگر بچے کے والدین موجود نہ ہوں تو پرورش کا حق دادا کو حاصل ہو گا۔

م۔۵۷۵: والدین میں سے جس کو بھی بچے کی پرورش کا حق حاصل ہو اسے یہ حق بھی پہنچتا

ہے کہ اپنے بچے کی تربیت کی ذمہ داری کسی اور شخص کو سونپ دے۔ بشرطیکہ انہیں اطمینان ہو کہ وہ شخص اپنی شرعی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھائے گا۔

م۔۵۷۶: والدین اور ان کے علاوہ جسے بھی بچے کی پرورش کا حق حاصل ہو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ عاقل ہو اس کی طرف سے بچے کی سلامتی اور نگہداشت یقینی ہو اور مسلمان ہو۔ پس اگر بچے کا باپ کافر ہو اور بچہ محکوم بہ اسلام ہو (اس پر مسلمان والے احکام لاگو ہوتے ہوں) اور اس کی ماں مسلمان ہو تو بچے کی پرورش ماں کے ساتھ مخصوص ہو جائے گی اور اگر باپ مسلمان ہو اور ماں کافر ہو تو بچے کی پرورش کا حق صرف باپ کو حاصل ہو گا۔

م۔۵۷۷: بیٹے پر فقیر اور نادار والدین کا نان و نفقہ واجب ہے۔

م۔۵۷۸: باپ پر فقیر و نادار اولاد کا نان و نفقہ چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی واجب ہے۔

م۔۵۷۹: قریبی رشتہ دار جیسے ماں باپ اور دادا کا نان و نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ فقیر ہوں یعنی ان کے پاس فی الحال ضروریات زندگی مثلاً کھانے پینے کی چیزیں لباس' فرش رہائشی مکان وغیرہ نہ ہوں۔

م۔۵۸۰: قریبی رشتہ دار کے نان و نفقہ کی شرعی طور پر کوئی حد بندی نہیں ہے' بلکہ اس مقدار میں روٹی' سالن اور رہائشی مکان کا بندوبست کرنا ضروری ہے جو علاقہ' زمانہ اور ان کی شان کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے۔

(الف) کسی شخص پر قریبی رشتہ دار کا نان و نفقہ اس صورت میں واجب ہو گا جب خرچہ دینے والا اپنے اور اپنی دائمی زوجہ کے اخراجات کے بعد دیگر قریبی رشتہ دار کے نان و نفقہ کی استطاعت رکھتا ہو۔

م۔۵۸۱: جس شخص کے ذمے کسی کا نان و نفقہ واجب ہو۔ اگر وہ نان و نفقہ دینے سے انکار کر دے تو نفقہ کے حقدار کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے نان و نفقہ دینے پر مجبور کرے' اگرچہ اس کے لئے کسی حکمران کی طرف رجوع کرنا پڑے اور وہ کوئی ظالم

حکمران ہو اور اگر اسے نان و نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جا سکے اور اس کا کوئی مال ہو (جو نان و نفقہ کے حقدار کے اختیار میں ہو) تو اس میں سے حاکم شرع کی اجازت سے اپنے نفقہ کے برابر وصول کر سکتا ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو حاکم شرع کی اجازت سے اس شخص کی ذمہ داری پر کسی سے قرض لے جس کے ذمے نان و نفقہ واجب ہے جس کے نتیجے میں اس قرض کی ادائیگی اس پر واجب ہو جائے گی اور اگر اس سلسلے میں حاکم شرع کی طرف رجوع کرنا ممکن نہ ہو تو عادل مؤمنین کی طرف رجوع کرے اور ان کی اجازت سے قرض حاصل کرے جس کی ادائیگی اس شخص کے ذمے ہو گی جس پر نان و نفقہ واجب ہے۔

م۔ ۵۸۲ : اگر دین اسلام اور اس کے مقدس احکام مسلمانوں کی اقدار اور ان کے شہروں کی حفاظت ایک یا کئی افراد کے ذاتی مال میں سے انفاق پر منحصر ہو تو اس شخص یا اشخاص پر واجب ہے کہ وہ فی سبیل اللہ انفاق کر کے دین اور اس کے احکام وغیرہ کی حفاظت کرے اور اس انفاق کرنے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی سے اس کا معاوضہ وصول کرنے کا قصد اور ارادہ کرے اور نہ اس کار خیر میں خرچ کی گئی رقم کا کسی سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

م۔ ۵۸۳ : کسی بھی حیوان کو چاہے اس کا کوئی مالک ہو یا نہ ہو اس طرح سے کسی جگہ بند کر دینا کہ اسے کوئی کھانے پینے کی کوئی چیز نہ دی جائے کہ وہ مر جائے جائز نہیں ہے۔

(منہاج الصالحین ۱۲۰ اور ۱۳۹)

اس فصل سے مخصوص استفتاءات اور آیۃ اللہ سیستانی کے جوابات :

م۔ ۵۸۴ : کیا ایسی فلم بنانا اور ڈرامہ کرنا جائز ہے جس میں پیغمبر اکرم (ص) یا کسی نبی یا معصومین (ع) میں سے کسی امام کی شبیہ دکھائی جاتی ہے یا کسی مقدس تاریخ کے رموز کو سینما یا ٹی۔ وی کی سکرین پر یا سٹیج شو میں ظاہر کیا جائے ؟

جواب : اگر ان فلموں اور ڈراموں میں ان مقدس ہستیوں کی تعظیم و تکریم کے تقاضوں کا

خیال رکھا جائے اور سامعین و ناظرین کے دلوں میں ان مقدس ہستیوں کی جو تصوراتی تصویر موجود ہوتی ہے اسے برا تأثر نہ ملے تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۸۵: کیا کافروں کو قرآن مجید، حافظ، رزق وروٹی اور سلامتی کی دعائیں بطور ہدیہ دینا جائز ہے؟

جواب: اگر ان کی ہتک اور توہین کا خطرہ نہ ہو اور احترام کے تقاضوں کو پورا کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۸۶: بعض کاغذات جن پر اللہ تعالیٰ اور معصومین (ع) کے اسماء گرامی اور قرآنی آیات درج ہوتی ہیں جنہیں نہ سمندر میں گرانا ممکن ہوتا ہے نہ کسی نہر میں۔ ان کاغذات کو ہم کیا کریں؟ جبکہ کوڑا کرکٹ کے تھیلوں کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ان کا کیا کیا جاتا ہے انہیں کہاں پھینکا جاتا ہے۔؟

جواب: ان کاغذات کو کوڑے کے تھیلوں میں ڈالنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس طرح ان کاغذات کی توہین ہوتی ہے۔ لیکن کسی کیمیائی مواد کے ذریعے سہی، ان تحریروں کو مٹانے، کسی پاک جگہ دفن کرنے یا انہیں پھاڑ پھاڑ کر مٹی کے مانند ریزہ ریزہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۸۷: کیا آج کل ہمارے ہاں رائج طریقے سے استخارہ کرنا شرعی طور پر پسندیدہ عمل ہے اور روایت میں وارد ہے؟ اور کیا استخارہ دیکھنے والے کی خواہش کے مطابق استخارہ نکالنے کی غرض سے صدقہ دے کر بار بار استخارہ کرنے میں کوئی حرج ہے؟

جواب: حیرت اور پریشانی کے موقع پر اور غور و خوض اور مشورہ کے بعد مختلف احتمالات میں سے کسی ایک کو ترجیح نہ دے سکنے کی صورت میں (راہنمائی کی) امید سے استخارہ کیا جائے اور بار بار استخارہ کرنا صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ موضوع بدل جائے جس کی ایک صورت یہ ہے کہ کچھ مال صدقہ دیا جائے۔

م۔۵۸۸ :آپ کے وکلاء حضرات جو شرعی حقوق (خمس، زکوۃ اور رد مظالم وغیرہ) وصول کرتے ہیں ان میں سے انہیں اپنی ذات پر کتنی مقدار میں خرچ کرنے کی اجازت فرماتے ہیں؟

جواب : ہمارے اجازت ناموں میں یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ فلاں مجاز (عالم دین) جو شرعی حقوق وصول کرتا ہے ان میں سے ایک تہائی یا نصف کو مثلاً شرعی طور پر مقررہ موارد میں خرچ کرے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ مقررہ مقدار، اس مجاز شخص کی ذات کے لئے مخصوص نہیں۔ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان وصول شدہ حقوق میں سے اپنی ذات پر کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر وصول کرنے والا وکیل سید ہو اور وصول شدہ حق یا رقم غیر سید کی زکوۃ ہو یا اس کی ہو جو غیر سید کے حکم میں ہو۔ اس بات کی روشنی میں اگر ہمارا مجاز وکیل رسالہ عملیہ میں مذکور قواعد و ضوابط کی رو سے بینہ و بین اللہ حقوق شرعی کا مستحق ہو مثال کے طور پر یہ شخص شرعی معنوں میں فقیر ہو اور اس پر زکوۃ، مال سادات اور رد مظالم، فقیروں کے حقوق خرچ ہوں تو وہ اس میں سے اپنی ضرورت اور شان کے مطابق خرچ کر سکتا ہے، زیادہ نہیں۔

اسی طرح اگر یہی وکیل کوئی شرعی خدمت سرانجام دے رہا ہو اور دین کی سربلندی کے لئے کام کر رہا ہو تو وہ مال امام میں سے اپنے عمل اور دینی خدمت کے مطابق خرچ کر سکتا ہے، لیکن اگر یہ شخص اس حق کا مستحق نہ ہو جسے اس نے وصول کیا ہے تو اسے چاہئے کہ اس نے جو کچھ وصول کیا ہے اسے صرف شرعی طور پر مقررہ موارد میں خرچ کرے۔

م۔۵۸۹ :اگر مرجع تقلید کے وکیل کی طرف شرعی حقوق (خمس زکوۃ وغیرہ) میں بے جا تصرفات کی نسبت کی وجہ سے مکلف کا اس پر اعتماد متزلزل ہو جائے تو کیا:

الف۔ لوگوں میں ان بے جا تصرفات کا تذکرہ کرنا جائز ہے اگرچہ اس وکیل کی

طرف سے منسوب باتوں کا یقین نہ ہو ؟ اور اگر ان باتوں کا یقین ہو تو کیا کرنا چاہئے ؟

ب۔ کیا مکلّف کے لئے جائز ہے کہ جب تک وکیل کی بے قاعدگیوں کا یقین نہ ہو اسے شرعی حقوق دیتا رہے ؟

جواب : الف۔ وکیل کی طرف منسوب باتوں کا یقین ہو یا نہ ہو لوگوں میں ان کا تذکرہ کرنا جائز نہیں۔ لیکن دوسری صورت میں جہاں ان باتوں کے صحیح ہونے کا یقین ہو مکمل رازداری سے مرجع تقلید کو صورت حال سے آگاہ کیا جاسکتا ہے تاکہ وہ خود مناسب اقدام کرسکے۔

ب۔ شرعی حقوق، سابق الذکر وکیل کو نہ دیئے جائیں بلکہ ایسے وکیل کو دیئے جائیں جو پاکباز ہو اور اپنے اجازت نامے کی پابندی کرتا ہو یعنی حقوق شرعیہ کا کچھ حصہ سابق الذکر بیان کے مطابق مقررہ مقامات اور موارد میں خرچ کرے اور باقی ماندہ مرجع تقلید کی طرف بھیج دے۔

م۔ ۵۹۰ : بالفرض اگر کسی انسان کو اطمینان ہو کہ فلاں کام کے لئے مال امام کو خرچ کریں تو امام علیہ السلام راضی ہوں گے تو مرجع تقلید کی اجازت کے بغیر ایسے کاموں کے لئے مال امام خرچ کیا جاسکتا ہے ؟

جواب : یہ کام جائز نہیں اور مرجع اعلم کی اجازت کے بغیر خمس میں سے مال امام کو کسی جگہ خرچ کرکے امام علیہ السلام کی رضامندی حاصل کرنا ممکن نہیں۔ جبکہ یہ احتمال بھی موجود ہے کہ مرجع اعلم کی اجازت کو آپ (ع) کی رضامندی میں دخل حاصل ہو۔

م۔ ۵۹۱ : (گرد و نواح میں) ہزاروں ایسے مؤمنین کی موجودگی میں جو روٹی کے ایک ایک ٹکڑے اور اپنی پردہ پوشی کے لئے لباس کے محتاج ہیں۔ کیا سہم امام علیہ السلام کو دوسرے رفاہی اور خیراتی منصوبوں پر خرچ کرنا جائز ہے ؟

جواب : جن جن موارد میں مال امام (ع) خرچ کیا جاتا ہے ان میں سے جو سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہو اس کا خیال رکھنا چاہئے اور اس کی تشخیص بطور احتیاط فقیہ اعلم کی ذمہ داری ہے جو سہم امام (ع) کی تمام جہات سے آگاہی رکھتا ہے۔

م۔ ۵۹۲ : برتنوں کی صفائی کے دوران بعض اوقات چاول کے دانے گندے پانی میں گر جاتے ہیں۔ کیا یہ کام جائز ہے ؟ کیا ان دانوں کو چاہے وہ زیادہ ہوں یا کم گندے پانی میں گرانے سے احتراز کرنا واجب ہے۔ جبکہ یہ بھی عیاں ہے کہ یہ ایک مشکل کام ہے۔

جواب : اگر ان چاولوں کی مقدار اتنی ہو جو حیوانات کی خوراک کے طور پر سہی' استفادہ کے قابل ہو تو انہیں گندے پانی میں گرانا جائز نہیں اور اگر ان کی مقدار کم ہو یا وہ گندے ہوں تو انہیں اس طرح کوڑا میں ڈالا جا سکتا ہے کہ عرف کے نزدیک اللہ تعالی کی نعمتوں کی توہین شمار نہ ہو۔

م۔ ۵۹۳ : کیا کسی شاعر کے لئے یہ جائز ہے کہ کسی شبانہ محفل مشاعرہ کا اہتمام کر کے لوگوں کو مدعو کرے جبکہ اسے معلوم ہو کہ اس محفل میں بے پردہ اور آراستہ عورتیں بھی شرکت کے لئے آئیں گی ؟

جواب : بذات خود اس دعوت میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس شاعر کا فرض ہے کہ اگر شرائط موجود ہوں تو اپنے دینی فریضے پر جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے' عمل پیرا ہو۔

م۔ ۵۹۴ : اسکولوں میں طلباء کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ کسی انسان یا حیوان کی تصویر بنائیں اور طالب علم کے لئے اس حکم کی مخالفت مشکل ہوتی ہے۔ کیا طالب علم کے لئے انسان یا حیوان کی (ہاتھ سے) تصویر بنانا جائز ہے ؟ نیز اگر طالب علم کو کسی چیز کو تراش کر شکل و صورت بنانے کا حکم دیا جائے تو اس کا کیا حکم ہو گا ؟

جواب : غیر مجسم تصویر بنانا، چاہے جاندار کی ہو یا کسی اور کی' جائز ہے۔ لیکن احتیاط واجب

کے طور پر جانداروں کی مجسم تصویر بنانے کو ترک کیا جائے اور اس عمل کا اسکول کے لازمی نصاب یا کام میں شامل ہونے سے 'احتیاط واجب کی مخالفت جائز نہیں ہو جاتی مگر یہ کہ ایسی تصویر بنانا ضرورت کا تقاضا ہو۔ مثال کے طور حکم عدولی سے اسے اسکول سے نکال دیا جاتا ہے جو اس کے لئے نا قابل برداشت مشقت اور تکلیف کا باعث ہو۔

م۔ ۵۹۵ : کیا کسی مرد یا عورت کے مکمل برہنہ تراشیدہ مجسمے کو خریدنا جائز ہے؟ اور حیوانات کے تراشیدہ مجسموں کو خرید کر انہیں زینت کی غرض سے (گھروں میں) آویزاں کرنا جائز ہے؟

جواب : دوسرا عمل (حیوانات کے مجسمے خرید کر آویزاں کرنا) جائز ہے۔ لیکن اگر پہلے عمل سے فحاشی کی ترویج و تشہیر ہوتی ہو تو جائز نہیں۔

م۔ ۵۹۶ : دست شناس ہاتھوں کی لکیروں کو پڑھ کر یا دوسرے لوگ جو پیالی کے اندر دیکھ کر دوسروں کے حال یا مستقبل کے بارے میں پیشگوئی کرتے ہیں کیا ان کا یہ کام جائز ہے؟ خصوصاً جب پیالے کا مالک اس پیشگوئی کے مطابق آثار مرتب کرتا ہو۔

جواب : چونکہ اس کی پیشگوئی پر کوئی اعتبار نہیں اس لئے اس کے لئے جائز نہیں کہ کسی بات کی حتمی طور پر پیشگوئی کرے یا خبر دے اور دوسروں کے لئے بھی اس کی پیشگوئیوں پر کوئی ایسا اثر مرتب کرنا جائز نہیں ہے جس کے لئے کسی شرعی یا عقلی حجت اور دلیل کی ضرورت ہو۔

م۔ ۵۹۷ : کیا ہپناٹائزم کرنا (مصنوعی نیند سلانا) جائز ہے؟ اور کیا ارواح کو حاضر کرنا جائز ہے؟

جواب : ان میں سے ہر وہ عمل حرام ہے جس سے ایسے شخص کو کوئی ضرر اور نقصان پہنچتا ہو جسے نقصان پہنچانا حرام ہے۔

م۔ ۵۹۸ : کیا مؤمنین کی مشکلات کو حل کرنے کی غرض سے جنات کو مسخر کرنا جائز ہے؟

جواب : اس مسئلے کا بھی وہی حکم ہے جو گزشتہ مسئلے میں بیان کیا گیا ہے۔

م۔ ۵۹۹ : کیا مالکان کی اجازت اور اتفاق سے مرغوں اور بیلوں کو لڑانا جائز ہے ؟

جواب : اگر مال کے ضیاع کا موجب نہ ہو تو کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

م۔ ۶۰۰ : اس حرج اور مشقت کی کیا حد بندی ہے جس سے حرمت بر طرف ہو جاتی ہے ؟ اور کیا کسی چیز کی قیمت کا زیادہ ہونا جس کی انسان مشکل سے یا قرض لے کر قوت خرید رکھتا ہو "حرج" پر مشتمل ہو جاتا ہے جس سے کوئی حرام کام شرعاً جائز ہو جائے ؟

جواب : اس میں لوگوں کے حالات مختلف ہوا کرتے ہیں حرج کا دارومدار یہ ہے کہ جس کام سے عام طور پر ناقابل برداشت مشقت ہو۔

م۔ ۶۰۱ : آج کل کے رائج سونے کے وزن' مثقال اور گرام میں ایک چنا سونا کتنا ہوا کرتا ہے ؟

جواب : ایک چنے کا دانہ مثقال صیرفی کا ۲۴/۱ ہوا کرتا ہے اور مثقال صیرفی ۶۴ء۴ گرام ہوتا ہے۔ اس طرح چنے کا وزن ۱۹۳ء۰ گرام ہوگا۔

م۔ ۶۰۲ : کیا ان چاکلیٹوں کا غیر مسلموں کو پیش کرنا جائز ہے جن میں شراب شامل ہو اور اگر جائز نہ ہو تو کیا ان کو ضائع کرنا فضول خرچی شمار ہوگا ؟

جواب : اگر ان میں شراب کے اجزاء متلاشی ہو جائیں تو انہیں پیش کرنا جائز ہوگا اور اگر اس طرح شامل کی جائے کہ شراب اس میں متلاشی نہ ہو جائز ہو۔ (جہاں تک آخری سوال کا تعلق ہے اسے ضائع کرنا فضول خرچی شمار نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆

ضمیمہ اول

حرام مواد کا جدول

شریعت اسلام نے متعدد مأکولات اور مشروبات (کے استعمال) کو مسلمانوں پر حرام قرار دیا ہے اور چونکہ بہت ساری غیر مسلم غذائی کمپنیاں اور فاؤنڈیشنز اپنی مصنوعات میں حرام مواد کو شامل کرنے سے اجتناب نہیں کرتیں اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ غیر مسلموں کی بنائی ہوئی غذاؤں اور بند پیکٹوں کو استعمال کرتے وقت شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان چیزوں سے بچیں اور پرہیز کریں۔

ہم ذیل میں وہ معلومات پیش کر رہے ہیں جو ان غذاؤں میں استعمال ہونے والے حرام مواد کے بارے میں حاصل ہو سکی ہیں اور جہاں تک ممکن تھا ہم نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ اس سلسلے میں زیادہ تفصیل میں نہ جائیں تاکہ ان مسلمانوں کو الجھایا نہ جائے جو بلاد کفر میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ شریعت میں موجود دقت (باریک بینی) اور سختی کے باوجود آسانی اور نرمی بھی ہے اس لئے شروع میں دو اہم نکات کا تذکرہ کرنا مفید رہے گا۔

اولاً : کھانے پینے کی اشیاء میں شامل بعض ابتدائی اور بنیادی اجزاء ایسے ہوتے ہیں کہ مخصوص کیمیائی تبدیلیوں کے نتیجے میں ان کی ابتدائی اور بنیادی خصوصیات تبدیل ہو جاتی ہیں۔ بایں معنی کہ وہ اجزاء عرف (عام لوگوں) کے نزدیک ایک نئے مواد کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں جو کہ پہلے سے مختلف ہوتا ہے۔ اگر یہی اجزاء اصل میں حرام ہوں تو اس تبدیلی کے نتیجے میں ان کی حرمت برطرف ہو جاتی ہے۔ اس تبدیلی کو فقہ کے رسالہ عملیہ "توضیح المسائل" میں "استحالہ" کہتے ہیں جو شریعت میں مجملہ مطہرات (پاک کرنے

والی چیزوں) میں سے ہے۔ مثال کے طور پر کوئی ایسا مواد جو اصل میں کسی حیوان کا جزء ہو اور اس کو کھانا حرام ہو۔ جب یہی مواد کسی دوسرے مواد میں تبدیل ہو جائے تو دوسرا مواد پاک ہو گا۔

ثانیاً : بعض ایسے اجزاء ترکیبی ہوتے ہیں جنہیں غذاؤں میں شامل کیا جاتا ہے، جن کے بارے میں یہ احتمال دیا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض حلال اور بعض حرام ہیں۔ ایسی صورت میں جب تک ان غذاؤں کی اصل کے بارے میں یقین نہ ہو از خود تحقیق اور جستجو کرنا واجب نہیں ہے۔ (البتہ یہ پہلو پوشیدہ نہ رہے کہ یہ کلیہ اس گوشت کو شامل نہیں ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے کہ نہیں) مثلاً کسی غذا کے بند پیکٹ پر "Monoet diglycerides" درج ہو ممکن ہے اسے کسی دیسی گھی سے بنایا گیا ہو اور ممکن ہے بناسپتی گھی سے بنایا گیا ہو۔ جب تک اس کے حیوانی اجزاء کے بارے میں یقین نہ ہو اس کے بارے میں بحث اور جستجو واجب نہیں اور اسے حلال سمجھا جائے گا۔

اب ہم بعض حرام مواد سے متعلق چند معلومات پیش کرتے ہیں اور ان کا انگلش اور بعض اوقات فرانسیسی مفہوم بیان کرتے ہیں۔

الف : گھی اور تیل

انگلش میں **Shortening** اور **Fat** اور فرانسیسی میں **Matieres Grasses** کا مطلب گھی اور چربی ہے۔ تجارتی اعتبار سے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس غذا میں حیوان کا گھی اور چربی ملی ہوئی ہے اور اس کے علاوہ اس غذا میں بناسپتی گھی یا تیل بھی ملا ہوا ہے۔ اور خنزیر کی چربی کے لئے جو لفظ واضح طور پر استعمال کیا جاتا ہے وہ انگلش میں **Lard** اور فرانسیسی میں **Saindoux** ہے۔

بعض امریکی مصنوعات پر **Vegetable Shortening** کے الفاظ درج ہوتے ہیں جس کا مطلب بناسپتی گھی یا تیل ہے۔ لیکن ان الفاظ پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قانون کے مطابق اگر گھی کے **90/80%** اجزاء بناسپتی گھی پر مشتمل ہوں اور باقی دیسی پر

مشتمل ہوں تو قانوناً اس کو بناسپتی کہا جاسکتا ہے۔ جن الفاظ پر اعتبار کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہیں
Pure Vegetable Shortening یا **Pure Vegetable Ghee**
جس کا مطلب خالص بناسپتی گھی ہے اور خالص بناسپتی گھی کے الفاظ یہ لکھے جاتے ہیں :
Pure Vegetable Oil اور یہ نکتہ بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ بناسپتی کو اصل میں نباتات کے تیل سے بنایا جاتا ہے لیکن اس میں ہائیڈروجن گیس کو بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے تیل منجمد ہو کر بناسپتی گھی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

مکھن اور دودھ سے بنائے گئے گھی کے لئے انگلش میں **Butter** اور فرانسیسی میں **Beurre** کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ عام بازار میں فروخت ہونے والا مکھن دودھ سے بنایا جاتا ہے اور اس کی کوئی دوسری قسم نہیں اس طرح اس میں کوئی اشکال اور پیچیدگی نہیں۔

جہاں تک پنیر کا تعلق ہے اس کے اجزاء ترکیبی میں خنزیر کی چربی شامل نہیں ہوتی جیسے بعض لوگوں کا خیال ہے۔ لیکن پنیر بناتے وقت ممکن ہے پنیر مایہ استعمال کیا جائے جو گائے بچھڑے اور خنزیر کے معدے میں ہوتا ہے جہاں سے اسے نکالا جاتا ہے اور اسے انگلش میں **Rennet, Rnein, Pepsin** اور فرانسیسی میں **Presure** کہا جاتا ہے اور خنزیر کا پنیر مایہ حرام ہے۔

مردار یا گائے یا بچھڑا جنہیں شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا' ان کا پنیر مایہ بذات خود پاک ہے اور اس کا استعمال ممکن ہے' لیکن اوجھڑی جس میں پنیر مایہ ہوتا ہے' نجس حیوان کے دیگر اعضاء کی رطوبت لگنے کی وجہ سے نجس ہو جائے گا۔ اگر مکلّف کو اس بات کا یقین نہ ہو کہ یہ پنیر مایہ جس چیز میں موجود تھا وہ پنیر میں استعمال ہوئی ہے تو اس پنیر کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس نکتے کی طرف توجہ بھی ضروری ہے کہ اس پنیر مایہ کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ہیں جو عام طور پر پنیر میں استعمال ہوتی ہیں۔ کچھ چیزیں وہ ہیں جن کے اصلی اجزاء نباتاتی ہوتے ہیں بعض چیزیں کیمیائی (جراثیمی انزائم) ہوتی ہیں۔ ان دونوں قسموں کے پاک اور حلال ہونے میں کوئی شک نہیں اور اگر پنیر کی اس قسم کے بارے میں

شک ہو کہ اس میں قدرتی اور حرام یا نجس مائع شامل ہے یا پاک اور حلال مائع شامل ہے تو اس کو حلال کہا جائے گا۔ جہاں تک Gello کا تعلق ہے اسے عموماً Gelatine بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے یہ ایک لیس دار مادہ ہوتا ہے جو حیوانات سے لیا جاتا ہے۔

گیس پر مشتمل مشروبات جن میں الکحل شامل نہیں ہوتی، جیسے کوکا کولا، پیپسی، سیون اپ اور کینیڈا ڈرائی ہے، ان میں کوئی حیوانی یا الکحلی مادہ نہیں ہوتا (اور حلال ہیں)۔

نوٹ: ہم نے اس جدول کی تیاری میں شکاگو امریکا کے "جامعۃ المشرق والمغرب" کے صدر ڈاکٹر احمد حسین صقر کی رپورٹ سے مدد لی اور اسی پر اعتماد کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

ضمیمہ دوم

کھانے پینے کی اشیاء میں شامل مواد
اور اجزاء سے مخصوص وضاحت

المصادر والمراجع

- القرآن الكريم
- الأصول من الكافي للشيخ محمد بن يعقوب الكليني - دار الأضواء - بيروت - لبنان ١٩٨٥م
- أمالي الطوسي للشيخ محمد بن الحسن الطوسي - موسسة الوفاء - بيروت - لبنان ١٩٨١م .
- الإنفاق في سبيل الله للسيد عز الدين بحر العلوم - دار الزهراء - بيروت - لبنان ١٩٨٩م .
- بحار الأنوار للشيخ محمد باقر المجلسي - مؤسسة الوفاء - بيروت - لبنان ١٩٨٣م .
- تفصيل وسائل الشيعة للشيخ محمد بن الحسن الحر العاملي - مؤسسة آل البيت (ع) لإحياء التراث - قم - إيران ١٤٠٩هـ .
- تهذيب الأحكام للشيخ محمد بن الحسن الطوسي - دار الأضواء - بيروت - لبنان ١٩٨٥م .
- ثواب الأعمال وعقاب الأعمال للشيخ محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي - مؤسسة الأعلمي - بيروت - لبنان ١٩٨٣م .
- جامع السعادات للشيخ محمد مهدي النراقي - مؤسسة الأعلمي

للمطبوعات ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٨م .

ـ الخصال للشيخ محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي ـ مكتبة الصدوق ـ طهران ـ إيران ١٣٨٩هـ

ـ دليل المسلم في بلاد الغربة للسيد نجيب يوسف والشيخ محسن عطوي ـ دار التعارف للمطبوعات ـ بيروت ـ لبنان ١٩٩٠م .

ـ الذنوب الكبيرة للسيد عبد الحسين دستغيب ـ الدار الإسلامية ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٨م .

ـ الزواج في القرآن والسنة للسيد عز الدين بحر العلوم ـ دار الزهراء ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٤م .

ـ الزواج المؤقت ودوره في حلِّ مشكلات الجنس للسيد محمد تقي الحكيم ـ دار الأندلس ـ بيروت ـ لبنان ١٩٦٣م .

ـ الفتاوى الميسرة ـ للمؤلف ـ دار المؤرخ العربي ـ بيروت ـ لبنان ١٩٩٦م .

ـ قادتنا كيف نعرفهم للسيد محمد هادي الحسيني الميلاني ـ مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان ١٤٠٧هـ .

ـ قرب الإسناد للشيخ عبد الله الحميري ـ مؤسسة آل البيت (ع) لإحياء التراث ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٧م .

ـ الكوثر ـ العدد التجريبي ـ المجمع العالمي لأهل البيت ـ قم ـ إيران ١٩٩٤م .

ـ المسائل الشرعية للسيد أبو القاسم الموسوي الخوئي ـ مؤسسة محمد

رفيع معرفي ـ الكويت ١٩٩٦م .

ـ المسائل المنتخبة للسيد علي الحسيني السيستاني ـ دار المؤرخ العربي ـ بيروت ـ لبنان ١٩٩٤م .

ـ مستدرك الوسائل للحاج ميرزا حسين النوري ـ مؤسسة آل البيت (ع) لإحياء التراث ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٧م .

ـ مفاتيح الجنان للشيخ عباس القمي ـ مؤسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت ـ لبنان ١٩٩٢م .

ـ مكارم الأخلاق للشيخ الحسن بن الفضل الطبرسي ـ دار الشريف الرضي ـ قم ـ إيران ١٣٧١هـ .

ـ مناسك الحج للسيد علي الحسيني السيستاني ـ دار المؤرخ العربي ـ بيروت ـ لبنان ١٩٩٤م .

ـ من لا يحضره الفقيه للشيخ محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي ـ دار الأضواء ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٥م .

ـ منهاج الصالحين للسيد علي الحسيني السيستاني ـ مؤسسة محمد رفيع معرفي ـ الكويت ١٩٩٦م .

ـ نهج البلاغة للإمام علي بن أبي طالب (ع) ، باعتناء صبحي الصالح ـ دار الكتاب اللبناني ومكتبة المدرسة ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٢م .

○○○○○

مفصل فہرست

تیسری فصل: طہارت ونجاست ۵۹

باب دوم : معاملات کی فقہ

باب دوم کی فصلیں

ضمیمہ جات